سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات 2015

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات 2015

(سوموار2، منگل3، بدھ4، جمعرات5، جمعتہ المبارک6، سوموار9-مارچ2015)
(یوم الاثنین10،یوم الثلاثہ11،یوم الاربعاء12،یوم الخمیس13،یوم الجمع14،یوم الاثنین17- جمادی الاوّل1436ھ)

سولھویں اسمبلی: بارھواں اجلاس

جلد12(حصہ سوئم): شمارہ جات : 11تا16

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

## مندرجات

## بارہواں اجلاس

سوموار،2-مارچ2015

جلد 12: شمارہ 11



| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1۔ | ایجنڈا | 929 |
| 2۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ | 931 |
| 3۔ | نعت رسول مقبول ﷺ | 932 |
| | سوالات (محکمہ زراعت) | |
| 4۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات | 933 |
| 5۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) | 968 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | رپورٹ (جو پیش ہوئی) | |
| 6- | ممبران اسمبلی کی تنخواہوں میں اضافے اور اسمبلی ملازمین کی مراعات سے متعلق فنانس کمیٹی کے فیصلے پر عملدرآمد کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 6 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------ | 975 |
| | رپورٹیں (میعاد میں توسیع) | |
| 7- | ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور سے متعلق نشان زدہ سوال نمبر 269 کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ | 976 |
| 8- | نشان زدہ سوال نمبر 2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ | 977 |
| 9- | نشان زدہ سوالات نمبر 3254/14، 3529/14 اور 3690/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ | 977 |
| | توجہ دلاؤ نوٹس | |
| 10- | رحیم یار خان: دوران ڈکیتی فائرنگ سے بچے کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات ------------ | 979 |
| 11- | گوجرانوالہ: ایمن آباد میں دوران ڈکیتی سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات ------------ | 980 |
| | تحاریک استحقاق | |
| 12- | ٹی وی چینل "C-42" کے مارننگ شو میں سابقہ ایم این اے سیدہ عابدہ حسین کا مخصوص نشستوں پر آنے والی خواتین ممبران اسمبلی کو حقارت اور نفرت انگیز طریقے سے مخاطب کرنا ------------ | 981 |
| | تحریک (جو زیر غور آئی) | |
| 13- | سپیشل کمیٹی نمبر 6 کی رپورٹ پر غور و خوض ------------ | 982 |
| 14- | اسمبلی کا سپیشل کمیٹی نمبر 6 کی سفارشات پر اتفاق ------------ | 983 |

| نمبر شمار | مندرجات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| | تحاریک التوائے کار | | |
| 15- | حکومتی ادارے صوبائی دارالحکومت لاہور میں تعمیر ہونے والے پلازوں اور شادی ہالوں سے متعلقہ بلڈنگ بائی لاز پر عملدرآمد کروانے میں ناکام (۔۔۔جاری) | ------------ | 984 |
| 16- | پراونشل ڈویژن سرگودھا میں خلاف پالیسی بھرتیوں کا انکشاف (۔۔۔جاری) | ------------ | 984 |
| 17- | ہسپتالوں کا میڈیکل ویسٹ تلف کرنے کی بجائے ٹھیکیداروں کو فروخت کرنے کا انکشاف | ------------ | 986 |
| 18- | محکمہ ایکسائز کے عملے کی موٹر رجسٹریشن اور ٹرانسفر میں جعلسازی کا انکشاف | ------------ | 987 |
| | سرکاری کارروائی | | |
| | مسودہ قانون (جو متعارف ہوا) | | |
| 19- | مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015 | ------------ | 989 |
| | بحث | | |
| 20- | گنے کے کاشتکاروں کی شکایات سمیت خوراک پر عام بحث | ------------ | 990 |
| | منگل، 3-مارچ 2015 | | |
| | جلد 12: شمارہ 12 | | |
| 21- | ایجنڈا | ------------ | 1053 |
| 22- | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ | ------------ | 1055 |
| 23- | نعت رسول مقبول ﷺ | ------------ | 1056 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | | |
| 24- | صحافی رؤف کلاسرا کا ٹی وی چینل "92" پر سینیٹ کے الیکشن کے حوالے سے معزز ممبران اسمبلی پر خریدنے اور بکنے کا الزام | ------------ | 1057 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن) | |
| 25۔ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ | 1059 |
| 26۔ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ | 1103 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | |
| 27۔ | پاکپتن میں زمینداروں کے ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمر چوری کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ ------------ | 1137 |
| 28۔ | پنجاب اسمبلی کے سامنے نابینا حضرات کے احتجاج پر حکومت سے ان کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کا مطالبہ ------------ | 1137 |
| 29۔ | ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ------------ | 1140 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | |
| 30۔ | جناب قائم مقام سپیکر کا اسمبلی کی جامع مسجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھنے کا اعلان ------------ | 1147 |
| | تحاریک التوائے کار | |
| 31۔ | نیاز بیگ لاہور میں پنجاب حکومت کی بیش قیمت اراضی کی خُورد بُرد کا انکشاف ------------ | 1149 |
| 32۔ | فیروز وٹواں شیخوپورہ میں گدھوں کے گوشت کی فروخت کا انکشاف ------------ | 1151 |
| 33۔ | چک جیون شاہ عارف والہ کی دو مساجد کے رقبہ کو نیا تھانہ بنانے کے لئے الاٹ کرنے پر عوام کا احتجاج ------------ | 1154 |
| 34۔ | ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خلاف میرٹ و پالیسی ایجوکیٹرز کی بھرتی کا انکشاف ------------ | 1155 |
| | پوائنٹ آف آرڈر | |
| 35۔ | ایل ڈی اے کا دائرہ اختیار وسیع کرنے سے لوگوں کو تعمیر کے حوالے سے نقشہ جات پاس کروانے کے معاملے کے لئے کمیٹی بنانے اور اسمبلی کی کارروائی کی کوریج کے لئے پرائیویٹ چینلز کو بھی اجازت دینے کا مطالبہ ------------ | 1157 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | غیر سرکاری ارکان کی کارروائی | |
| | مسودہ قانون (جو متعارف ہوا) | |
| 36۔ | مسودہ قانون (ترمیم) کم عمری کی شادی کی ممانعت 2015 ------------ | 1160 |
| | قرارداد یں (مفاد عامہ سے متعلق) | |
| 37۔ | معیار تعلیم کے اضافے کے لئے معزز ممبران اسمبلی اور بیوروکریٹس کو اپنے بچے سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کروانے کی ترغیب دلانا ------------ | 1165 |
| 38۔ | روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاکت کے ذمہ داروں کو سخت سزا اور بھاری جرمانے کرنے کا مطالبہ ------------ | 1169 |
| 39۔ | بھارت سے ڈیوٹی فری اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرنے کا مطالبہ ------------ | 1172 |
| | بدھ، 4-مارچ 2015 | |
| | جلد 12: شمارہ 13 | |
| 40۔ | ایجنڈا ------------ | 1181 |
| 41۔ | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ | 1183 |
| 42۔ | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 1184 |
| | سوالات (محکمہ آبپاشی) | |
| 43۔ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ | 1185 |
| 44۔ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ | 1222 |
| 45۔ | غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ | 1239 |
| | تحاریک استحقاق | |
| 46۔ | نشان زدہ سوال نمبر 2193 کا غلط جواب ------------ | 1247 |
| 47۔ | سینئر صحافی رؤف کلاسرا کا معزز ممبران پر سینیٹ کے الیکشن میں پیسوں کے عوض ووٹ ڈالنے کا الزام ------------ | 1248 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | تحاریک التوائے کار | |
| -48 | ضلع جھنگ کی متعدد یونین کونسلز کے بوائز و گرلز ہائی سکولز سربراہان سے محروم ہونے سے معیار تعلیم تنزلی کا شکار ------------- | 1250 |
| -49 | کئی اضلاع میں ٹیچنگ ہسپتالوں کی ضرورت ------------- | 1252 |
| -50 | محکمہ جنگلات کی عدم دلچسپی کی بناء پر محکمہ کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ ------------- | 1254 |
| -51 | کورم کی نشاندہی ------------- | 1255 |
| | سرکاری کارروائی | |
| | مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے) | |
| -52 | مسودہ قانون عارضی رہائش پذیر افراد کی معلومات پنجاب 2015 ------------- | 1255 |
| -53 | مسودہ قانون غیر محفوظ اداروں کی سکیورٹی پنجاب 2015 ------------- | 1269 |
| -54 | کورم کی نشاندہی ------------- | 1280 |
| | جمعرات، 5-مارچ 2015 | |
| | جلد 12: شمارہ 14 | |
| -55 | ایجنڈا ------------- | 1283 |
| -56 | تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------- | 1287 |
| -57 | نعت رسول مقبول ﷺ ------------- | 1288 |
| -58 | سینیٹ الیکشن کی ووٹنگ کے لئے اجلاس کی کارروائی کا ملتوی کیا جانا ------------- | 1289 |
| | [نوٹ] (اجلاس کی کارروائی ملتوی کئے جانے کی وجہ سے سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے) | |
| | سوالات (محکمہ صحت) | |
| -59 | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------- | 1290 |

| صفحہ نمبر | مندرجات | نمبر شمار |
|---|---|---|
| | **جمعتہ المبارک،6-مارچ2015** | |
| | **جلد 12:شمارہ 15** | |
| 1345 ------------ | ایجنڈا | 60- |
| 1349 ------------ | تلاوت قرآن پاک وترجمہ | 61- |
| 1350 ------------ | نعت رسول مقبولﷺ | 62- |
| | سوالات(محکمہ جات جیل خانہ جات اور بہبود آبادی) | |
| 1351 ------------ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات | 63- |
| 1392 ------------ | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے) | 64- |
| 1403 ------------ | غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات | 65- |
| | رپورٹ(جو پیش ہوئی) | |
| 1413 ------------ | مسودہ قانون(ترمیم)معذورافراد کی ملازمت وبحالی پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر اینڈ بیت المال کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا | 66- |
| | تحاریک التوائے کار | |
| 1415 ------------ | تاندلیانوالہ میں ٹی ایم اے انتظامیہ کی ملی بھگت سے بغیر نقشہ سے عمارتوں کی تعمیر | 67- |
| 1416 ------------ | فیصل آباد میں سینکڑوں سرکاری سکولوں کے 465 کلاس رومز کو خطرناک قرار دیا جانا | 68- |
| 1417 ------------ | گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں کروڑوں روپے کی کرپشن کاانکشاف | 69- |
| 1418 ------------ | لاہور میں فضاسے آکسیجن چوری کرنے کاانکشاف | 70- |
| 1419 ------------ | جام پور(راجن پور)میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کاقبضہ | 71- |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 72۔ | حلقہ پی پی۔222(ساہیوال) کے متعدد سکول سکیورٹی سہولیات سے محروم ------------------------ | 1421 |
| | **سرکاری کارروائی** | |
| | **مسودہ قانون** (جو متعارف ہوا) | |
| 73۔ | مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2015 ------------ | 1426 |
| 74۔ | قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ | 1426 |
| 75۔ | کورم کی نشاندہی ------------ | 1429 |
| | **مسودہ قانون** (جو زیر غور لایا گیا) | |
| 76۔ | مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2015 ------------ | 1429 |
| | **مسودہ قانون** (جو متعارف ہوا) | |
| 77۔ | مسودہ قانون (ترمیم) تقسیم غیر منقولہ جائیداد پنجاب 2015 ------------ | 1432 |
| 78۔ | قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ | 1432 |
| | **مسودہ قانون** (جو زیر غور لایا گیا) | |
| 79۔ | مسودہ قانون (ترمیم) تقسیم غیر منقولہ جائیداد پنجاب 2015 ------------ | 1433 |
| | **مسودہ قانون** (جو متعارف ہوا) | |
| 80۔ | مسودہ قانون (ترمیم) فیملی کورٹس 2015 ------------ | 1435 |
| 81۔ | قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ | 1436 |
| | **مسودہ قانون** (جو زیر غور لایا گیا) | |
| 82۔ | مسودہ قانون (ترمیم) فیملی کورٹس 2015 ------------ | 1436 |
| | **مسودہ قانون** (جو متعارف ہوا) | |
| 83۔ | مسودہ قانون (ترمیم) کم سنی شادی ممانعت 2015 ------------ | 1441 |
| 84۔ | قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ | 1441 |
| | **مسودہ قانون** (جو زیر غور لایا گیا) | |
| 85۔ | مسودہ قانون (ترمیم) کم سنی شادی ممانعت 2015 ------------ | 1442 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | **مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)** | |
| 86- | مسودہ قانون (ترمیم) مسلم فیملی لاز 2015 ------------ | 1445 |
| 87- | قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ | 1445 |
| | **مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)** | |
| 88- | مسودہ قانون (ترمیم) مسلم فیملی لاز 2015 ------------ | 1446 |
| 89- | مسودہ قانون سکیورٹی غیر محفوظ ادارہ جات پنجاب 2015 (---جاری) ------------ | 1448 |
| 90- | مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب آرمز 2015 ------------ | 1451 |
| 91- | مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2015 ------------ | 1454 |
| 92- | مسودہ قانون (ترمیم) (تشکیل، فرائض واختیارات) کریمینل پراسیکیوشن سروس پنجاب 2015 ------------ | 1458 |
| 93- | مسودہ قانون (ریگولیشن) ساؤنڈ سسٹمز پنجاب 2015 ------------ | 1461 |
| 94- | مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار رائے کی ممانعت پنجاب 2015 ------------ | 1466 |
| | **سوموار، 9-مارچ2015** | |
| | **جلد 12: شمارہ 16** | |
| 95- | ایجنڈا ------------ | 1473 |
| 96- | تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ | 1475 |
| 97- | نعت رسول مقبول ﷺ ------------ | 1476 |
| | **سوالات (محکمہ جات امور نوجواناں، سپورٹس، آثارِ قدیمہ وسیاحت اور تحفظ ماحول)** | |
| 98- | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ | 1477 |
| 99- | نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ | 1519 |
| 100- | غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ | 1537 |

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | **پوائنٹ آف آرڈر** | |
| 101۔ | ڈسٹرکٹ سپورٹس کونسل میں ضلع کے تمام نمائندوں کو شامل کرنے کا مطالبہ ------------ | 1547 |
| 102۔ | شادی کی عمر میں اضافہ اور دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت کے قانون پر نظر ثانی کا معاملہ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجنے کا مطالبہ ------------ | 1548 |
| | **تحاریک استحقاق** | |
| 103۔ | (کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ------------ | 1550 |
| | **تحاریک التوائے کار** | |
| 104۔ | الہ آباد چوک قصور میں دن دہاڑے ڈاکوؤں کی واردات (۔۔۔جاری) ------------ | 1551 |
| 105۔ | نیاز بیگ لاہور میں پنجاب حکومت کی 800 کروڑ روپے کی ملکیتی اراضی کی خورد برد کا انکشاف (۔۔۔جاری) ------------ | 1552 |
| 106۔ | محکمہ جنگلات کی عدم دلچسپی کی بناء پر محکمہ کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر غیر قانونی قبضہ (۔۔۔جاری) ------------ | 1553 |
| 107۔ | کورم کی نشاندہی ------------ | 1554 |
| 108۔ | اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ | 1555 |
| 109۔ | انڈکس | |

929

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ2-مارچ2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

## توجہ دلاؤ نوٹس

## سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) عام بحث

1۔ گنے کے کاشتکاروں کی شکایات سمیت خوراک پر عام بحث

ایک وزیر گنے کے کاشتکاروں کی شکایات سمیت خوراک پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

2۔ زراعت سے متعلق مسائل پر عام بحث

ایک وزیر زراعت سے متعلق مسائل پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

931

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## سولھویں اسمبلی کا بارہواں اجلاس

### سوموار، 2-مارچ2015

### (یوم الاثنین، 10- جمادی الاوّل1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾

**سورۃ الرَّحمٰن آیات14 تا 27**

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا(15)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(16)وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25)جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26)اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گی(27) **وما علینا الاالبلاغo**

929

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ2-مارچ2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

## توجہ دلاؤ نوٹس

## سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) عام بحث

1۔ گنے کے کاشتکاروں کی شکایات سمیت خوراک پر عام بحث

ایک وزیر گنے کے کاشتکاروں کی شکایات سمیت خوراک پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

2۔ زراعت سے متعلق مسائل پر عام بحث

ایک وزیر زراعت سے متعلق مسائل پر عام بحث شروع کرنے کی تحریک پیش کریں گے۔

931

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## سولھویں اسمبلی کا بارھواں اجلاس

سوموار،2۔مارچ2015

(یوم الاثنین،10۔جمادی الاوّل1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

---

**تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔**

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ
صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ
نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ
وَ رَبُّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾
مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیۡنَہُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ﴿۲۰﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ یَخۡرُجُ مِنۡہُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَ
الۡمَرۡجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾
وَ لَہُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَئٰتُ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ یَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ
ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ ﴿۲۷﴾

**سورة الرَّحمٰن آیات14 تا 27**

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا(15)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(16)وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25)جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26)اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27) **وما علینا الاالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

در نبی پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا
خلافِ معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا ادھر ہی، اے دل جدھر وہ عالی مقام ہوگا
جو دل سے ہے مائل پیغمبر یہ اس کی پہچان ہے مقرر
کہ ہر دم اس بے نواء کے لب پر درود ہوگا سلام ہوگا
در نبی پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

## سوالات

### (محکمہ زراعت)

### نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر2990 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2991 بھی جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1183 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1190 بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1843 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3619 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4130 بھی محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4238 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے، اگلا سوال نمبر 4239 بھی جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے اگلا سوال نمبر 1224 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2458 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2459 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2992 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3153 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ضلع فیصل آباد: مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3153: میاں طاہر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں مارکیٹ کمیٹیاں کتنی ہیں، ہر ایک کا نام بتائیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی ایڈمنسٹریٹر/چیئرمین کون کون ہیں؟

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں کا دائرہ کار کہاں کہاں تک ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 6 مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کے نام، جائے مقام اور نام چیئرمین کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس جز کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے مذکورہ سالوں کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں مارکیٹ فیس ولائسنس فیس ازاں سبزی منڈیاں، غلہ منڈیاں، ایگرو انڈسٹریز (فلور ملز، آئل ملز، شوگر ملز، گھی ملز، محکمہ خوراک، فوڈ انڈسٹریز، ٹیکسٹائل ملز، فیڈ ملز، چوکر ممنی، سپننگ ملز، دال فیکٹری، گتہ فیکٹری) منافع جات انوسٹمنٹ، کرایہ جات دُکانات، ٹھیکہ جات سائیکل سٹینڈ، ریٹ لسٹ، فروختگی پلاٹ وغیرہ شامل ہیں۔

(ہ) اس جز کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(و) مذکورہ کمیٹیوں کے دائرہ کار کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

| نام مارکیٹ کمیٹی | دائرہ کار کی تفصیل |
|---|---|
| فیصل آباد | مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کا دائرہ کار تحصیل فیصل آباد پر مشتمل ہے۔ |
| جڑانوالہ | مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کا دائرہ کار تحصیل جڑانوالہ پر مشتمل ہے۔ |
| سمندری | مارکیٹ کمیٹی سمندری کا دائرہ کار تھانہ صدر سمندری، تھانہ سٹی اور تھانہ ترکھانی پر مشتمل ہے۔ |
| چک جُھمرہ | مارکیٹ کمیٹی چک جُھمرہ کا دائرہ کار تحصیل چک جُھمرہ پر مشتمل ہے۔ |

| | |
|---|---|
| تاندلیانوالہ | مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ کا دائرہ کار تھانہ تاندلیانوالہ، تھانہ گڑھ، تھانہ بالک پر مشتمل ہے۔ |
| ماموں کانجن | مارکیٹ کمیٹی ماموں کانجن کا دائرہ کار تھانہ ماموں کانجن اور تھانہ مریدوالہ پر مشتمل ہے۔ |

**جناب قائم مقام سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**میاں طاہر:** جناب سپیکر! جز(الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین کے انتخاب کا کیا طریق کار ہے، اسے کیا مشاہرہ دیا جاتا ہے اور اس وقت جو مارکیٹ کمیٹی کام کر رہی ہے یہ کب بنائی گئی تھی؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ معزز ممبر کون سی مارکیٹ کمیٹی کی بات کر رہے ہیں؟

**میاں طاہر:** جناب سپیکر: میں فیصل آباد مارکیٹ کمیٹی کی بات کر رہا ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** منسٹر صاحب! آپ کے پاس اس کی تفصیل ہے؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! اس میں تو نیا سوال ہونا چاہئے انہوں نے جو سوال کئے ہیں ان کے تو جواب دیئے گئے ہیں۔ میں چیئرمین کے انتخاب کا طریق کار بتا دیتا ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، وہ بتا دیں۔

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! آپ کو اچھی طرح علم ہو گا کہ چیئرمین کا طریقہ انتخاب یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹی کے ممبران کا الیکشن ہوتا ہے اور سارے ممبران growers ہوتے ہیں سارے علاقے سے growers کی نمائندگی لی جاتی ہے اس کے بعد ان کا الیکشن ہوتا ہے اور وہ ان میں سے ہی ایک کو چیئرمین سلیکٹ کرتے ہیں۔ چیئرمین کی تنخواہ مقرر نہیں ہوتی لیکن باقی الاؤنسز اور دفتر کی سہولت دی جاتی ہے جو وہ use کرتا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، میاں صاحب!

**میاں طاہر:** جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو رولز بتائے ہیں کیا فیصل آباد میں ان رولز کو follow کیا گیا ہے؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق پورے پنجاب میں ہم transparency کو ترجیح دیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے جو بھی مالی معاملات ہیں ان میں transparency نہ صرف ہو بلکہ ہوتی ہوئی نظر بھی آنی چاہئے۔ اگر معزز ممبر نے محسوس

کیا ہے کہ کسی جگہ اس process کی violation ہوئی ہے تو وہ point out کر دیں ہم اس کی انکوائری کروالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

میاں طاہر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں چیئرمین مارکیٹ کا جو انتخاب کیا گیا ہے اس میں چیئرمین اور ان کے ممبران کا زمیندارہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، انجمن تاجران غلہ منڈی والے احتجاج کر رہے ہیں، انجمن تاجران سبزی منڈی والے احتجاج کر رہے ہیں اور زمیندار بھی احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کے جتنے بھی سوال تھے یہ اس سوال سے متعلقہ تو نہیں ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں ان کے جواب میں انہیں بتا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے سوال پوچھا تھا تو انہوں نے جواب دیا ہے۔

میاں طاہر: وزیر صاحب نے on the floor of the House کھڑے ہو کر یہ کہا ہے کہ چیئرمین بنانے کے لئے فلاں فلاں بندوں کو authorize کیا جاتا ہے جن کا تعلق کسانوں، تاجروں اور سبزی منڈی کے تاجروں سے ہوتا ہے لیکن فیصل آباد میں بالکل اس کے اُلٹ ہوا ہے وہاں پر کسی بھی متعلقہ بندے کو شامل نہیں کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس معاملے کو دیکھیں اور میاں صاحب کو بلا کر اس کی تحقیق کروائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اب میں اگلا سوال بول چکا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3154 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## فیصل آباد: محکمہ زراعت کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*3154: میاں طاہر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر کہاں کہاں چل رہے ہیں؟
(ب) ہر دفتر میں کتنے ملازم عہدہ، گریڈ وار تعینات ہیں؟
(ج) ان دفاتر کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے بجٹ کی تفصیل مد وار اور دفتر وار بتائیں؟
(د) ہر دفتر میں کسانوں کے لئے کیا کام سرانجام دیا جاتا ہے؟
(ہ) ہر دفتر میں کیا کیا فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ ضلع میں محکمہ زراعت کے تمام شعبہ جات کے کل 60 دفاتر ہیں جو فیصل آباد، جڑانوالہ، سمندری، تاندلیانوالہ چک جھمرہ، ماموں کانجن میں چل رہے ہیں۔
(ب) فیصل آباد میں محکمہ زراعت میں کل 2640 ملازمین تعینات ہیں۔ ملازمین کی عہدہ، گریڈ وار تعیناتی کی شعبہ وار تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) ان دفاتر کے مذکورہ سالوں کے بجٹ کی مد وار تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) ان دفاتر کے کسانوں کے لئے جو کام سرانجام دئے جاتے ہیں ان کی شعبہ وار تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ہ) اس جز کا جواب جز (د) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ فیصل آباد میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر کہاں کہاں چل رہے ہیں۔ میں ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ ہم کروڑوں روپے کا بجٹ زراعت کے دفاتر میں کسانوں کی شکل میں دے رہے ہیں لیکن ground reality یہ ہے کہ افسران بالا جو دفتروں میں بیٹھے ہیں وہ اپنی من مرضی کرتے ہیں اور جو اصل زمیندار ہیں انہیں ignore کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی سبسڈی دی جاتی ہے، گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی فنڈز دیئے جاتے ہیں وہ افسران یہ سارے فنڈز اپنے چہیتوں کو دے دیتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں جو دفاتر چل رہے ہیں کیا انہوں نے ان کی نگرانی کے لئے کوئی ٹیم بنائی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ اچھی طرح آپ کے علم میں ہے اور معزز ممبر کے بھی علم میں ہے کہ پورا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ وقتاً فوقتاً اپنے سارے دفاتر کی کارکردگی monitor کرتا ہے۔ باقی جہاں تک اپنے چہیتے زمینداروں کو فنڈز دینے کا تعلق ہے تو میں اس کی دو مثالیں دوں گا کہ ہم نے recently ایک wheat competition کرایا تھا جس میں ہر ڈویژن اور ہر ضلع لیول پر ٹریکٹر prize دیئے ہیں اس کے علاوہ ریزر لیولر ہیں اور میرے خیال میں پانچ ساڑھے پانچ لاکھ روپے کا لینڈر یزر لیولر ہوتا ہے وہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ یہ سارے ممبران بیٹھے ہیں، مختلف اضلاع سے تعلق رکھتے ہوں گے یہ ہمارے پاس اکثر شکایت لے کر آتے ہیں کہ ٹریکٹر فلاں پارٹی کے آدمی کو مل گیا اور laser فلاں پارٹی کے آدمی کو مل گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کی بڑی سخت قسم کی ہدایات ہیں کہ اس بارے میں کوئی تفریق نہ رکھی جائے بلکہ merit کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ ہم merit کو بالکل ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ میں نے پہلے سوال کے جواب میں بھی معزز ممبر سے درخواست کی تھی اور اب اس درخواست کو پھر دہراتا ہوں کہ اگر انہیں کوئی specific شکایت ہے تو اس حوالے سے سوال کریں یا مجھے حکم کریں میں اس کی باقاعدہ inquiry کراؤں گا، اگر سچ ثابت ہوئی تو بالکل قانون اور قاعدہ کے مطابق کارروائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی مہربانی ہے کہ کارروائی کرنے کی یقین دہانی کروا رہے ہیں لیکن ایسی نوبت ہی کیوں آتی ہے کہ ہمیں نشاندہی کرنی پڑے؟ جب محکمہ کے لوگ تنخواہیں لیتے ہیں، محکمہ کے لوگوں کی teams بنی ہوئی ہیں اور محکمہ کا آڈٹ ہوتا ہے تو پھر اس میں یہ بات کیوں point out نہیں ہوتی؟ ابھی یہاں پر کھڑے ہو کر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ٹریکٹر اور laser leveler merit پر دیئے گئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ یہ بات میرے زیر مشاہدہ ہے کہ ٹریکٹر merit پر دیئے گئے ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں بالکل on the floor of the House کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ میں نے پیسے دے کر laser leveler لیا ہے اور وہ اب بھی میرے ڈیرے پر موجود ہے۔ جب قرعہ اندازی ہوتی ہے تو محکمہ زراعت کے ملازم اپنے لوگوں کی چھ چھ پرچیاں ڈالتے ہیں اور ہماری پرچیوں

کا پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کہاں پر جاتی ہیں؟ انہی لوگوں کے ٹریکٹر نکلتے ہیں۔ اگر منسٹر صاحب فیصل آباد کا دورہ کریں تو میں وہ laser leveler دکھا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مجھے ٹریکٹر کی قرعہ اندازی میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ computerized قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ اس قرعہ اندازی میں جن لوگوں کے ٹریکٹر نکلے ہیں واقعی ان کا پاکستان مسلم لیگ (ن) سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ منسٹر صاحب! Laser leveler کے حوالے سے میاں طاہر صاحب نے جو بات کی ہے اس کی ذرا وضاحت کر دیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! laser leveler میں ہم سو فیصد subsidy نہیں دیتے۔ Laser leveler میں ہم 2 لاکھ 25 ہزار روپے کی fixed subsidy دیتے ہیں، باقی پیسے خریدار کو خود pay کرنے پڑتے ہیں اور وہ یہ پیسے کمپنی کو pay کرتا ہے۔ اس میں محکمہ کو پیسے دینے کا تو کہیں ذکر ہی نہیں آتا۔ محکمہ نے pre-qualified کمپنی کو 2 لاکھ 25 ہزار روپے pay کر دینے ہیں اور پھر خریدار نے اس کمپنی میں بقیہ رقم جمع کروا کر اپنا laser leveler لے لینا ہے۔ اس سارے عمل میں محکمہ کے کسی آدمی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اس کی قرعہ اندازی ڈی سی او آفس میں ہوتی ہے کیونکہ ڈی سی او بطور چیئرمین اس قرعہ اندازی کی نگرانی کرتا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے یہاں پر کہا ہے کہ ہم نے laser leveler merit پر دیئے ہیں اور میں نے اسی حوالے سے اپنی مثال اس ایوان میں پیش کر دی ہے۔ محکمہ کی طرف سے 2 لاکھ 25 ہزار روپے کی جو fixed subsidy دی جاتی ہے اس پر مجھ سے ایک لاکھ روپے وصول کئے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب کا laser leveler اس وقت میرے ڈیرے پر موجود ہے تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس بابت ایک inquiry team بٹھا دیں اور چیک کر لیں کہ آیا اس میں corruption ہوئی ہے یا نہیں، جن لوگوں نے یہ corruption کی ہے کیا منسٹر صاحب ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بات تو معزز ممبر بڑے وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں لہذا اس بارے میں inquiry کرائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ایک معزز ممبر اسمبلی on the floor of the House رشوت دینے کا اعتراف کر رہا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ اپنی کارکردگی کو چھپانے کے لئے ایسی بات کر رہے ہیں کیونکہ اگر ہم پیسے نہ دیں تو کام نہیں ہوتا۔ ہم کیا کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! مجھے معزز ممبر سے اس حوالے سے ہمدردی ہے کیونکہ ہمارے محکمہ زراعت والے تو ہر کسی سے ڈرتے ہیں اور خصوصاً معزز ممبران سے تو بہت ڈرتے ہیں اس کے باوجود انہوں نے معزز ممبر سے ایک لاکھ روپے لے لئے ہیں۔ محکمہ کے اس اہلکار کو ذرا شرم نہیں آئی اور ہم ایسے آدمی کو سخت ترین سزا دیں گے۔ معزز ممبر نے جس اہلکار کو رشوت دی ہے اس کا نام بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! چونکہ یہ بات یہاں ایوان میں discuss ہوئی ہے اور معزز ممبر نے خود اس کا اعتراف بھی کیا ہے تو میں اس سوال کو pending کرتا ہوں۔ آپ اس معاملے کی inquiry کروائیں اور پھر ایوان کو بھی آگاہ کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ معزز ممبر تحریری درخواست دے دیں کہ انہوں نے ایک لاکھ روپے فلاں اہلکار کو رشوت دی ہے تو میں اس معاملے کی inquiry کروالیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اس حوالے سے تحریری درخواست آج ہی دے دیں۔ منسٹر صاحب! آپ inquiry کرنے کے بعد اس کی رپورٹ اگلے اجلاس میں پیش کریں گے۔ اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3416 جناب شہزاد منشی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب شہزاد منشی صاحب کا ہے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3572 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب شہزاد منشی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## لاہور: کوٹ لکھپت مارکیٹ کمیٹی سے متعلقہ تفصیلات

*3572: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ لکھپت مارکیٹ کمیٹی کب قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس مارکیٹ کمیٹی کے کل ملازمین کی تعداد عہدہ و گریڈ وار بتائیں؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی کو سال13۔2012میں کتنی آمدن کون کون سی مدات سے حاصل ہوئی؟

(د) مارکیٹ کمیٹی کی دکانوں اور اراضی کی کیا تفصیل ہے؟

(ہ) مارکیٹ کمیٹی نے سال13۔2012کے دوران کتنے اخراجات مدوار کئے ہیں اور کون کون سے کتنے تخمینہ لاگت سے ترقیاتی کام مکمل کئے گئے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور1976کو قائم کی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین کی کل تعداد35ہے۔عہدہ اور گریڈ وار تفصیل(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ کمیٹی کی سال13۔2012میں آمدن کی تفصیل(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) غلہ منڈی کاہنہ اور نئی تعمیر شدہ سبزی و پھل منڈی کاچھا مارکیٹ کمیٹی کی ملکیت ہیں۔ غلہ منڈی کاہنہ میں منقولہ پراپرٹی میں407کمیشن شاپس اور72پھڑیا شاپس قائم ہیں جبکہ مارکیٹ کا کل رقبہ1045کنال ہے۔

(ہ) مذکورہ کمیٹی کی سال13۔2012کے مدوار اخراجات اور ترقیاتی کاموں کی تفصیل(ہ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین کی کل تعداد35بتائی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت ان35ملازمین کی تنخواہوں کے معاملے میں خود کفیل ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹی ان ملازمین کی تنخواہ pay کر رہی ہے اور بعض اوقات اپنے معاملات چلانے کے لئے بورڈ سے امداد بھی لینی پڑ جاتی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی خود کفیل ہے اور اپنے معاملات چلا رہی ہے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں اپنے ذاتی مشاہدے کا ذکر کروں گا کہ مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت میں اب بھی ایسے ملازمین ہیں کہ جن کی تنخواہ کی مد میں واجبات بقایا ہیں۔ جز(د) میں کہا گیا ہے کہ گجومتہ منڈی میں 407 کمیشن شاپس اور 72 پھڑیا شاپس کی allotments کر دی گئی ہیں آیا اس allotment کا کوئی criterion ہے اور اگر یہ allotments کر دی گئی ہیں تو کس criterion کے تحت کی گئی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! معزز ممبر کس منڈی کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں؟

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں کوٹ لکھپت منڈی جو کہ گجومتہ میں ٹرانسفر ہوئی ہے کی بابت پوچھ رہا ہوں۔ یہاں جواب میں اس کو کاچھا منڈی لکھا گیا ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! کوٹ لکھپت منڈی کاچھا میں ٹرانسفر ہوئی ہے۔ اس کا case subjudice ہے، دکانوں کی نیلامی نہیں ہوئی اور ابھی صرف لائسنس دیئے گئے ہیں۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ 407 کمیشن شاپس اور 72 پھڑیا شاپس قائم ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ غلہ منڈی کاہنہ کی بابت لکھا گیا ہے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! غلہ منڈی میں تو اتنی شاپس نہیں ہیں۔ شاید محکمہ نے یہ غلط تحریر کر دیا ہے۔ یہ دکانیں کاچھا منڈی میں ہیں۔ کیا محکمہ نے ان دکانوں کی allotments کے لئے کوئی کمیٹی بھی بنائی ہے جو دیکھتی ہو کہ merit پر allotments کی گئی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہاں غلہ منڈی کاہنہ کے حوالے سے جواب دیا گیا ہے جبکہ معزز ممبر سبزی منڈی کی بابت سوال پوچھ رہے ہیں۔ وہاں سبزی منڈی shift ہوئی ہے اور سبزی منڈی میں شاپس کی allotment کے لئے باقاعدہ ایک criterion ہے۔ اس criterion کے حساب سے جو لوگ کوٹ لکھپت منڈی میں کام کرتے تھے اور یہاں shift ہوئے ہیں ان کو priority دی جاتی ہے اور پہلے انہیں لائسنس دیئے جاتے ہیں۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! انہوں نے آمدن، اخراجات اور ترقیاتی کاموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ کیا ان اخراجات، آمدن اور ترقیاتی کاموں کا کوئی آڈٹ ہوتا ہے اور اس کی رپورٹ منگوائی جاتی ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!اس کا باقاعدہ سالانہ آڈٹ ہوتا ہے۔ جس طرح ہر محکمہ کے مالی معاملات کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے اسی طرح مارکیٹ کمیٹی کے سارے مالی معاملات کا باقاعدہ سالانہ آڈٹ ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر3574 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## گجرات: محکمہ زراعت کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

*3574: میاں طارق محمود: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ زراعت کے کون کون سے دفاتر اور ونگ کام کر رہے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کل ملازمین کی تعداد عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ضلع گجرات میں محکمہ زراعت نے سال12۔2011اور13۔2012 کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے، اس کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(د) اس ضلع کی حدود میں محکمہ زراعت نے سال12-2011اور13-2012 میں کتنی رقم فصلوں کے نمائشی پلاٹس کی کاشت پر خرچ کی؟

(ہ) اس ضلع میں مذکورہ سالوں کے دوران محکمہ نے کسانوں اور کاشتکاروں کی بہتری کے لئے کون کون سی خدمات سرانجام دیں؟

(و) محکمہ زراعت اس وقت اس ضلع میں کون کون سے منصوبوں پر کام کر رہا ہے، ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ زراعت کے سات ونگ کام کر رہے ہیں جن میں شعبہ توسیع، شعبہ ریسرچ، شعبہ اصلاح آبپاشی، شعبہ فیلڈ، شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز، شعبہ اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ اور شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس شامل ہیں۔ دفاتر اور جائے مقام کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں محکمہ زراعت کے کل 354 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کے عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں محکمہ زراعت نے مذکورہ سالوں میں 22 کروڑ 7 لاکھ 12 ہزار 608 روپے کی رقم خرچ کی جس کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ زراعت نمائشی پلاٹوں کے لئے صرف تکنیکی معاونت فراہم کرتا ہے لہٰذا مذکورہ عرصہ میں نمائشی پلاٹوں پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی۔

(ہ) مذکورہ سالوں میں محکمہ نے کسانوں اور کاشتکاروں کی بہتری کے لئے جو خدمات سرانجام دیں ان کی تفصیل (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) پنجاب حکومت نے "پنجاب میں آبپاشی زراعت کی ترقی کا منصوبہ" (PIPIP) شروع کیا ہے جسے محکمہ زراعت کا شعبہ اصلاح آبپاشی زیر عمل لا رہا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت نہری کھالا جات اور بارانی علاقہ جات میں ٹیوب ویل کھالا جات (اریگیشن سکیموں) اور ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کی سکیمیں لگائی جا رہی ہیں۔ یہ ترقیاتی کام ضلع گجرات میں بھی جاری ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت ٹیوب ویل کھالا جات کے لئے 2 لاکھ 50 ہزار روپے فی سکیم اور ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کے لئے کل لاگت کا 60 فیصد حکومت پنجاب فراہم کر رہی ہے۔ سال 14-2013 کے دوران ضلع گجرات میں سولہ عدد ٹیوب ویل کھالا جات (اریگیشن سکیم) اور تین عدد نہری کھالا جات زیر تعمیر ہیں، جن کا تخمینہ لاگت مبلغ 73 لاکھ روپے ہے۔ اس سال ضلع گجرات میں 123 ایکڑ رقبے پر جدید نظام آبپاشی کی تنصیب کی گئی ہے۔ مزید برآں اسی سال مذکورہ ضلع میں 20 لیزر یونٹ کسانوں کو فراہم کئے جا رہے ہیں جن پر مبلغ 2 لاکھ 25 ہزار روپے فی یونٹ کے حساب سے 45 لاکھ روپے بطور سبسڈی ادا کئے جا رہے ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ ضلع گجرات میں محکمہ زراعت کے کل 354 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ 16 عدد ٹیوب ویل کھالا جات اور تین عدد نہری کھالا جات زیر تعمیر ہیں جن کا تخمینہ لاگت مبلغ 73 لاکھ روپے ہے۔ اس سال ضلع گجرات میں 123 ایکڑ رقبے پر جدید نظام آبپاشی کی

تنصیب کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو 73 لاکھ روپے کا estimate بنا ہے اس میں حکومت نے کتنے دیئے ہیں اور زمینداروں نے کتنے دیئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے یہ PIPIP منصوبہ کے بارے میں ہے۔ ورلڈ بنک کے تعاون سے پنجاب گورنمنٹ کا ایک پراجیکٹ ہے جو کہ پورے پنجاب میں subsidy پر laser leveler دے کر laser leveling کی facility بھی provide کرتا ہے۔ اس کے علاوہ drip irrigation اور اریگیشن سکیمیں لگانے کے لئے بھی ان کو subsidy فراہم کرتا ہے۔ اس میں 60 فیصد تک subsidy ڈیپارٹمنٹ فراہم کرتا ہے اور 40 فیصد وہ زمیندار فراہم کرتا ہے جس کی زمین پر وہ facility دی جاتی ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ laser leveler پر ہم 2 لاکھ 25 ہزار روپے subsidy دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے 73 لاکھ روپے کے بارے میں پوچھا ہے جس سے زمینداروں کے تین کھالا جات بن رہے ہیں۔ منسٹر صاحب صرف اتنا بتادیں کہ کیا وہ کھالے مکمل ہو گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جہاں تک کھالوں کا تعلق ہے تو کھالوں کا سسٹم اس طرح ہوتا ہے کہ one third کھالا پکا کیا جاتا ہے اور remaining کچے کھالے کی alignment صحیح کی جاتی ہے جو farmer کے ذمہ ہوتی ہے۔ ہم جو one third کھالا پکا کرتے ہیں اس کا مٹیریل محکمہ فراہم کرتا ہے اور جو مزدوری ہوتی ہے وہ farmer کے ذمہ ہوتی ہے۔ یہ ratio تقریباً 60/40 کی بنتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے تفصیل نہیں پوچھی، صرف یہ پوچھا ہے کہ کھالے مکمل ہو گئے ہیں یا نہیں؟ منسٹر صاحب ہاں یا ناں میں جواب دے دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ان کے سوال میں کھالے مکمل ہونے کی بات نہیں ہے۔ یہ نیا سوال دے دیں تو میں پتا کروا لیتا ہوں کہ یہ کھالے مکمل ہو گئے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ابھی ان کے پاس یہ detail نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ان کے پاس detail ہی نہیں ہے۔ جواب میں انہوں نے شعبہ اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ کا لکھا ہے جس میں مارکیٹ کمیٹی ڈنگہ کے عملہ کے بارے میں بتایا ہے کہ سیکرٹری کی تعداد ایک ہے اور سیکرٹری گریڈ 15 کا ایڈیشنل چارج سب انسپکٹر کے پاس ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ یہ کمیٹی کب سے ایڈیشنل چارج پر چل رہی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ ان کا fresh question بنتا ہے انہوں نے جو سوال پوچھا تھا اس کے جواب میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ سال 14-2013 کے دوران ضلع گجرات میں 16 عدد ٹیوب ویل کھالاجات (اریگیشن سکیم) اور تین عدد نہری کھالاجات زیر تعمیر ہیں اور میرے خیال میں زیر تعمیر اسی کو ہی کہا جاتا ہے جو بن رہے ہوں۔ اس میں بڑا واضح جواب دیا گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال کیا ہے؟ میں کدھر ہوں اور منسٹر صاحب ابھی تک ادھر ہی کھڑے ہیں۔ انہیں سمجھ ہی نہیں آئی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ اگر سمجھ نہیں آئی تو میں انہیں سمجھاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انہوں نے جو annexure دیا ہے اس میں شعبہ اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ کا ایک صفحہ ہے جس کے آخر پر مارکیٹ کمیٹی ڈنگہ کے بارے لکھا ہوا ہے کہ اس میں سیکرٹری، نائب قاصد اور مختلف عہدے لکھے ہوئے ہیں اور میں نے مارکیٹ کمیٹی ڈنگہ کے بارے میں ہی پوچھا ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ ایڈیشنل چارج سب انسپکٹر کے پاس ہے جو گریڈ 15 کا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ یہ کمیٹی کب سے ایڈیشنل چارج پر چل رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا آپ کے پاس اس کی detail ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ سوال تو ابھی آیا ہی نہیں۔ یہ پرانے سوال کی بات کر رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ کیا یہ نیا سوال ہے؟ میرے خیال میں انہیں کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ میرے سامنے سوال ہے۔ انہوں نے جو تفصیل دی ہے اس حوالے سے مجھے صرف یہ بتا دیں کہ یہ کمیٹی کب سے ایڈیشنل چارج پر چل رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! سوال نمبر 3570 کی بات ہو رہی ہے جبکہ انہوں نے اگلا سوال تو کہا ہی نہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ annexure میرے ہاتھ میں ہے اور اس کے اوپر سوال نمبر لکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کا سوال کیا ہے، kindly ذرا سوال پڑھیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں ذرا دہراتا ہوں۔ انہوں نے annexure میں شعبے دیئے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سوال نمبر 3574 ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انہوں نے جو شعبے دیئے ہوئے ہیں اس میں اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ لکھا ہوا ہے اس کے آگے تمام مارکیٹ کمیٹیاں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بتائیں کہ آپ کون سے جز کی بات کر رہے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں جز (الف) کی بات کر رہا ہوں۔ صفحہ نمبر 19 پر شعبہ اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ لکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کی تفصیل میرے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے جو تفصیل دی ہوئی ہے اس پر آجائیں اور میں اسی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جز (الف) ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس کی تفصیل دی ہوئی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جو تفصیل دی جاتی ہے اسی پر ہی ضمنی سوال ہوتا ہے اور میں نے بھی اسی تفصیل میں مارکیٹ کمیٹی ڈنگہ لکھا ہوا ہے اس کے متعلق پوچھا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کی

تعداد ایک ہے اور نائب قاصد دو ہیں۔ انہوں نے آگے ایڈیشنل چارج لکھا ہوا ہے جس حوالے سے میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ یہ کب سے ایڈیشنل چارج چل رہا ہے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، منسٹر صاحب! آپ کو idea ہے کہ کب سے یہ ایڈیشنل چارج ہے؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! اس کا پتا کروا دیا جائے گا لیکن ابھی میرے علم میں نہیں ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ اس حوالے سے میاں صاحب کو بتائیں۔

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** میاں صاحب کو آج ہی بتا دیں گے۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! انہوں نے تفصیل دی ہوئی ہے کہ وہاں پر دو نائب قاصد ہیں یہ صرف اتنا بتا دیں کہ کیا وہاں پر دو نائب قاصد ہیں؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے یہی بتایا گیا ہے۔ اگر معزز ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں ہر دو نائب قاصد نہیں ہیں تو میں انکوائری کر لیتا ہوں کہ مجھے غلط کیوں بتایا گیا ہے؟

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں اور میں بھی زمیندار ہوں۔ آپ دیکھ لیں کہ ہم 22 کروڑ 7 لاکھ روپے صرف تنخواہوں کی مد میں خرچ کر رہے ہیں اسی لئے میں نے پوچھا ہے کہ زمینداروں کا 73 لاکھ روپے کا ایک estimate ہے جس میں ہم زمینداروں کا 60 لاکھ روپے بتا رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم زمینداروں کو کچھ نہیں دینا چاہتے؟ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ کیا ہم زمینداروں کو کچھ نہیں دینا چاہتے، اس کا تو انہیں پتا ہی ہوگا؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! 60 لاکھ روپے کی بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے یہ بتایا ہے کہ 60 فیصد محکمہ ایگریکلچر کھالاجات کے لئے فراہم کرتا ہے اور 40 فیصد وہ ہوتا ہے جس کی مد میں کچے کھالوں کی alignment یا مستری مزدوروں کا خرچہ شامل ہوتا ہے جو farmer کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے پراجیکٹ PIPIP کے تحت 60 فیصد محکمہ pay کرتا ہے۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں اور نہ ہی اس محکمے کی کارکردگی سے مطمئن ہوں۔ آگے آپ فیصلہ کر لیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** منسٹر صاحب! آپ میاں صاحب کو بلائیں اور ان کے خدشات دُور کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ سیکرٹری کے حوالے سے لکھ کر دے دیں تو میں پتا کروالیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ 22کروڑ 7لاکھ روپے کی جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کی بھی ذرا detail فراہم کریں کہ وہ کہاں خرچ کی گئی ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 3735 جناب جعفر علی ہوچہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3868 بھی جناب جعفر علی ہوچہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4131 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4134 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## پنجاب سیڈ کارپوریشن کی کاشتکاروں سے کپاس کی فصل خرید سے متعلقہ تفصیلات

*4134: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب سیڈ کارپوریشن کاشتکاروں سے کپاس کی فصل خرید کرتی ہے اور فصل کی قیمت کا 50 فیصد سے 80 فیصد تک کاشتکاروں کو فوری ادا کر دیا جاتا ہے جبکہ بقیہ رقم ایک تاریخ تک جب کاشتکار چاہے مارکیٹ ریٹ کے مطابق ادا کر دیا جاتا ہے یہ کس پالیسی کے تحت ہوتا ہے، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ سہولیات پنجاب کے تمام کاشتکاروں کو فراہم کی جاتی ہے اگر نہیں تو پنجاب سیڈ کارپوریشن کتنے فیصد کاشتکاروں کو یہ سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب اس پالیسی کو کپاس کے علاوہ دیگر فصلات تک بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ہر سیزن کے لئے پنجاب سیڈ کارپوریشن تمام stakeholders کی مشاورت سے کپاس خریداری پلان جاری کرتی ہے۔ فصل کپاس کے لئے پلان میں "مدعا سسٹم" (unfixed) رائج ہے جس کے تحت کسان کو 50 فیصد ادائیگی فوراً کر دی جاتی ہے جبکہ بقایا رقم 15۔جنوری تک کے مارکیٹ ریٹ کے مطابق ادا کی جاتی ہے۔

(ب) مذکورہ سہولت کپاس کے ان تمام کاشتکاروں کو بلا امتیاز مہیا کی جاتی ہے جو کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے رجسٹرڈ کاشتکار ہوں یعنی کہ انہوں نے کپاس کا بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن سے ہی خریدا ہو لیکن پنجاب سیڈ کارپوریشن ہر سال procurement کا ایک ٹارگٹ متعین کرتی ہے اور ٹارگٹ سے زیادہ خریداری نہیں کی جاتی۔

(ج) ایسی تمام فصلات جن کی حکومت امدادی قیمت مقرر کرتی ہے ان پر "مدعا سسٹم" لاگو نہیں ہوتا لہٰذا یہ سہولت صرف کپاس کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**جناب امجد علی جاوید:** جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ کیا سیڈ کارپوریشن کاشتکاروں سے کپاس کی فصل خرید کرتی ہے اور فصل کی قیمت کا 50 فیصد سے 80 فیصد تک کاشتکاروں کو فوری ادا کر دیا جاتا ہے جبکہ بقیہ رقم ایک تاریخ تک جب کاشتکار چاہے مارکیٹ ریٹ کے مطابق ادا کر دیا جاتا ہے، یہ کس پالیسی کے تحت ہوتا ہے تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر سیزن کے لئے پنجاب سیڈ کارپوریشن تمام stakeholder کی مشاروت سے کپاس کی خریداری پلان جاری کرتی ہے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ stakeholder تو پورا پنجاب اور پورے پنجاب کے کاشتکار ہیں لہٰذا یہ لاڈلے اور منظور نظر کہاں سے آتے ہیں جن کی فصلیں خریدی جاتی ہیں اور ان کو پیسے ملتے ہیں، منسٹر صاحب ذرا بتا دیں کہ یہ کیسے آتے ہیں اور اس کا کیا procedure ہے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** منسٹر صاحب! کیا طریق کار ہے؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنے registered grower سے کپاس خریدتا ہے تو جس وقت فصل خریدی جاتی ہے تو 50 فیصد ادائیگی موقع پر کر دی جاتی ہے اور باقی 50 فیصد جب وہ چاہے کہ مارکیٹ میں highest rate ہے اور وہ سمجھے کہ آج کل پھٹی کا highest

rate ہے اگر تین ہزار روپے ہے تو وہ اس پر اپنا پیسا لینا چاہے تو اس کا تین ہزار روپے rate fix ہو جائے گا کیونکہ کپاس کی support price کوئی نہیں ہوتی۔ اس کا highest rate ہی registered grower کو دیا جاتا ہے۔ ان کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کون سے کاشتکار ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس کا جواب یہی ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے registered grower ہیں جو طریق کار کے مطابق سیڈ کو multiply کرتے ہیں اور اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ اپنی پوری فصل سیڈ کارپوریشن کو دیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، امجد علی جاوید صاحب!

**جناب امجد علی جاوید:** جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیڈ کارپوریشن پورے پنجاب میں کام کرتی ہے، تمام شہروں میں اس کے دفاتر اور سسٹم موجود ہے اور کیا اس کی پالیسی کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ کاشتکار اس سے آگاہ ہوں اور وہ اس کے تحت فائدہ اٹھا سکیں؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! پنجاب سیڈ کارپوریشن کاشتکاروں سے ہر وقت رابطہ میں رہتی ہے، لوگ اس بارے میں well aware ہیں۔ یہ اخبارات میں اشتہار بھی دیتی رہتی ہے۔ میں ہاؤس کے علم میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ یہ واحد ادارہ ہے جو گورنمنٹ سیکٹر میں چل رہا ہے اور منافع میں جا رہا ہے اور اپنا کام بھی بہترین طریقہ سے کر رہا ہے۔ پچھلے دنوں انہوں نے ایک highbred maize کا seed introduce کرایا ہے انٹرنیشنل کمپنیوں کے seed کی قیمت 7 ہزار روپے سے اوپر ہے جبکہ پنجاب سیڈ کارپوریشن نے جو highbred seed introduce کرایا ہے اس کی vigor اتنی ہی ہے لیکن اس کی قیمت 2500 روپے ہے۔ یہ ادارہ ساری تنخواہیں، الاؤنسز اور زمینداروں کو ساری سہولیات دینے کے باوجود واحد پبلک سیکٹر میں چلنے والا ادارہ ہے جو منافع بھی ظاہر کر رہا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، آخری ضمنی سوال۔

**جناب امجد علی جاوید:** جناب سپیکر! پنجاب سیڈ کارپوریشن میں کتنے فیصد کاشتکاروں کو یہ سہولت حاصل ہوتی ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ کتنے فیصد کاشتکار اس سے مستفید ہوتے ہیں اور دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی فصلیں ہیں جن کو امدادی قیمت دی جاتی ہے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ان کے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے جو 298 registered grower ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ ان کو کوئی سہولت دی جاتی ہے۔ یہاں کپاس کے صرف دو علاقوں رحیم یار خان اور خانیوال کی بات ہو رہی ہے۔ Registered grower پر ایک قسم کی پابندی ہوتی ہے کہ وہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے parameters کے مطابق seed basic ان سے لے کر multiply کرتا ہے پھر satisfied seed ان کو واپس کرتا ہے۔ اگر کوئی آدمی ان کا registered grower بننا چاہے اور اس criteria کو follow کرنا چاہے تو اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 4568 سردار علی رضا خان دریشک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4657 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد سے متعلقہ تفصیلات

*4657: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں گریڈ وار اور اسامی وار خالی اسامیوں کی کل تعداد 858 ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گریڈ ایک سے پندرہ تک کی خالی اسامیوں کی تعداد 678 ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ دراز سے ان خالی اسامیوں کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(د) کیا حکومت ان اسامیوں کو ایمرجنسی کی بنیاد پر فوری fill کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں خالی اسامیوں کی کل تعداد 2010-10-15 تک 858 تھی جواب بڑھ کر 899 ہو چکی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے۔ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں خالی اسامیوں کی کل تعداد 2010-10-15 تک 678 تھی جواب بڑھ کر 679 ہو چکی ہے۔

(ج) یقیناً افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے مشکلات پیش آتی ہیں لیکن محکمہ زراعت محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنے ٹارگٹ حاصل کر رہا ہے۔

(د) محکمہ زراعت کے تمام شعبہ جات میں خالی اسامیوں کو بھرتی پر پابندی ختم ہوتے ہی پُر کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں خالی اسامیوں کی کل تعداد 2010-10-15 تک 858 تھی جواب بڑھ کر 899 ہو چکی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ خالی اسامیاں کب سے خالی چلی آ رہی ہیں اور یہ کب تک خالی رہیں گی کیونکہ ان خالی اسامیوں کی وجہ سے ریسرچ میں بے تحاشا مشکلات آ رہی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے واقعی اسامیاں خالی ہیں۔ محکمہ زراعت میں ایک عرصہ سے بھرتیوں پر پابندی ہے۔ ہم نے وزیراعلیٰ کو case move کیا ہوا ہے جیسے ہی بھرتیوں سے پابندی اٹھے گی ہم انشاء اللہ یہ اسامیاں fill کر لیں گے۔ میں ایوان کی یقین دہانی کے لئے یہ بات گزارش کرتا چلوں کہ ہمارے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ایوب زرعی ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد بڑا star قسم کا ادارہ ہے۔ وہ اپنی سرگرمیاں، پیداوار یا کارکردگی کے حوالے سے output دے رہا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسامیاں خالی ہیں اور یہ fill کر لی جائیں گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ بھی تھا کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہمارے پاس منظور شدہ سٹاف کی تعداد 5841 ہے۔ اس میں سکیل 1 سے لے کر 15 تک 3915 اسامیاں ہیں۔ یہ اسامیاں آہستہ آہستہ gradually ہوتی گئی ہیں۔ یہ ایک دم خالی نہیں ہوئیں بلکہ پچھلے پانچ سات سال جب سے بھرتی پر پابندی ہے یہ ان سالوں کا log اکٹھا ہوا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ پچھلے پانچ سے سات سالوں کے دوران یہ اسامیاں خالی ہوئی ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ آہستہ آہستہ یہ pile up ہوتا گیا ہے۔ میں exact کوئی time نہیں جانتا کہ کب یہ ہوا ہے۔ میں نے پانچ سات سال کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ پچھلے پانچ سات سال کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں بھی یہی بتایا ہے کہ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں خالی اسامیوں کی کل تعداد 2010-10-15 تک 678 تھی جو اب بڑھ کر 679 ہو چکی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ بھرتیوں پر پابندی کب ختم ہو گی؟ جب بھی یہ سوال کیا جاتا ہے تو یہی جواب آیا تھا کہ پابندی کی وجہ سے یہ اسامیاں خالی ہیں بھرتی کھلنے پر اسامیاں fill ہو جائیں گی۔ کیا آپ کا پچھلا اور یہ tenure اسی طرح سے گزر جائے گا اور یہی جواب ملے گا کہ اسامیاں بھرتی پر پابندی کی وجہ سے fill نہیں کر سکے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ سیدھی سی بات ہے کہ ہمیں جیسے ہی اجازت ملے گی تو ہم انشاء اللہ بھرتیاں شروع کر دیں گے۔ ہم نے case move کیا ہے اور اجازت مانگی ہے جیسے ہی ہمیں اجازت ملے گی ہم بھرتیاں شروع کر دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی محکمہ کی ذمہ داری ان کو دی جاتی ہے تو پھر ان کا یہ فرض بن جاتا ہے کہ یہ وزیراعلیٰ صاحب کو بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! انہوں نے case move کیا ہوا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سات سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ کیا وزیراعلیٰ صاحب ان کی بات نہیں سنتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4667 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## وفاقی حکومت کی جانب سے پنجاب کو نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کی مد میں فراہم کردہ فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

*4667: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وفاقی حکومت نے 12-2011 سے اب تک پنجاب کو نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کورسز کے لئے کتنے فنڈز فراہم کئے؟

(ب) ان فنڈز سے اب تک کون کون سے منصوبہ جات شروع کئے گئے؟

(ج) کتنے منصوبہ جات مکمل ہو گئے ہیں اور کتنے ابھی تک تکمیل کے مراحل میں ہیں، یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(د) ان منصوبہ جات پر کتنی کتنی رقم خرچ ہوئی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) "نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کورسز" مالی سال 04-2003 سے مالی سال 12-2011 تک تھا جو کہ 2012-06-30 کو مکمل ہو گیا لہذا وفاقی حکومت کی طرف سے 12-2011 میں پنجاب کو کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے البتہ پچھلے سالوں کے بقیہ 31 کروڑ 11 لاکھ 63 ہزار روپے کھالا جات کی اصلاح و پختگی کے لئے استعمال کئے گئے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں واضح کیا گیا ہے کہ پچھلے سالوں کے بقیہ فنڈز کو کھالا جات کی اصلاح و پختگی کے لئے استعمال کیا گیا۔ جن سے 253 کھالا جات کو مذکورہ سال میں مکمل کیا گیا۔

(ج) مذکورہ پروگرام کے تحت کل 18,471 کھالا جات اور 3,734 آبپاش سکیمیں کو منصوبہ کی مدت تکمیل یعنی 2012-06-30 تک مکمل کیا گیا۔ اس کے بعد اس پروگرام کے تحت کوئی کھالا زیر تکمیل نہ ہے۔

(د) جز (ج) میں دیئے گئے منصوبہ جات کے لئے کل 15-ارب 74 کروڑ 23 لاکھ 73 ہزار روپے فراہم کئے گئے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (الف) کا جواب آیا ہے کہ 2011 میں پنجاب کو کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے اور باقی حصہ میں کہا گیا ہے کہ البتہ پچھلے سالوں کے بقیہ 31 کروڑ 11 لاکھ 63 ہزار روپے کھالا جات کی اصلاح و پختگی کے لئے استعمال کئے گئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ہی جواب میں دو مختلف جوابات ہیں۔ ایک طرف مان بھی رہے ہیں اور ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ کچھ بھی فراہم نہیں کیا گیا یہ کیا ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!اس جواب میں واضح لکھا ہے کہ "نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کورسز"مالی سال 04-2003سے مالی سال12-2011 تک تھا جو کہ 30-06-2012 کو مکمل ہو گیا۔اس کے بعد اس مد میں کوئی فنڈز نہیں آئے لیکن جوان کے پاس اس مد میں پیسے پڑے تھے وہ کھالوں کی اصلاح کے لئے استعمال ہو گئے ہیں۔اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نیا کوئی فنڈ نہیں آیا۔یہ پروگرام cap ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے سالوں کے بقیہ فنڈز 31 کروڑ 11 لاکھ 63 ہزار روپے کھالا جات کی اصلاح و پختگی کے لئے استعمال کئے گئے۔ وہ کن کن اضلاع میں استعمال ہوئے ہیں، براہ مہربانی ان دیہاتوں اور شہروں کے نام بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ کے پاس نام ہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ نیا ضمنی سوال دے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ تو آپ کے بقایا جات میں سے utilize ہوئے ہیں تو اتنا تو آپ کو پتا ہو گا کہ یہ کن کن شہروں اور دیہاتوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ تو ایک لمبی تفصیل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! انہوں نے تفصیل بتادی ہے۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ایک لمبی لسٹ ہے تو یہ ان کو فراہم کر دی جائے گی اگر یہ اس تفصیل کی خواہش کرتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ نیا سوال بنتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر: اس سوال کے جز(ب) کا بھی شاید یہی جواب ہو گا۔ اس کے مطابق 253 کھالا جات مکمل کئے گئے ہیں تو ان کے نام اور علاقوں کے نام اور یہ کن کن شہروں میں مکمل کئے گئے ہیں؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** منسٹر صاحب! اس کی تفصیل محترمہ کو دے دیں۔ اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے سوال نمبر بولیں۔

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5047 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ساہیوال: مارکیٹ کمیٹی سے متعلقہ تفصیلات

***5047: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 12-2011 سے 14-2013 تحصیل ساہیوال اور تحصیل چیچہ وطنی میں مارکیٹ کمیٹی نے جو ڈویلپمنٹ کروائی ہے اس کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ساہیوال میں غلہ منڈی و فروٹ منڈی شہر سے باہر شفٹ کی جا رہی تھی جس پر تاحال عملدرآمد رکا ہوا ہے اس کی وجہ بیان کی جائے، کتنی اراضی ایکوائر کی گئی ہے نیز کب تک شفٹنگ مکمل ہو جائے گی، مزید حکومت کی قیمتی اراضی جو زراعت فارم 92/9ایل کی اراضی کو بے آباد / ویران کرنے کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):**

(الف) چونکہ تحصیل ساہیوال کی سبزی، پھل اور غلہ منڈی کی منتقلی کا عمل جاری ہے جس وجہ سے پرانی منڈی میں مذکورہ عرصے کے دوران کوئی ترقیاتی کام نہ ہوا۔ مارکیٹ کمیٹی چیچہ وطنی میں ترقیاتی کام کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ عرصے میں ترقیاتی کام نہ ہوئے لیکن ضرورت پڑنے پر ترقیاتی کام کروا دیا جائے گا۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ تحصیل ساہیوال میں سبزی، پھل اور غلہ منڈیاں شہر کے باہر منتقل کی جا رہی ہیں جس کے لئے حکومت نے 402 کنال 10 مرلے رقبہ پنجاب زرعی مارکیٹنگ آرڈیننس 1978 کے سیکشن 29 کے تحت حاصل کر لیا ہے اور نئی جگہ پر ترقیاتی کاموں پر تخمینہ لگانے کے بعد تعمیر کا ٹھیکہ قواعد کے مطابق دے دیا گیا ہے۔ اس کام کا ورک آرڈر مورخہ 15-01-31 کو جاری کیا جا چکا ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل ایک سال میں ہو جائے گی۔

یقیناً نئی منڈی کے قیام سے مذکورہ حکومتی اراضی کی قیمت اور اہمیت بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنی اراضی acquire کی گئی ہے اور کب تک اس کی شفٹنگ مکمل ہو جائے گی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ غلہ منڈی، سبزی منڈی اور فروٹ منڈی شہر سے باہر منتقل کی جا رہی ہے جس کے لئے 402 کنال اور 10 مرلے زمین acquire کی گئی ہے۔ میری منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ وہ بتا دیں کہ یہ شفٹنگ کس طریق کار کے تحت کی جا رہی ہے اور جو آڑھتیان ہیں انہیں کس طریق کار کے تحت وہاں پر adjust کیا جا رہا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! پنجاب کی یہ پالیسی ہے کہ کوئی بھی سبزی یا غلہ منڈی وہ شہر سے باہر کھلی جگہ پر move کی جائے۔ سبزی منڈی یا غلہ منڈی شہر کے اندر ہونے کی وجہ سے صفائی، ٹریفک اور خاص طور پر زمینداروں کو وہاں تک پہنچنے میں لاتعداد مسائل کا سامنا رہتا ہے لہذا جو بھی سبزی یا غلہ منڈی شہر کے اندر آ رہی ہے ہم ان کو باہر شفٹ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے پہلے جگہ خریدی جاتی ہے پھر اس کی development کی جاتی ہے، جو پرانے لوگ بیٹھے ہیں ان کو priority دے کر ان کو ادھر شفٹ کیا جاتا ہے اور نئے لوگوں کو بھی لائسنس دیئے جا سکتے ہیں۔ 402 کنال جگہ جو کہ غلہ منڈی اور سبزی منڈی کے لئے خریدی گئی ہے اس میں بھی اسی اصول کو مد نظر رکھا جائے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زمین خریدی جاتی ہے اور پھر اس کی development کی جاتی ہے اور جو پرانے لوگ ہیں انہیں وہاں پر top priority پر adjust کیا جاتا ہے تو کیا منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ پرانے جو لوگ تھے ان کو accommodate کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا اور اگر نہیں کیا گیا تو کن وجوہات پر نہیں کیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ابھی تو اس کا ورک آرڈر جاری ہوا ہے۔ اس کے بعد یہ تیار ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! ابھی تو یہ منڈی شروع ہی نہیں ہوئی۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس کے بعد یہ ڈی سی او کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ پرانے لوگوں کو کس طرح شفٹ کرتے ہیں۔ ہمیں تو منڈی اس وقت دی جاتی ہے جب وہ آپریشنل ہو جاتی ہے۔ ہمیں منڈی آپریشنل ہو کر ملتی ہے اس کے بعد محکمہ ایگریکلچر اس کو چلاتا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ملک صاحب بھی موجود ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ساہیوال میں 50ایکڑ پلان کے تحت میرے حلقے میں واقع زرعی فارم کو غلہ منڈی اور فروٹ منڈی شفٹنگ کے لئے acquire کیا گیا اور اس میں ایسی بندر بانٹ کی گئی جو کہ منسٹر صاحب کے علم میں ابھی تک نہیں ہے اور جس کے میرے پاس ثبوت بھی موجود ہیں۔ ایک ایک بندہ جس کے پاس سات سات لائسنس ایک دکان میں ہیں، انہیں سات سات دکانیں الاٹ کر دی گئی ہیں اور جو لوگ 1988، 1990، 1999 اور 2011 سے یعنی جو بیس بیس، تیس تیس سال سے کاروبار کر رہے ہیں انہیں ان کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی آپ کو یاد ہو گا کہ ایک سیشن میں منسٹر صاحب سے غلہ منڈی کے حوالے سے یہ گزارش کی تھی اس وقت آپ نے on the floor of the House یہ منسٹر صاحب کے ذمے لگایا تھا کہ بیٹھ کر یہ معاملہ طے کر لیا جائے لیکن کوئی بھی بات سنی نہیں گئی۔ میں اس سلسلے میں سیکرٹری زراعت اور منسٹر صاحب سے بھی ملا ہوں تو میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جو لوگ متاثرہ ہیں اور جو لوگ پرانے ہیں سب سے پہلے ان کو حق دیا جائے گا تو کیا یہ اُن کو اُن کا حق دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! بالکل ان کو ان کا حق دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ ڈی سی او صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی violation ہوئی ہے تو اس کا سخت ایکشن لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے چونکہ میں دوسری دفعہ on the floor of the House یہ گزارش پوری ذمہ داری کے ساتھ کر رہا ہوں کہ یہ ایسا مقدس ایوان ہے کہ یہاں پر غلط بیانی نہیں ہو سکتی تو آپ ایک مہربانی کریں کہ اس کی ایک کمیٹی بنائیں اور یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! نہیں، نہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہاں پر blunder ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہاں پر blunder ہوا ہے اور اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا جا رہا 2011 میں ایسا کام ہوا ہے کہ جو لوگ مستحق تھے جو بیس بیس، تیس تیس سال سے کاروبار کر رہے تھے انہیں ان کے کاروبار سے محروم کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اب آپ منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔ جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ ان سے درخواست کی تھی جو بھی violation ہوئی ہے یہ in writing دے دیں۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اگر ان کے خلاف کسی قسم کا بھی ثبوت ملتا ہے تو ان کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال---

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! نہیں، بہت تفصیل میں بات ہو گئی ہے اگر کوئی violation ہوئی ہے---

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سوال بہت دیر کے بعد اور بڑی محنت سے دیئے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! شاید آپ نے میری بات نہیں سنی۔ میں نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں جو بھی violation ہوئی ہے آج ہی آپ ان کو in writing دیں۔ منسٹر

صاحب اس کی انکوائری کروائیں گے جو بھی ذمہ داران ہیں ان کے خلاف کارروائی کر کے ایوان کو بتائیں گے۔

جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایوان کو بتائیں گے ؟

جناب **قائم مقام سپیکر**: ملک صاحب! جی، بالکل بتائیں گے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے سوال نمبر بولیں۔

جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 5049 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب **قائم مقام سپیکر**: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## ساہیوال: سستے بازاروں سے متعلقہ تفصیلات

*5049: جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں دوسرے شہروں کی طرح ساہیوال شہر میں بھی سستے بازار یا رمضان بازار لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر میں تو پہلے ہی ہر چیز کی سہولت موجود ہوتی ہے کیا حکومت ساہیوال کے بڑے دیہاتوں بالخصوص پی پی۔222 کے بڑے موضع جات بہادر شاہ، محمد پور، کمیر ٹاؤن، اڈا چھیل میں بھی رمضان بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ جگہوں پر سستے بازاروں کو لگانے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

**وزیر زراعت** (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل ساہیوال میں چار عدد رمضان بازاروں کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں کمیر ٹاؤن بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ دو عدد سستے بازار، ماڈل بازار ساہیوال اور سبزی منڈی ہائی سٹریٹ ساہیوال ہفتے میں تین بار لگائے جاتے ہیں۔ بڑے موضع جات میں رمضان بازار لگانے کے فیصلے میں متعلقہ ڈی سی او صاحبان کے ساتھ محکمہ زراعت اپنا مکمل تعاون کرے گا۔

(ج) اس جز کا جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! اس میں میری humble submission ہے کہ جس طرح منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ رمضان بازار لگتے ہیں جن میں کمیر ٹاؤن، اڈا چھپل، بہادر شاہ اور محمد پور بھی شامل ہیں۔ ہفتے میں تین دن ساہیوال میں سستے بازار لگتے ہیں چونکہ ہم دیہاتوں میں رہنے والے لوگ ہیں شہروں میں تو ہر طرح کی سہولت موجود ہوتی ہے، ریٹ چیک کرنے کے لئے مجسٹریٹ بھی موجود ہوتا ہے اور غیاثت کا کاروبار بھی چیکنگ کا ٹھیک چلتا ہے۔ جیسے انہوں نے کمیر ٹاؤن میں رمضان بازار اور باقی علاقوں میں سستے بازار لگائے ہیں، ہمارے جو بڑے towns ہیں وہاں پر بہت thick populated areas ہیں تو کیا یہ وہاں پر بھی سستے بازار اور آئندہ رمضان بازار لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! جس طرح اس سوال کے جواب میں گزارش کی ہے کہ تحصیل ساہیوال میں چار سستے بازار پہلے ہی لگے ہوئے ہیں۔ ایک تحصیل میں چار بازار thickly populated areas کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی لگائے گئے ہیں۔ میرا بھی ایک دیہات سے تعلق ہے تو دیہات میں رہنے والے لوگ اکثر اپنے پاس جو چھوٹے موٹے ٹاؤن ہوتے ہیں وہاں سے آ کر خریداری کرتے ہیں، اس کے باوجود اگر معزز ممبر یہ چاہتے ہیں کہ ان کا دائرہ کار بڑھا دیا جائے تو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہے ہم بالکل حاضر ہیں۔ یہ سستے بازار اور رمضان بازار لگانا یہ basically industry department کا function ہوتا ہے۔ اگر industry department مناسب سمجھے تو یہ بازار لگائے جا سکتے ہیں تو محکمہ زراعت ان میں اپنی جو vegetables فراہم کرے گا یا جو بھی اس کے ذمے pulses وغیرہ ہیں وہ فراہم کرنے کو تیار ہے۔

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ luckily میرا اور منسٹر صاحب کا adjacent حلقہ ہے۔ جہاں پر ساہیوال ڈسٹرکٹ ختم ہوتا ہے وہاں سے ان کا حلقہ عارف والا شروع ہوتا ہے۔ ساہیوال تحصیل میں آپ imagine کریں کہ جو تحصیل صرف ایک سو کلومیٹر کی surrounding میں بنتی ہے اس میں چار بازار ہیں اور تین بازار اس میں ساہیوال شہر میں ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بات یہ ہے کہ جہاں تک ان کے ڈیپارٹمنٹ کی بات ہے تو وہ کہتے ہیں کہ رمضان بازار ہم نے نہیں لگانے ہوتے بلکہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کا کام ہے اور آپ لوگوں نے بیٹھ کر اس پر decision لینا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاں پر ہماری ضرورت ہو گی تو ہم direction دے دیں گے اور وہاں پر اپنا سٹال لگالیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بڑی خوبصورت بات فرمائی ہے۔ چونکہ ہم دیہاتی لوگ شہر نہیں پہنچ سکتے تو یہ وہاں پر بھی سستے بازار شروع کریں۔ رمضان بازار تو سال بعد لگے گا جبکہ سستے بازار کا arrange کرنا ہے۔ اگر منسٹر صاحب نہیں کرتے تو یہ arrange کروا دیں کیونکہ ہمیں تو کام سے مطلب ہے۔ یہ ہمیں سستا بازار جس سے مرضی لگوا دیں کیونکہ ہمارے یہ منسٹر ہیں اور آپ سپیکر ہیں۔ آپ کے علاوہ ہم کس سے جا کر کہیں گے؟ یہ اس حوالے سے مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو ان کی طرف سے اور اپنی طرف سے درخواست کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنے طور پر ان سے بات کر لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! Basically یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے لیکن میں ان کی favour میں ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 2545 جناب محمد نعیم انور صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5631 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ میاں صاحب! سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5637 ہے۔

## گجرات: سبزی منڈی ڈنگہ کی شہر سے منتقل کے بارے میں تفصیلات

*5637: میاں طارق محمود: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں کتنی سبزی منڈیاں کہاں کہاں واقع ہیں اور یہ کس کس مارکیٹ کمیٹی کے علاقہ میں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زیادہ تر سبزی منڈیاں پرائیویٹ جگہوں پر واقع ہیں، جس کی وجہ سے دکانداروں سے پرائیویٹ جگہوں کے مالکان کافی پیسے وصول کرتے ہیں؟

(ج) اس وقت سرکاری جگہ پر کتنی منڈیاں ہیں اور کتنی پرائیویٹ جگہ پر ہیں، کیا سبزی منڈی کی تعمیر کرنے کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ سبزی منڈی زبوں حالی کا شکار ہے، کیا حکومت اس سبزی منڈی کو بہتر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور رکھتی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈنگہ سبزی منڈی بازار اور شہر کے درمیان ہے جس کی وجہ سے تمام گندگی سبزی منڈی میں ہی پڑی رہتی ہے۔ کیا حکومت اسے شہر سے منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع گجرات میں کل سات سبزی و پھل منڈیاں قائم ہیں جن میں سے دو سرکاری اور پانچ پرائیویٹ ہیں جن کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| سبزی منڈی مراڑیاں بائی پاس گجرات | سرکاری | سبزی و پھل منڈی ڈنگہ | پرائیویٹ |
| سبزی و پھل منڈی جلالپور جٹاں | سرکاری | سبزی و پھل منڈی سرائے عالمگیر | پرائیویٹ |
| سبزی و پھل منڈی جلالپور جٹاں | پرائیویٹ | سبزی منڈی لالہ موسیٰ | پرائیویٹ |
| سبزی و پھل منڈی کوٹلہ ارب علی خان | پرائیویٹ | | |

(ب) جی ہاں! زیادہ تر منڈیاں پرائیویٹ جگہوں پر قائم ہیں۔ پرائیویٹ منڈیوں کے مالکان اپنی دکانیں فروخت کر کے وہاں سے جا چکے ہیں۔ یہ مالکان دکانداروں سے کسی قسم کی کوئی وصولی نہیں کرتے تاہم مارکیٹ کمیٹی دکانداروں سے قواعد کے مطابق مارکیٹ اور لائسنس فیس وصول کرتی ہے۔

(ج) ڈنگہ منڈی شہر کے وسط میں واقع ہے جس کا رقبہ صرف تین کنال ہے جہاں پر ٹریفک اکثر جام رہتی ہے اس لئے منڈی کا کوڑا کرکٹ شہر سے باہر لے جانے میں دشواری رہتی ہے۔ علاوہ ازیں کاروباری لوگوں کے رش کے باعث کبھی کبھی صفائی کے عمل میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی نے اپنے قلیل وسائل سے اس منڈی میں دو عدد خاکروب مقرر کئے ہوئے ہیں جو صبح اور بعد از دوپہر صفائی سرانجام دیتے ہیں۔

(د) یقیناً بہتری کی کوئی تجویز موصول ہونے پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ہ) اس منڈی کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے موزوں جگہ کی تلاش جاری ہے۔زمین میسر آنے پر اس کی منتقلی عمل میں لائی جائے گی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! منسٹر صاحب سوال کے جواب کا جز (ج) پڑھ دیں۔

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں سوال کیا ہے کہ اس وقت سرکاری جگہ پر کتنی منڈیاں ہیں اور کتنی پرائیویٹ جگہ پر ہیں، کیا حکومت اس سبزی منڈی کو بہتر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور رکھتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ڈنگہ منڈی شہر کے وسط میں واقع ہے جس کا رقبہ صرف تین کنال ہے جہاں پر ٹریفک اکثر جام رہتی ہے اس لئے منڈی کا کوڑا کرکٹ شہر سے باہر لے جانے میں دشواری رہتی ہے۔ علاوہ ازیں کاروباری لوگوں کے رش کے باعث کبھی کبھی صفائی کے عمل میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی نے اپنے قلیل وسائل سے اس منڈی میں دو خاکروب مقرر کئے ہوئے ہیں جو صبح اور بعد از دوپہر صفائی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، میاں صاحب!

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جگہ پر کب سے یہ منڈی چل رہی ہے اور کب سے سارا شہر اس problem کو face کر رہا ہے؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** منسٹر صاحب! یہ کب سے منڈی چل رہی ہے اس کی آپ کے پاس کوئی detail ہے؟

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! میرے پاس اس وقت detail نہیں ہے۔ یہ fresh question دے دیں تو میں پتا کر کے بتا دوں گا کیونکہ اس سوال میں اس سے relevant بات نہیں تھی کہ منڈی کب بنی ہے؟ مجھے exact date یاد نہیں کہ یہ منڈی کب سے establish ہے مگر یہ ہم ضرور سمجھتے ہیں کہ یہ congested area میں ہے، لوگوں کو خاصی تکلیف ہے، خریداروں اور اس میں بیٹھے جو لوگ کاروبار کر رہے ہیں ان کو بھی تکلیف ہے جبکہ three kanal is the very small area for the Mandi اگر ہمیں جگہ کی تجویز آئے یا معزز ممبر بتائیں تو ہم بالکل منڈی کو شفٹ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انہوں نے جز(د) میں لکھا ہوا ہے کہ یقیناً بہتری کی کوئی تجویز موصول ہوئی تو حسبِ ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ یہ بتادیں کہ ان کا کیا حسبِ ضابطہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ آپ کسی جگہ کی نشاندہی کریں تو ہم وہاں سے منڈی کو شفٹ کر دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر ان کو جگہ بتائی جائے تو کیا ان کا کوئی سینئر افسر وہاں پر جانے کے لئے تیار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل آپ جب کہیں وہ آپ کے ساتھ جائے گا۔ آپ منسٹر صاحب کو بتائیں تو ان کا افسر آپ کے ساتھ جائے گا بہر حال آپ جگہ identify کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ان کے سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری وہاں پر جائیں تو میں ان کو بالکل بتاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ جگہ بتائیں اور منسٹر صاحب سے آپ جو افسر کہیں گے وہ بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہمارے زرعی مارکیٹنگ کے ڈائریکٹر ضرور اُدھر جائیں گے اور جا کر ان کی تجویز کردہ جگہ کا معائنہ لیں گے۔ ویسے بنیادی طور پر یہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کا کام بھی ہوتا ہے لیکن ہمارا representative بھی وہاں جائے گا۔ اگر وہ جگہ qualify کرتی ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ اس کی qualification بتا دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ حسبِ ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی تو مجھے یہ بتادیں کہ وہ کیا ضابطہ ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! معزز ممبر پڑھے لکھے ممبر ہیں جو ہمارے ساتھ پرانے چلے آرہے ہیں۔ ان کے علم میں ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں بھی ہے کہ اگر کوئی جگہ acquire کرنی ہوتی ہے تو اس حوالے سے ایکٹ بنا ہوا ہے جس کے سیکشن کے تحت ہی کارروائی کرنی ہوتی ہے۔

ڈی سی اواس کے لئے جگہ acquire کرے گا اور جگہ acquire کرنے کے بعد اس کی payment کرنی ہوتی ہے لہذا یہ سارا کچھ rules and regulations کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، میاں صاحب!

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! اگر rules کے مطابق جگہ acquire کرنی ہے تو پھر انہیں موزوں جگہ مل جائے تب تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ rules کے مطابق تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ جگہ کی نشاندہی تو کریں۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! میں انہیں visit کرادوں گا کیونکہ بائی پاس کے اردگرد ہر طرف جگہ موجود ہے۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن ایک بات ضرور ہے جو میں ایوان میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ سبزی منڈیاں جہاں بھی ہیں وہاں بہت بُری حالت ہے۔ انہیں چاہئے کہ سبزی منڈیوں کو بہتر کرنے کے لئے throughout پورے پنجاب میں کوئی طریق کار اور لائحہ عمل بنائیں تاکہ ہر جگہ پر اس کا مسئلہ حل ہو۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** منسٹر صاحب! آپ میاں صاحب کی تجویز note کرلیں۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! لوگ اس problem کو face کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے پڑھے لکھے منسٹر ہیں اگر یہ اس پر توجہ دیں تو اس میں بہتری آسکتی ہے کیونکہ ہر آدمی نے سبزی خریدنی ہے اور ہر ایک نے بازار جانا ہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ بھی اس حوالے سے منسٹر صاحب کو تجویز دیں۔ شکریہ

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر! منسٹر صاحب وہاں پر آئیں تو میں ان کو تجاویز بھی دوں گا اور جگہ بھی دکھاؤں گا کیونکہ انہوں نے عہد کیا ہے۔

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** جناب سپیکر! معزز ممبر حکم کریں تو میں خود جانے کو تیار ہوں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ میاں صاحب! وہ خود جانے کے لئے تیار ہیں۔ تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

# نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

## سیالکوٹ: آلو ریسرچ سٹیشن کا قیام و دیگر تفصیلات

*2458: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آلو ریسرچ سٹیشن سیالکوٹ کب قائم کیا گیا اس فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں کون کون سی آلو کی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں آلو کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) اس ریسرچ سٹیشن پر کتنے ملازمین ہیں ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں۔ کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے 13-2012 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہوگئی، کیا کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں اور وہ کیا ہیں اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) آلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ ساہیوال میں ہے۔ جبکہ آلو ریسرچ سٹیشن، سیالکوٹ 1964 میں مری سے سیالکوٹ منتقل ہوا۔ اس کے مزید دو سب سٹیشن مری اور فیصل آباد میں بھی واقع ہیں۔

اس فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں آلو کی اب تک پندرہ نئی اقسام کاشت کے لئے منظور کی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 1960 میں آلو کی فی ایکڑ پیداوار 100 من تھی جبکہ 13-2012 میں 242 من فی ایکڑ تک ہے۔ آخری ریسرچ پی آر آئی لال (PRI-Red-2012) 2013 میں منظر عام پر لائی گئی ہے۔

(ب) سیالکوٹ ریسرچ سٹیشن کے ملازمین کی کل تعداد 47 ہے۔ جن میں 9 ریسرچ سائنس دان ہیں۔ تین ریسرچ سائنس دان حاضر سروس ہیں اور چھ پوسٹیں خالی ہیں۔ ان میں سے دو

ایم ایس سی آنرز ایگریکلچر اور ایک پی ایچ ڈی ہے جن کی چھ عدد تحقیقاتی مقالہ جات ملکی زرعی تحقیقاتی جرنلز میں شائع ہو چکی ہیں۔

(ج) مذکورہ مالی سال میں سیالکوٹ ریسرچ سٹیشن کے سالانہ بجٹ کی مد میں ایک کروڑ 13 لاکھ 86 ہزار 500 روپے رکھے گئے جبکہ ایک کروڑ 8 لاکھ 35 ہزار 293 روپے خرچ ہوئے۔ آمدن کے ذرائع میں آلو کی اضافی پیداوار و دیگر فصلات / چارہ جات کی نیلامی شامل ہیں جس سے 2 لاکھ 12 ہزار 916 روپے حاصل ہوئے۔

## صوبہ میں غیر معیاری بیج فراہم کرنے والی کمپنیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2459: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں غیر معیاری بیج فراہم کرنے والی بے شمار سیڈ کمپنیاں ہیں جو unapproved بیج فراہم کرتی ہیں اس کے علاوہ بے شمار جنرز اور پرائیویٹ لوگ بھی غیر معیاری بیج غیر قانونی طور پر فروخت کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناقص بیج کی فراہمی اور فروخت کی روک تھام کے لئے صوبائی حکومت کے پاس کوئی بھی قانون اور اختیار موجود نہیں ہے؟

(ج) پنجاب حکومت نے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فراہمی کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں کیا اس کے لئے حکومت مؤثر قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) بیج اور ادویات کا معیار چیک کرنے کے لئے کہاں کہاں اعلیٰ معیار کی لیبارٹریز قائم ہیں اور جنوری 2011 تا دسمبر 2012 کتنے نمونے لے کر ٹیسٹ کئے گئے اور ان کے کیا نتائج آئے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی نہیں! صوبہ پنجاب میں رجسٹرڈ کمپنیوں کی تعداد 600 ہے جو وفاقی حکومت کے محکمہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن کے ماتحت ہیں۔ ان کمپنیوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق ٹیسٹ کر کے رجسٹر کیا جاتا ہے اور صرف منظور شدہ بیج تیار کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ البتہ جو کمپنیاں یا افراد غیر قانونی کاروبار میں ملوث ہوتے ہیں ان کے خلاف فیڈرل سیڈ ایکٹ 1976 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ غیر قانونی بیج کے کاروبار میں ملوث لوگوں کے خلاف وفاقی سیڈ ایکٹ 1976 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ غیر معیاری بیج کی روک تھام کرنے کا ذمہ وفاقی حکومت کے محکمہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن کے پاس ہے 2008 میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کی شرح 18.7 فیصد پائی گئی جس کے سدباب کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل فوری اقدامات اٹھائے:

- صوبائی ٹاسک فورس کو بحال کیا گیا اور ضلع کی سطح پر ڈی سی او کی صدارت میں ٹاسک فورس کی سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔ جن میں محکمہ زراعت، پولیس اور حکومتی وکلاء، زرعی صنعت اور کسانوں کے نمائندے /افسران شامل کئے گئے۔
- ضلعی کمیٹیوں سے روابط کے لئے صوبائی ٹاسک فورس نے باقاعدگی سے دورے کئے۔
- مخبری کے نتیجے میں فوری چھاپہ مار کر جعلی و غیر معیاری زرعی ادویہ کی تیاری یا فروخت میں ملوث پائے گئے افراد کے خلاف قانون کے تحت کارروائی مکمل کی جاتی ہے۔
- ہر ضلع میں زرعی ادویات کے مقدمات کی سماعت کے لئے ایک عدالت اور ایک دن مقرر کیا گیا تاکہ فیلڈ افسران /انسپکٹرز کسانوں کی زرعی فصلات کا معائنہ بھی باقاعدگی سے کر سکیں۔
- ہر سال فصلوں پر زرعی ادویات کے عروج کے دنوں میں محکمہ زراعت کے 267 انسپکٹرز اعلیٰ افسران کی راہنمائی میں باقاعدہ مہم چلا رہے ہیں۔
- ان اقدامات کے باعث زرعی ادویات میں ملاوٹ کی شرح کم ہو کر 31-12-2014 تک 3.88 فیصد رہ گئی ہے جس کو صفر کی سطح پر لانے کے لئے حکومت پنجاب پختہ عزم رکھتی ہے۔

(د) صوبہ پنجاب میں سیڈ کے معیار کو جانچنے کے لئے محکمہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن کی 14 لیبارٹریاں لاہور، گوجرانوالہ، ساہیوال، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، بھکر، بہاولنگر، بہاولپور، وہاڑی، خانیوال، ملتان، ڈی جی خان اور رحیم یار خان میں قائم ہیں۔ ان لیبارٹریوں کو فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن کے سیڈ انسپکٹروں نے مذکورہ عرصے کے دوران 350 نمونے بھجوائے جن میں سے 318 غیر ممنوعہ، غیر تصدیق شدہ اور غیر معیاری پائے گئے جن کے چالان عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے۔ پنجاب میں زرعی ادویات کا معیار چیک کرنے کی لیبارٹریاں فیصل آباد، ملتان، کالا شاہ کاکو (لاہور) اور بہاولپور میں قائم ہیں جبکہ اسی عرصہ کے دوران محکمہ زراعت پنجاب نے زرعی ادویات کے کل 15 ہزار 772 نمونہ جات حاصل کر کے تجزیہ گاہوں کو بھجوائے جن میں سے 485 نمونہ جات

جعلی وغیر معیاری پائے گئے۔ملوث پائے گئے افراد کے خلاف موجودہ قوانین کے تحت 598ایف آئی آرز درج کروائی گئیں۔

## فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا سے متعلقہ تفصیلات

*3416: جناب شہزاد منشی: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا کا کل رقبہ کتنا ہے اور یہ کب کس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا؟

(ب) اس کا مالی سال 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 کا بجٹ مد وار اور سال وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ادارے نے اپنے قیام سے آج تک 22 چارہ جات کی اقسام دریافت کی ہیں، ان اقسام اور چارہ کا نام بتائیں؟

(د) اس ادارے کے پاس کون کون سی مشینری ہے، یہ کب خرید کی گئی تھی، کون کون سی مشینری کب سے ناکارہ پڑی ہوئی ہے اور چالو حالت میں کون کون سی مشینری ہے، اس مشینری کے سال 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیرزراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سرگودھا کا کل رقبہ 116 ایکڑ ہے۔ یہ ڈائریکٹوریٹ 1981 میں بنایا گیا تھا۔ اس ادارے کے بنانے کا مقصد مختلف چارہ جات کی اقسام پر تحقیق کا کام کرنا ہے۔

(ب) ادارہ ہذا کے بجٹ کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ادارے نے اپنے قیام سے آج تک چارہ جات کی 23 اقسام دریافت کی ہیں ان اقسام کا نام اور خصوصیات کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ادارہ کے پاس کوئی ناکارہ مشینری نہیں ہے اور موجودہ تمام مشینری چالو حالت میں ہے۔ مشینری، وقت خرید اور اخراجات کی تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

## تحصیل تاندلیانوالہ میں پختہ کھالوں سے متعلقہ تفصیلات

*3735: جناب جعفر علی ہوچہ: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں کتنی رقم سے کون کون سے کھال پختہ کئے گئے ہر کھال کی لاگت علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ب) سال14-2013 کے دوران کتنی رقم اس مقصد کے لئے مختص کی گئی ہے اور اس سے کون کون سے کھال پختہ کئے جائیں گے ؟

(ج) بقایا کچے کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کتنی رقم درکار ہے اور یہ کب تک حکومت پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سال12-2011اور13-2012 کے دوران تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں کل گیارہ کھالاجات تعمیر کئے گئے جن پر ایک کروڑ62لاکھ65ہزار504روپے خرچ ہوئے۔ان کھالاجات کی تفصیل مع لاگت (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال14-2013 کے دوران ایک کروڑ84لاکھ96ہزار616روپے کی رقم مختص کی گئی جس سے9کھالاجات پختہ کئے جارہے ہیں تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ"(PIPIP) کے تحت پورے صوبے میں پانچ سالوں(13-2012تا17-2016)میں زیادہ سے زیادہ کھالاجات کی اصلاح کی جائے گی بشرطیکہ متعلقہ زمینداران اس کام کے لئے درخواست دیں اور اپنے حصے کا کام بھی مکمل کر لیں۔کھالاجات پر خرچ ہونے والی رقم کا تخمینہ ان کے سروے اور ڈیزائن کے بعد لگایا جاتا ہے۔

## ضلع فیصل آباد: محکمہ زراعت کے جعلی ادویات کے دھندے میں ملوث ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*3868:جناب جعفر علی ہوچہ:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں محکمہ زراعت کے کتنے ملازم جعلی زرعی ادویات اور جعلی کھاد کی روک تھام کے لئے کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین نے جعلی ادویات اور جعلی کھاد فروخت کرنے والوں کے خلاف یکم جنوری2013 سے آج تک کتنے چالان کئے گئے اور کتنے اداروں اور لوگوں کو پکڑا؟

(ج) ان ملازمین نے اس تحصیل سے جعلی کھاد اور جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے اس عرصہ کے دوران کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں محکمہ زراعت کے تین ملازمین جعلی زرعی ادویات اور جعلی کھاد کی روک تھام کے لئے کام کر رہے ہیں، جن کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

| نمبر شمار | نام | عہدہ | گریڈ |
|---|---|---|---|
| 1 | محمد شفیع | ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) | 18 |
| 2 | عامر رسول | اسسٹنٹ ڈائریکٹر پیسٹ وارننگ | 18 |
| 3 | محمد عمران | زراعت آفیسر پیسٹ وارننگ | 17 |

(ب) ان ملازمین نے درج بالا عرصہ سے لے کر تا حال 36 ایف آئی آر درج کروائیں، ایک چالان کیا دو لوگوں کو گرفتار کروایا اور ایک لاکھ 35 ہزار روپے جرمانہ کیا۔

(ج) ان ملازمین نے اس تحصیل سے جعلی کھاد اور زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے اس عرصہ کے دوران درج ذیل اقدامات اٹھائے۔

- جعلی کھاد کے 85 اور زرعی ادویات کے 94 نمونہ جات حاصل کئے جن میں سے ایک نمونہ ملاوٹ شدہ ثابت ہوا جس پر متعلقہ تھانہ میں مقدمہ درج کروایا گیا۔
- چار مرتبہ پیسٹی سائیڈ ڈیلرز ٹریننگ کا انعقاد کیا گیا۔
- فصلات کی پیسٹ سکاؤٹنگ کے دوران کسانوں کی زرعی ادویات کی دستیابی اور کوالٹی سے متعلقہ شکایات کا ازالہ کیا گیا۔

## زرعی زمینوں کی ہمواری کے لئے بلڈوزر سے متعلقہ تفصیلات

*5245: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی زمینوں کی ہمواری اور آبادکاری کے لئے محکمہ نے تحصیل فورٹ عباس میں کتنے بلڈوزر اور مشینری دی ہے؟

(ب) اس میں کتنے بلڈوزر درست حالت میں کام کر رہے ہیں اور کتنے خراب کھڑے ہیں؟

(ج) چولستان اور نئی زمینوں کی آبادکاری کے لئے کیا موجودہ بلڈوزر اور مشینری جملہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے 1993 کے بعد کوئی نئی مشینری خرید نہ کی ہے؟

(ہ) کیا محکمہ مزید مشینری خرید کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے اگر ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) زرعی زمینوں کی ہمواری اور آبادکاری کے لئے محکمہ زراعت تحصیل فورٹ عباس کے پاس تین بلڈوزر موجود ہیں۔

(ب) مذکورہ تینوں بلڈوزرز چالو حالت میں ہیں۔

(ج) تحصیل فورٹ عباس کا بیشتر رقبہ غیر آباد ہے جس کے لئے تین بلڈوزر ناکافی ہیں لیکن ضرورت کے مطابق دوسرے اضلاع سے بھی بلڈوزر منگوا لئے جاتے ہیں۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ نے 1993 کے بعد نئے بلڈوزر نہیں خریدے ہیں۔

(ہ) نئے بلڈوزر خریدنے کا معاملہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

## فیلڈ اسسٹنٹ کی بھرتی کا مسئلہ

*5631: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت میں فیلڈ اسسٹنٹ کے لئے مطلوبہ تعلیمی معیار کیا ہے اور اس کی محکمانہ ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں فیلڈ اسسٹنٹ کی 700 سیٹیں خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے کاشتکاروں کو بروقت ضروری مشورے نہیں دیئے جا سکے اور فصلات کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا رہتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فیلڈ اسسٹنٹ بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت میں فیلڈ اسسٹنٹ کے لئے مطلوبہ تعلیمی معیار میٹرک سائنس اور اس کے بعد تین سالہ ڈپلومہ (DAS) جو کہ محکمہ زراعت کے ان سروس ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی محکمانہ ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:۔

1۔ زرعی ماہرین سے تیار کردہ مختلف فصلات کی پیداواری ٹیکنالوجی کو کاشتکاران تک پہنچانا۔

2۔ کاشتکاروں کے مسائل اپنے سینئر افسران کو بتانا تاکہ زرعی ماہرین سے حل تلاش کرایا جا سکے۔

3۔ زرعی مداخل کی کمی کے بارے میں رپورٹ اعلیٰ حکام کو دینا۔
4۔ زرعی سروے اور اعداد و شمار کے بارے میں آگاہ کرنا۔
5۔ مختلف فصلات کے لئے گاؤں گاؤں کسانوں کی تربیت کے لئے کاشتکاروں کی شمولیت کو یقینی بنانا۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ یقیناً افرادی قوت کی کمی سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن محکمہ زراعت محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنے ٹارگٹ حاصل کر رہا ہے۔

(ج) یقیناً بھرتیوں پر پابندی ختم ہوتے ہی خالی اسامیوں کو جلد از جلد پُر کر لیا جائے گا۔

## رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

## ممبران اسمبلی کی تنخواہوں میں اضافے اور اسمبلی ملازمین کی مراعات سے متعلق فنانس کمیٹی کے فیصلے پر عملدرآمد کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 6 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

**MR ACTING SPEAKER:** Now, Mrs Ayesha Javed may lay the report of Special Committee No.6.

**MRS AYESHA JAVED:** Mr Speaker! I lay the report of Special Committee No. 6.

**MR ACTING SPEAKER:** The report of Special Committee No.6 has been laid.

(رپورٹ پیش ہوئی)

## رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

**جناب قائم مقام سپیکر:** رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ اب محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ سپیشل کمیٹی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

## ایل ڈی اے ایمپلائزہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور سے متعلق نشان زدہ سوال نمبر269 کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

**محترمہ راحیلہ خادم حسین:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"The issue of the LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig reply of Starred Question No.269 asked by Mrs. Ayesha Javed, MPA

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

**جناب قائم مقام سپیکر:** یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The issue of the LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig reply of Starred Question No.269 asked by Mrs. Ayesha Javed, MPA

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The issue of the LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig reply of Starred Question No.269 asked by Mrs. Ayesha Javed, MPA

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

**جناب قائم مقام سپیکر:** چودھری فقیر حسین ڈوگر مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، چودھری صاحب!

## نشان زدہ سوال نمبر 2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Starred Question No. 2405/2014 moved by Dr. Syed Waseem Akhtar, MPA PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Starred Question No. 2405/2014 moved by Dr. Syed Waseem Akhtar, MPA PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Starred Question No. 2405/2014 moved by Dr. Syed Waseem Akhtar, MPA PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ مدیحہ رانا مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

## نشان زدہ سوالات نمبر 3254/14، 3529/14 اور 3690/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ مدیحہ رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"Starred Question No. 3254/2014 moved by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar, MPA PP-188, Starred Question No.

3529/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed, MPA PP-86 and Starred Question No. 3690/2014 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Starred Question No. 3254/2014 moved by Ch Iftikhar Hussain Chhachhar, MPA PP-188, Starred Question No. 3529/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed, MPA PP-86 and Starred Question No. 3690/2014 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Starred Question No. 3254/2014 moved by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar, MPA PP-188, Starred Question No. 3529/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed, MPA PP-86 and Starred Question No. 3690/2014 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ مدیحہ رانا: شکریہ

## توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: جی، توسیع کر دی گئی ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 728 میاں طاہر صاحب کا ہے۔

## رحیم یار خان: دوران ڈکیتی فائرنگ سے بچے کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

728: میاں طاہر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22- فروری 2015 کو ٹی وی چینل "دنیا" نیوز کی خبر کے مطابق رحیم یار خان میں ڈاکوؤں نے دوران ڈکیتی مزاحمت پر فائرنگ کر کے ایک بچے کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا؟

(ب) اس کی مکمل موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!

(الف) یہ بات درست ہے کہ مورخہ 22- فروری 2015 کو بوقت 12:30 بجے رات دو کس ملزمان محمد طارق اور محمد سلیم نے مدعی کے گھر پر داخل ہو کر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں مدعی کا بھتیجا ریحان پسر رفیق احمد 8/7 ماہ کا بچہ ہلاک ہو گیا۔

(ب) مدعی کی رپورٹ پر مقدمہ نمبر 103/15 مورخہ 22-02-2015 بجرم 13 Punjab Armed Ordinance 2015 302/34 ت پ تھانہ ظاہر پیر میں درج رجسٹرڈ کیا گیا۔

مدعی مقدمہ مختار احمد نے بیان کیا ہے کہ آج شب بوقت 12:30 بجے رات دروازہ کھلنے پر جاگ آئی تو دیکھا کہ ملزم محمد طارق مسلح پستول، محمد سلیم مسلح سوٹی کھڑے تھے۔ ملزم طارق نے جان سے مارنے کی خاطر فائر کیا جو مدعی کے بھتیجے ریحان والد رفیق احمد جو 8/7 ماہ کا تھا، کو گولی لگی اور وہ وہاں پر ہی ہلاک ہو گیا۔ دوران کشمکش مدعی کا بیٹا ضمیر احمد بھی زخمی ہو گیا۔ مدعی کی اس رپورٹ پر مقدمہ بالا درج کیا گیا اور تفتیش جاری ہے۔ اس پر ملزم طارق کو گرفتار کیا گیا ہے جبکہ سلیم ضمانت پر ہے لیکن کل ڈی پی او نے مجھے بتایا تھا کہ اس کی ضمانت کینسل ہو جائے گی اور اسے ہم گرفتار کریں گے۔ پستول اور خالی کھوکھے وغیرہ recover ہو چکے ہیں۔ مقدمہ کی تفتیش جاری ہے اور انشاء اللہ ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

میاں طاہر: شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 729 میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

## گوجرانوالہ:ایمن آباد میں دوران ڈکیتی سکیورٹی گارڈ
## کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

729:میاں طارق محمود:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔فروری 2015 کو ٹی وی چینل "وقت" کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کے نواحی علاقہ ایمن آباد میں ڈاکوؤں نے دوران ڈکیتی انور نامی سکیورٹی گارڈ کو فائرنگ کرکے قتل کر دیا؟

(ب) اس بابت ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر کا یہ سوال درست ہے۔

گزارش ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس متعلقہ مورخہ 22۔فروری 2015 بجرم 149/148/02 ت پ تھانہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں اس سلسلے کا جو وقوعہ ہوا ہے وہ بالکل confirmed ہے۔اس کی مختصر تفصیلی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ مدعی مقدمہ نے درخواست دی کہ سائل محمد سرور ایمن آباد کا رہائشی ہے اور محنت مزدوری کرتا ہے۔ سائل کا بھائی محمد انور گالہ سرابیکس کے گیٹ پر بطور سکیورٹی گارڈ کام کرتا ہے جبکہ سائل کا بھتیجا محمد عثمان ولد محمد انور پائنیر پیکیج فیکٹری میں ملازم ہے۔ امروز مورخہ 15-02-20 کو بوقت 9:30 بجے دن جب ہم تینوں گالہ سرابیکس روشن سی این جی جہاں پر سائل کا بھائی بطور گارڈ ڈیوٹی پر موجود تھا، پہنچے تو دو موٹر سائیکلوں پر پانچ کس اشخاص محمد سلیم، محمد وسیم، محمد شہزاد قوم آرائیں ساکن ایمن آباد اور دو کس نامعلوم آ گئے۔ محمد وسیم، محمد شہزاد اور نامعلوم ملزم کے پاس پستول 30 بور تھا جبکہ مقصود ولد سراج دین قوم بھٹی سکنہ محلہ بھٹیاں ایمن آباد و سائل کے بھائی کے ساتھ سکیورٹی گارڈ تھا، پہلے سے وہاں پر موجود تھا جو بھی مسلح پستول 30 بور تھا۔ محمد سلیم نے للکارا کہ آج محمد انور کو ہمارے خلاف دعوی کرنے کا مزہ چکھا دوں گا جس پر محمد وسیم ولد محمد سلیم نے اپنی دستی پستول 30 بور کا سیدھا فائر کرکے سائل کے بھائی کو مارنے کی غرض سے اس کے بھائی پر فائر کیا جو کہ سائل کے بھائی انور کے بائیں بازو پر لگا۔ محمد مقصود نے سیدھا فائر سائل کے بھائی پر کیا جو کہ سائل کے بھائی کے سینے کے قریب لگا۔ ملزم اسلحہ لہراتے ہوئے موٹر سائیکل پر بھاگ گئے اور شور وغل مچا تو کافی لوگ وہاں پر اکٹھے

ہو گئے۔ ہم محمد انور کو زخمی حالت میں گاڑی میں ڈال کر کامونکی ہسپتال لے گئے۔ سائل کا بھائی انور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے راستے میں ہی دم توڑ گیا جس پر مقدمہ درج ہے اور تفتیش جاری ہے اور سب انسپکٹر اکرم نے تفتیش شروع کر دی ہے اور دوران تفتیش پوسٹ مارٹم سول ہسپتال کامونکی میں کروایا گیااور اس وقوعہ کی جگہ کا نقشہ وغیرہ بنا دیا گیا ہے اور پولیس پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان لوگوں کو گرفتار کیا جائے۔

**میاں طارق محمود:** جناب سپیکر!اس حوالے سے میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ شاید یہ موٹروے سے گزرتے ہیں اور جب بھی کوئی جی ٹی روڈ کے نزدیک ایمن آباد یا اس جگہ پر کوئی واقعہ ہوتا ہے تو ٹریفک روک کر وہ لوگ اوپر ڈیڈ باڈی رکھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور گوجرانوالہ سے گزرنے والوں کو جی ٹی روڈ پر دو دو، تین تین گھنٹے وہاں پر رکنا پڑتا ہے۔ یہ بھی اس قسم کا دردناک واقعہ ہے اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک ملزم گرفتار ہو جائیں گے، منسٹر صاحب!ایوان کو بتائیں ؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):** جناب سپیکر!Timeline تو میں اس وقت نہیں بتا سکتا لیکن کوشش جاری ہے اور امید ہے کہ جس طرح باقی گرفتار ہو چکے ہیں اسی طرح یہ بھی گرفتار ہو جائے گا۔

## تحاریک استحقاق

**جناب قائم مقام سپیکر:** شکریہ۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

### ٹی وی چینل "C-42" کے مارننگ شو میں سابقہ ایم این اے سیدہ عابدہ حسین کا مخصوص نشستوں پر آنے والی خواتین ممبران اسمبلی کو حقارت اور نفرت انگیز طریقے سے مخاطب کرنا

**محترمہ راحیلہ خادم حسین:** شکریہ۔ جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جمعرات مورخہ 19۔فروری 2015 کو ایک نجی ٹی وی چینل "C-42" میں سیدہ عابدہ حسین سابقہ ایم پی اے، ایم این اے نے مارننگ شو میں بطور مہمان شرکت کی اور پروگرام

کے دوران Reserve Seat پر اسمبلیوں میں آنے والی خواتین ممبران کو بڑی حقارت اور نفرت انگیز طریقے سے مخاطب کیا اور Reserved Seats کو charity seats کہا اور خواتین ممبران کا مذاق اڑایا گیا جس سے نہ صرف اس ایوان آئین پاکستان کی توہین کی گئی۔ اس ساری صورتحال سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور استحقاق کمیٹی اس کی رپورٹ ایوان میں دو ماہ میں پیش کرے۔

## تحریک

(جوزیر غور آئی)

**MR ACTING SPEAKER:** Mian Tariq Mehmood may move the motion for consideration of Report.

## سپیشل کمیٹی نمبر 6 کی رپورٹ پر غور وخوض

**MIAN TARIQ MEHMOOD:** Mr Speaker! I move:

"That the Report of Special Committee No.6 be taken into consideration at once."

**MR ACTING SPEAKER:** The motion moved is:

"That the Report of Special Committee No.6 be taken into consideration at once"

The motion moved and the question is:

"That the Report of Special Committee No.6 be taken into consideration at once"

(The motion was carried.)

**MR ACTING SPEAKER:** Mian Tariq Mehmood may move his second motion.

## اسمبلی کا سپیشل کمیٹی نمبر6 کی سفارشات پر اتفاق

**MIAN TARIQ MEHMOOD:** Mr Speaker! I move:

"That the Assembly may agree with the recommendation of Special Committee No.6, as contained in the said Report."

**MR ACTING SPEAKER:** The motion moved is:

"That the Assembly may agree with the recommendation of Special Committee No.6, as contained in the said Report."

The motion moved and the question is:

"That the Assembly may agree with the recommendation of Special Committee No.6, as contained in the said Report."

(The motion was carried.)

**MR ACTINTG SPEAKER:** The Report of Special Committee No.6 has been adopted by the House. The same may be sent to the concerned Department with the direction to take necessary steps for the implementation of the recommendation contained in the Report including initiating of the legislation during next session of the Assembly.

## تحاریک التوائے کار

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر1/15 سردار وقاص حسن موکل صاحب کی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے اس کا مفصّل جواب دے دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 4/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب دے دیں۔

## حکومتی ادارے صوبائی دارالحکومت لاہور میں تعمیر ہونے والے پلازوں اور شادی ہالوں سے متعلقہ بلڈنگ بائی لاز پر عملدرآمد کروانے میں ناکام

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ محکمہ ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول ایریا میں تمام تعمیرات ایل ڈی اے سے نقشے کی منظوری کے بعد کی جارہی ہیں تاہم اگر کوئی تعمیر خلاف نقشہ کرے تو ایل ڈی اے ڈیپارٹمنٹ اُس کے خلاف قانونی کارروائی کرتا ہے۔ فائر فائٹنگ سے متعلق جتنے بھی معاملات ہیں حکومت پنجاب کا ڈیپارٹمنٹ 1122 اُس کو look after کرتا ہے تاہم Building by laws پر سختی سے عملدرآمد کروایا جاتا ہے۔ تعمیر شدہ کثیر المنزلہ عمارتوں اور پلازوں کے مالکان کی اگر کسی وجہ سے کوئی خلاف ورزی پائی گئی ہو تو حسب ضابطہ نوٹس بھیج کر قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ جتنے بھی متعلقہ ادارے ہیں سب میں این او سی کے بعد نقشہ منظور کیا جاتا ہے اور قواعد کے مطابق تعمیرات ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 23/15 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب دے دیں۔

## پراونشل ڈویژن سرگودھا میں خلاف پالیسی بھرتیوں کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! چونکہ پنجاب حکومت کے قواعد وضوابط کے مطابق محکمہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے کسی بھی تعمیری پراجیکٹ میں عارضی طور پر ورک چارج ملازمین کی تعیناتی پر بندش لگائی ہوئی ہے اس لئے Provincial Building Department سرگودھا نے کسی بھی تعمیری پراجیکٹ پر کسی قسم کا کوئی عارضی ورک چارج ملازمین

سرگودھا نے ریگولر ورک چارج Provincial Building Department کو ہائر نہیں کیا گیا البتہ ملازمین پر پابندی کی وجہ سے سرکاری محکمہ جات کی انتہائی ضروری روزمرہ سروسز کی دیکھ بھال کے لئے M&R بحالی ومرمت کی مد میں جاری ہونے والا fixed charges کے funds میں سے عارضی ورک چارج رکھے تھے۔ یہ ملازمین بہت لمبے عرصہ کے لئے نہیں رکھے گئے بلکہ تین ماہ کے لئے ان کو تعینات کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان عارضی ورک چارج ملازمین میں سے کسی اور جگہ پر ان سے ڈیوٹی نہیں لی جاتی۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے ان تمام عارضی ورک چارج ملازمین کو مورخہ 27۔ جنوری 2015 سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ ان فارغ شدہ ملازمین میں سے صرف چار اشخاص نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے جن کے خلاف محکمہ کیس کی پیروی کر رہا ہے سرکاری محکموں کی روزمرہ دیکھ بھال کا کام اوّلین ترجیح پر مستقل ورک چارج ملازمین سے کروایا جاتا ہے البتہ جس کام میں لیبر کے علاوہ مٹیریل بھی شامل ہوتا ہے اور وہ ایک ورک چارج ملازمین کی استطاعت سے باہر ہو تو سرکاری ٹھیکوں سے یہ کام مکمل کروایا جاتا ہے جن ملازمین نے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے محکمہ کی طرف سے ان مقدمات کی پیروی کی جارہی ہے اور عدالتوں کے احکامات کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/44 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس تحریک التوائے کار کا جواب دے دیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/47 سردار شہاب الدین خان اور خواجہ محمد نظام المحمود صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/48 چوہدری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

## ہسپتالوں کا میڈیکل ویسٹ تلف کرنے کی بجائے ٹھیکیداروں کو فروخت کرنے کا انکشاف

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 28۔جنوری 2015 کی خبر کے مطابق محکمہ صحت پنجاب کے نامناسب چیک اینڈ بیلنس اور سرکاری ہسپتالوں کے حکام کی نااہلی کے باعث ہسپتالوں کا میڈیکل ویسٹ تلف نہیں ہو رہا جس سے مارکیٹ میں استعمال شدہ سرنجز اور بوتلوں کی بھرمار ہو گئی اس لئے بیماریوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔ سروسز، جنرل، میو، جناح اور گنگارام ہسپتال میں میڈیکل ویسٹ تلف کرنے کے لئے انسنریٹر مشین موجود نہیں۔ ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان نے اس مشین کے لئے فنڈز طلب کئے اور نہ ہی اس کے لئے محکمہ صحت پنجاب کو لیٹر لکھا گیا۔ ہسپتالوں کا ویسٹ حکومتی پالیسی کے تحت تلف نہیں ہو رہا بلکہ انتظامیہ کی ملی بھگت سے مختلف ٹھیکیداروں کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں سکیورٹی نہ ہونے کی وجہ سے نشہ کرنے والے افراد نے ہسپتالوں میں ڈیرے ڈال لئے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ مارکیٹ میں استعمال شدہ سرنجز، بوتلیں اور دیگر میڈیکل اشیاء کی مارکیٹ میں فروخت 35 فیصد ہے جس سے انفیکشنز کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ہسپتالوں کا ویسٹ مارکیٹ میں ری سائیکل ہو کر دوبارہ مریضوں کے استعمال میں آجاتا ہے۔ شہریوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ اس صورتحال کا نوٹس لیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ تمام سرکاری ہسپتال اس بات کے پابند ہیں کہ وہ ہسپتالوں کے جراثیم آلودہ کوڑے کو تلف کرنے سے پہلے مناسب طریقے سے اس کو جراثیم سے پاک کریں تاکہ بیماریاں نہ پھیل سکیں۔ کوڑے کی جراثیم کشی کئی طریقوں سے کی جاتی ہے مثلاً کیمیائی طریقہ اور جلادینا یا آٹو کلین کرنا وغیرہ استعمال شدہ سرنجوں کو استعمال کے فوری بعد کاٹ کر ناکارہ بنا دیا جاتا ہے اور تمام ہسپتالوں میں سرنج کٹر دستیاب ہیں۔ سروسز ہسپتال، جنرل ہسپتال، میو ہسپتال، جناح ہسپتال اور گنگارام ہسپتال اپنے

جراثیم آلودہ کوڑا پرائیویٹ company incinerator سے جلانے کا انتظام کئے ہوئے ہیں لاہور کے تمام ہسپتالوں کے خطرناک کوڑے کو ٹھکانے لگانے کے لئے مرکزی انتظام کے بارے میں بھی غور کیا جا رہا ہے۔ استعمال شدہ سرنجوں کا دوبارہ استعمال یا جراثیم آلودہ کوڑے کو بغیر جراثیم کشی کے ری سائیکل کرنا انتہائی گھناؤنا جرم ہے اور حکومت اس معاملے میں انتہائی سنجیدہ ہے۔ اس معاملے کی صداقت جاننے کے لئے اور ضروری کارروائی کے لئے متعلقہ حکام کی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں اگر جہاں کہیں اس قسم کی کوئی بھی رپورٹ موصول ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/49 قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، خواجہ محمد نظام المحمود صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/51 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

## محکمہ ایکسائز کے عملے کی موٹر رجسٹریشن اور ٹرانسفر میں جعلسازی کا انکشاف

**محترمہ نگہت شیخ:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ایکسائز کے ملازمین کی جعلسازی سے شہری لٹنے لگے، ملازمین پر رشوت لے کر رجسٹریشن اور ٹرانسفر کے لئے آنے والی گاڑیوں کی اصل دستاویزات مالک کی بجائے غیر متعلقہ افراد کے address پر ارسال کرنے کا الزام۔ غیر متعلقہ افراد مبینہ طور پر اصل دستاویزات واپس کرنے کے لئے لاکھوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ انکوائری کرنے پر موٹر برانچ نے ایف آئی آر کے لئے مزنگ پولیس کو خط لکھ دیا۔ باوثوق ذرائع کے مطابق ایسا ہی ایک کیس موٹر رجسٹریشن اتھارٹی لاہور کے سامنے آیا جس میں LED-13-5701 نمبر کی پراڈو گاڑی کی اصل دستاویزات نفیس اینڈ کمپنی نے جمع کروائیں مگر دانستہ طور پر دستاویزات بذریعہ کوریئر مختار اینڈ کمپنی کو سٹیکر تبدیل کر کے بھیجا گیا۔ انکوائری میں مزید انکشاف ہوا کہ محمد شفیق، مختار احمد اور اختر شہزاد گاڑیوں کی رجسٹریشن کا کام کرتے ہیں، جعلسازی سے گاڑیوں کی ٹرانسفر میں ملوث پائے گئے ہیں۔ ایسے ہی محکمہ ایکسائز کے ملازمین بلاوجہ سائل کو چکر پہ چکر لگواتے ہیں تاوقتیکہ ان کو کچھ دے دلا دیا جائے۔ صرف ان فائلوں کو تیزی سے مکمل کیا جاتا ہے جو بذریعہ ایجنٹ آتی ہیں کیونکہ وہاں سے ان کو کمیشن ملتا ہے، خود سے آنے والے سائلین کو ذلیل و خوار کیا جاتا ہے، چکر پہ چکر

لگوائے جاتے ہیں،اس خواری سے بچنے کے لئے سائلین رشوت دیتے ہیں یا رجسٹریشن ہی نہیں کرواتے۔ غیر رجسٹرڈ گاڑیاں اکثر جرائم میں استعمال ہوتی ہیں، محکمہ ایکسائز میں ہونے والی بے ظابطگیوں اور کرپٹ عملہ کی وجہ سے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** شکریہ۔ جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں گاڑیوں کی رجسٹریشن ٹرانسفر وغیرہ اور رجسٹریشن کے متعلق دستاویزات عوام الناس کے گھروں تک پہنچانے کا ایک مربوط نظام موجود ہے جس میں کوئی بھی شہری خود یا اپنے کسی بھی authorized representative ایجنٹ کے ذریعے کاغذات برائے new registration اور ٹرانسفر جمع کرواتا ہے۔ پھر ضروری و قانونی کارروائی کے بعد یہ کاغذات بذریعہ ٹی سی ایس مالک کے دیئے گئے پتے پر بھیج دیئے جاتے ہیں۔ اس سکیم کا بنیادی مقصد عوام کو سرکاری دفاتر کے غیر ضروری چکروں سے نجات دلانا ہے۔ جہاں تک گاڑی نمبر LED-13-5701 کا معاملہ ہے یہ فائل نفیس اینڈ کمپنی نے جمع کروائی تھی جو کہ غلطی سے سہواً مختار اینڈ کمپنی کے دفتر میں چلی گئی۔ شکایت موصول ہونے کے بعد محکمہ نے فوری کارروائی کرتے ہوئے متعلقہ فائل کو مختار اینڈ کمپنی سے واپس لے کر اصل مالک کے حوالے کر دی اور انہوں نے تحریری بیان دے دیا کہ انہیں ان کی فائل مل گئی ہے اور کسی سے کوئی گلہ شکوہ نہ ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ محمد شفیق مختار احمد اور اختر شہزاد جعلسازی میں ملوث ہیں تو یہ معاملہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ڈیپارٹمنٹ کے کسی بھی اہلکار کے علم میں نہ ہے۔ اگر محکمہ کو اس ضمن میں کوئی شکایت موصول ہوئی تو اس کے ٹھیکیدار متعلقین کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مزید عرض یہ ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن روزانہ کی بنیاد پر اور بذریعہ general hold up مختلف ٹیموں کے ذریعے غیر رجسٹرڈ گاڑیوں کو خود بھی چیک کرتا ہے اور محکمہ پولیس کو بھی درخواست جاری کی ہوئی ہے کہ وہ بھی غیر قانونی رجسٹریشن گاڑیوں کو چیک کریں اور ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

**محترمہ نگہت شیخ:** جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ اس تحریک التوائے کار نے dispose of ہونا ہے اور جو جواب آیا ہے مجھے اسی پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا لیکن جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ گاڑیوں کی رجسٹریشن کا بڑا اچھا نظام متعارف کرایا ہے یقیناً یہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن میں جنوری سے

اب تک کم از کم چار یا پانچ گاڑیوں کا proof دے سکتی ہوں جو کہ کاغذات دانستہ طور پر مختلف addresses پر بھیجے گئے۔ جب اصل مالک وہاں اپنے کاغذات لینے جاتا ہے تو پھر اس سے پیسے مانگے جاتے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب محکمے کے لوگوں سے بات کریں اور یہ جو جعلسازی ہو رہی ہے اس کو ختم کرائیں۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** گوندل صاحب! ان سے بات کریں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):** جناب سپیکر! یہ آج ہی میرے علم میں لائے ہیں انشاء اللہ آج ہی اس کے مطابق کارروائی کریں گے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

**محترمہ خدیجہ عمر:** جناب سپیکر! نماز کے لئے کم از کم پندرہ منٹ کا ضرور ٹائم دے دیں کیونکہ ہم wait کر رہے تھے کہ شاید باری آجائے اور ہم نماز کے لئے گئے ہوں تو یہ miss نہ ہو جائے۔ آپ سے گزارش ہے کہ چاہے پندرہ منٹ کا ٹائم دے دیں لیکن دیں ضرور۔

## سرکاری کارروائی

**جناب قائم مقام سپیکر:** اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

## مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

### مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد پنجاب 2015

**MR ACTING SPEAKER:** A Minister to introduce the Punjab Disable Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015.

**MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION/INTERIOR (Col (Retd) Shuja Khanzada)**: Mr Speaker! I introduce the Punjab Disable Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015.

**MR ACTING SPEAKER:** The Punjab Disable Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2015 has been introduced in the House under rules 91/5 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Social Welfare and Bait-ul-mal Affairs for report within two months.

## بحث

## گنّے کے کاشتکاروں کی شکایات سمیت خوراک پر عام بحث

**جناب قائم مقام سپیکر:** آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم گنّے کے کاشتکاروں کے مسائل سمیت خوراک اور زراعت پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کی تقریر سے ہوگا تاہم دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

**MINISTER FOR FOOD** (Mr. Bilal Yasin): Mr Speaker! I move a general discussion on food including grievances of sugarcane growers.

**جناب قائم مقام سپیکر:** وزیر زراعت کہاں ہیں؟

**وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):** جناب سپیکر! وہ نماز کے لئے گئے ہیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں بات کر لوں؟

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، آپ بات کریں۔

**وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):** جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں معزز ممبران کی valuable opinions کو note کروں میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو running crushing season 2014-15 ہے پنجاب گورنمنٹ نے چالیس کلو گرام کی purchase price 180 rupees مقرر کی تھی۔ سندھ گورنمنٹ نے اپنے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے 182 روپے قیمت طے کی تھی اور یہ نوٹیفکیشن 7۔ نومبر کو ہوا تھا مگر انہوں نے دوبارہ ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس کی وجہ سے problem create ہوئی۔ انہوں نے 155 روپے کا نوٹیفکیشن کر دیا جو feasible نہیں تھا۔ یہ grower کے لئے feasible تھا اور نہ ہی sugar mill association کے لئے اس میں شوگر ایسوسی ایشن کی طرف سے human cry آیا، اس ایوان میں فوری طور پر debate ہوئی اور اُس وقت ایک Committee Constitute ہوئی اور ہمیں یہاں پر رپورٹ دینا پڑی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے

فوری طور پر میٹنگ کال کی اورCane Commissionerکو یہ آرڈر کیا کہ آپ180 روپے پر ملوں کوboundکریں گے۔ اگر کوئیviolationکرتا پایا جائے تو مل کے مینجر کو فوری طور پرarrestکیا جائے۔ تین چار دنوں بعد یہ پریشرbuildہوا اور سندھ حکومت کو اپنے ہی نوٹیفکیشن کو ختم کرنا پڑا اور اب یہ چیزیں smoothly چل رہی ہیں۔ ہماری تین چار میٹنگیں ہو چکی ہیں اور اب تک کی informationکے مطابق اسrunning seasonمیں85 فیصد کے قریبpaymentsہو چکی ہیں۔ جو میںpercentageکی بات کر رہا ہوں تو یہpayment 100 billionکی بنتی ہے یعنی 100۔ارب روپے۔ یہ محکمہ خوراک کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ اتنےshort spellمیں85 فیصد کے قریبpaymentsہوئی ہیں۔ جوprevious season 2013-14تھا اس کی99 فیصد سے زیادہ paymentsہو چکی ہیں۔ چار یا پانچ ملوں نےdefaultکیا ہے اس پرaccording to rulesکسی کے ساتھ رعایت نہیں برتی گئی اور ایک مل کیauctionکے لئے ہم باقاعدہ کورٹ چلے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دو ملوں کا کوٹا سیل کر دیا ہے۔ پچھلے سال2013-14کا جوcrushing seasonہے اس کی تقریباً15 کروڑ روپے کے قریب payment بقایا ہے۔ جس طرح میں نے پہلے کہا کہ ٹوٹل crushing کی رقم تقریباً سو ارب روپے ہے اور سو ارب روپے میں سے 15کروڑ روپے کی percentage .01بھی نہیں بنتی۔ یہ پچھلے سال کی ہے اور اس دفعہ کی ہمgrowersکو تقریباً80 فیصد سے زیادہ کیpaymentsکروا چکے ہیں۔ جہاں کہیں بھیproblemآتی ہے یا اس ایوان کے معزز ممبران کسی جگہ کوpin pointکرتے ہیں تو کین کمشنر وہاں خود جا کر اسmatterکوresolveکروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابھی تک کی ہماری جو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، ہر ممبر کو پتا ہے کہ جبcrushing season startہوتا ہے تو شوگر مل کے لوگوں کی کمیٹیاں بنتی ہیں۔ اسcrushing seasonسے پہلے کیونکہ اس میںmain stakeholdersکسان اتحاد اور مل ایسوسی ایشن کے نمائندے ہیں۔ ان سب کی الگ الگ اور اکٹھی میٹنگ بھیarrangeکروا دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ بڑا smoothlyچل رہا ہے۔ اگر میرے پاس کوئیcomplaintآتی ہے تو اس پر بھی فوری طور پر ایکشن لیا جاتا ہے۔ اس کی بہتری کے لئے معزز ممبران اپنی کوئیopinionsدینا چاہتے ہیں تو میں یہاں بیٹھا ہوں ان کیopinionsسنوں گا، نوٹ کروں گا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! آپ بھی بات کر لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے زراعت پر بحث کو open کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت important sector ہے۔ National economy کو 21 percent GDP contribute کرتا ہے اور

It also runs the wheel of industry in the country. It is the engine of growth. We are having bumper crops for the last many years

لیکن international prices ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں جس کی وجہ سے ہمارے کسان بھائیوں کو وہ فوائد جو کہ ان کی bumper crops کی وجہ سے ان کے دروازے تک پہنچنے چاہئیں وہ نہیں پہنچ رہے۔ ہم مانتے ہیں کہ genuine grievances ہیں۔ unfortunately ڈیپارٹمنٹ ان کا potential بڑھانے اور ان کو سہولتیں فراہم کرنے میں اپنا ہر طرح کا role ادا کر رہا ہے۔ آج میں اس august House سے feedback کے لئے request کرتا ہوں اور اس بارے میں میرے بھائی جو بھی feedback دیں گے تو اس کے مطابق ان کو ہم incorporate کر کے بہتری کی طرف گامزن ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب! آپ بسم اللہ کریں، زراعت اور خوراک جس پر آپ بات کرنا چاہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اس کے لئے کتنا وقت مخصوص کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں، ویسے ہم پانچ منٹ رکھیں گے لیکن آپ کو دس منٹ دیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج تو دریا دلی ہے اور آپ کی بہت مہربانی ہے۔

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے اندر بھی اور باہر بھی، اس راج محل کے اندر بھی اور باہر بھی عمومی طور پر ایک بڑی مایوسی اور بے دلی پائی جاتی ہے یہ اس لئے کہ کوئی issue، کوئی موضوع ہو کسی محکمہ پر بھی کوئی سیر حاصل بحث نہیں کی جا رہی۔ پتا نہیں کہ وہ کون سے منصوبہ ساز ہیں جو اس کو دبانے کی سوچ میں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ بات نہ کریں، آپ کی خواہش پر ہی آج ہم نے یہ بحث رکھی ہوئی ہے۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں گزارش یہی کرنا چاہتا ہوں کہ:

جانے نہ جانے اک گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

دو، دو دن کی چھٹیاں کر کے اس ایوان کا 100 دن پورا کیا جا رہا ہے۔ لوگ تو چاہتے ہیں کہ یہاں ایوان کے اندر بحث ہو، موضوعات اور محکمہ جات پر ہو تاکہ ان میں کوئی بہتری آئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بحث کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

راج محل کے باہر، سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی، فولاد کے پنجے،
گھومتے پہیے، کڑیل باہیں،
کتنے لوگ کہ جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پئیں اور پھول کھلائیں

جناب سپیکر! یہ وہ دیہاتی کاشتکار ہے جو ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے جیسا کہ وزیر زراعت نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ 21 فیصد ہماری اکانومی کو contribute کرتا ہے لیکن اس ریڑھ کی ہڈی کے مہرے نہری پانی، بیج، پیداواری اخراجات، کھادیں، اس کی فروخت اور اس کی آمدنی ہیں۔ یہ سارے مہرے توڑ پھوڑ کر کے رکھ دیئے گئے ہیں۔ جب کسان اتنی پیداواری اخراجات سے اپنی فصل کو پیدا کرتا ہے اور جب اس کی فصل مارکیٹ میں آتی ہے تو وہ اونے پونے بک جاتی ہے اس کی آمدن بھی نہیں، زمین کا یہ ٹوٹا اس کو مرنے دیتا ہے اور نہ جینے دیتا ہے اور ریڑھ کی ہڈی کا یہ حشر کر دیا گیا ہے۔ پچھلے دنوں آپ نے دیکھا کہ جب کپاس کی فصل آئی تھی، کپاس کی فصل 1800 روپے من یا 2000 روپے یا 2200 سے 2300 روپے من میں فروخت ہوئی جبکہ آپ دوسری اس کی by products دیکھ لیں کہ کیا بھاؤ بکی؟ یہ حال ہماری مونجی کا ہوا، مونجی بھی اونے پونے ریٹ پر بکی

،اس وقت ملز مالکان نے پانچ پانچ ہزار من کا چاول فروخت کیا ہے۔ اسی طرح سے دیگر فصلوں کا حال یہی ہے کہ جب وہ کاشتکار کے پاس ہوتی ہے تو اس کا بھاؤ نہیں ہوتا اور جب فروخت ہو جاتی ہے اور اس کے حصار سے باہر نکل جاتی ہے تو وہ مہنگی ہو جاتی ہے۔ ہم جب تک کاشتکار کو incentive نہیں دیں گے، ہم کتنی فصلوں میں incentive دیتے ہیں؟ انڈیا کے اندر 32 فصلوں پر کسانوں کو price support ملتی ہے اس لئے وہاں کا کاشتکار خوشحال ہے اور ہم وہاں سے سبزیاں بھی منگوا کر کھاتے ہیں، فروٹ بھی ان کا کھاتے ہیں، ٹماٹر بھی ان کا کھاتے ہیں، ہم چینی بھی ان سے منگواتے ہیں۔ ہماری ملیں ان کی molasses کو یہاں پر دوبارہ سفید کر کے بیچتی ہیں یہ سارا عمل اسی لئے ہے کہ کاشتکار کو ہمارے ہاں ماسوائے گندم کی support price کے کسی فصل پر کوئی support price نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سبزیوں میں خود کفیل ہیں، فروٹ میں خود کفیل ہیں اور نہ دیگر زرعی اجناس میں خود کفالت ہیں۔ اب رہ گیا گنّے کا حال، ہم ڈیڑھ سال اس کو پانی بھی دیتے ہیں، محنت بھی کرتے ہیں اور کئی پیداواری اخراجات کر کے گنّا پیدا کرتے ہیں اور جب یہ گنّا ملز مالکان کے پاس فروخت ہوتا ہے اور ملز مالکان کس طرح سے اس کا استحصال کرتے ہیں، پہلے تو وہ یہ کرتے ہیں کہ وقت پر crushing season شروع نہیں ہوتا، جب 1985 میں ہم لوگ اس اسمبلی میں تھے، ہم نے ملز مالکان کو پابند اور مجبور کر دیا کہ وہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ second week میں اس کی crushing کریں گے لیکن آج یہ ملز مالکان جان بوجھ کر crushing season نومبر میں جاکر شروع کرتے ہیں اس لئے کہ اس کا sugar content بڑھ جاتا ہے، جب وہ کنڈے پر تول کر لیا جاتا ہے ایک تو کنڈے کی تول پر مار پڑتی ہے پھر اس کو سوک کی مار پڑتی ہے اور sugar content حالانکہ اس میں بڑھ جاتا ہے لیکن پھر وقت پر کاشتکار کو اس کی قیمت بھی ادا نہیں کرتے اور اس کو سال سے دو سال تک اس کی محنت کا پھل نہیں ملتا ہے۔ حالانکہ جب ملز مالکان کی sugar crushing season کے بعد ان کی sugar تیار ہو جاتی ہے پھر وہ سٹاک کرتے ہیں اور سٹاک کرنے کے بعد اس کو مہنگائی کی بھی شکل دیتے ہیں، حالانکہ دیکھا جائے تو جب sugar پر جو ان کو cost of production پڑتی ہے وہ سارا کا سارا منافع ہے۔ وہ کاشتکاروں کے پیسے پر اپنا سارا کاروبار چلاتے ہیں۔ اپنا پیسا یا تو وہ fix price پر رکھتے ہیں یا باہر بھیج دیتے ہیں۔ ان کی کیا کیا چیز بکتی ہے، پھوگ ان کا بکتا ہے، میل ان کی بکتی ہے، molasses ان کے بکتے ہیں۔ ان کی مل بھی ناچتی ہے، یعنی بوتل کی طرح ان کی مل بھی ناچتی ہے۔ یہ لوگ سارا استحصال کاشتکار کا کرتے ہیں۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ گنّے کے growers کو مار دینے کے لئے اور کم پیسے دینے کے لئے یہ انڈیا

سے یا دیگر ممالک سے molasses منگواتے ہیں جو کہ صاف چینی نہیں ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگنی چاہئے۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ شوگر ملوں پر molasses import کرنے پر پابندی لگنی چاہئے تاکہ یہ غیر صاف شدہ چینی molasses یہاں پر صاف کر کے گنّے کے growers کا استحصال نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات اور بھی عرض کر دوں کہ ہمارے کڑوے پانی کے breakage zones میں بھی کاشتکاری نہایت مشکل ہو چکی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ بھارت ہمارے حصے کا بھی پانی روک رہا ہے، بھارت سے پانی حاصل کیا جائے اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر بھی کرائی جائے تاکہ ہمیں اس سے انرجی بھی ملے اور پانی بھی کاشت کے لئے ملتا رہے۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** جی، بہت شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

**میاں محمد رفیق:** جناب سپیکر! میں ایک بات جو پہلے ابتداء میں کر رہا تھا وہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ہر موضوع پر اور ہر محکمہ پر الگ الگ بحث ہونی چاہئے اور اس کے لئے ہر روز الگ الگ دن مقرر ہونا چاہئے۔ آپ نے گنّے، خوراک اور زراعت پر بحث کو اکٹھا کر کے اس کے scope کو بالکل محدود کر دیا ہے اس لئے میں ایک شعر آپ کی نذر کروں گا۔۔۔

**جناب قائم مقام سپیکر:** آپ شعر میری نذر نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ میاں صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ بہت بہت۔ شکریہ۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر صاحب اس دن بڑا کہہ رہے تھے کہ میں نے ادھر ایوان میں اس پر بات کرنی ہے لیکن ڈاکٹر صاحب آج تشریف ہی نہیں لائے، چلیں ان کی مرضی۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

**جناب امجد علی جاوید:** شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے اس حکم سے کروں گا جس کے تحت 3۔مارچ 1947 میں زرعی نظام کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے تحریک پاکستان کے ابتدائی دنوں میں ایک کمیٹی بنائی تھی جس کی رپورٹ کو ہاری رپورٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا ایک اقتباس میں ایوان کی نذر کرتا ہوں جو آج 65 سال گزرنے کے بعد بھی ہمیں ویسے ہی نظر آتا ہے۔ وہ کاشتکار کی صورتحال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "وہ زمین پر اپنا خون پسینہ بہاتے ہیں، فصل اگاتے ہیں مگر فصل پر خود ان کا کوئی اختیار نہیں ہوتا، بظاہر وہ انسان ہیں لیکن دوسرے لفظوں میں عقلی حیوان ہیں" وہ پالتو جانوروں کی طرح کام کر رہے ہیں اور اپنی عقل سے کوئی فائدہ نہیں

اٹھاتے۔ یہ سندھ کے ہاری ہی نہیں یہ سندھ کی آبادی کا بڑا حصہ ہیں اور ان کی وجہ سے سندھ کو پاکستان کا غلہ گھر کہا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ وہ بات ہے جو آج 65 سال گزرنے کے بعد حالات بہتر ہونے کی بجائے مزید ابتر سے ابتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آج کا کاشتکار آج کا کسان پہلے سے بھی زیادہ بدتر زندگی گزار رہا ہے۔ پاکستان کے اندر یہ وہ طبقہ ہے جس کو اپنی محنت پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ یہ سال بھر ایک فصل کے لئے محنت کرتا ہے جب وہ فصل پک کر مارکیٹ میں آتی ہے تو پھر اس کی محنت کا پھل کھانے کے لئے وہ لوگ آجاتے ہیں جس کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس کی فصل کی قیمت اسے چند روپے ملتی ہے اور جب فصل اس کے کنٹرول سے نکل جاتی ہے اور ذخیرہ اندوزوں کے گوداموں میں چلی جاتی ہے تو پھر اس فصل کا ریٹ اچانک بڑھ جاتا ہے۔ سالوں سے یہ پریکٹس چلی آ رہی ہے، ہمارے کاشتکار کا استحصال ہو رہا ہے اور مزید ہوتا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں ایوان میں جب کوآپریٹو پر بحث ہو رہی تھی تو اس وقت میں نے اس بات کو اٹھانا چاہا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر چیئرپرسن محترمہ راحیلہ خادم حسین کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئرپرسن! پاکستان کے اندر ہر وہ کام جو نیک نیتی کے ساتھ اور ایک بڑے خوبصورت تخیل کے ساتھ شروع کیا گیا ہوتا ہے لیکن جب اس کی implementation کا وقت آتا ہے تو اس کا اس طرح سے حلیہ بگاڑا جاتا ہے کہ لوگ اس پر لعنت بھیجنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس وقت بھی میری اس آواز کو دبایا گیا، میری طرف سے یہ بات بتانے کی کوشش کی گئی کہ یہاں پر ایک مافیا ہے جو کوآپریٹو کے نام پر، کسانوں کے نام پر پیسے لیتا ہے، قرض لیتا ہے اور چھ ماہ کے بعد صرف کاغذوں میں قرض واپس ہوتا ہے لیکن عملاً وہ قرض کہیں واپس نہیں ہوتا۔ پچھلے 66 سالوں سے وہی لوگ ہیں، وہی افراد ہیں جو بار بار ایک ہی نام سے سوسائٹیاں بنا کر انہوں نے hold کیا ہوا ہے جبکہ دوسری طرف جب ہم اپنے ہمسایہ ملک ہندوستان سے تقابل کرتے ہیں تو وہاں پر اسی شعبے کو ساتھ ملا کر اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زراعت کو اتنی ترقی دی ہے کہ آج ہندوستان کا کسان خوشحال ترین لوگوں میں شامل ہے۔ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا، انہوں نے کوآپریٹو کے حوالے سے storage bank بنائے ہیں۔ وزیر صاحب اس وقت موجود ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر بھی آٹھ دس سال پہلے محکمہ زراعت کے اندر ایک پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا تھا، اس کا کیا ہوا؟ اسی concept کو adopt کرتے ہوئے پاکستان کے اندر بھی اسی طرح کے storage bank قائم کئے جائیں جس طرح گندم کی storage ہوتی ہے۔ دیہات کے اندر

ایک بہت بڑا سٹور بنا دیا جاتا ہے جہاں پر کسان اپنی فصل رکھتا ہے اور بنک پابند ہوتے ہیں کہ جو فصل کسان بنک میں سٹور کرتا ہے اس کی رسید پر اسے 90 فیصد پیسے مل جاتے ہیں۔ اس کو قرضہ نہیں لینا پڑتا اور جب وہ چاہتا ہے، جیسے آج کپاس کے متعلق بھی بات ہو رہی تھی، اسی اصول کے تحت کسان جب چاہتا ہے جس دن کا ریٹ چاہتا ہے اس دن کا اسے ریٹ مل جاتا ہے۔ اس طرح اس کو اس کی محنت کا پیسا اور پھل مل جاتا ہے لیکن پتا نہیں اس پائلٹ پراجیکٹ کا کیا بنا؟ اس وقت کے سیکرٹری صاحب چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ پروگرام بھی کہیں dump ہو کر رہ گیا۔ اگر کوئی بندہ اچھی سوچ لے کر آتا ہے تو اس کو عملی phase میں نہیں جانے دیا جاتا۔

محترمہ چیئرپرسن! میری یہ گزارش ہوگی کہ اس چیز کو دوبارہ سے دیکھا جائے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم کیا ہے کہ دنیا کے اندر آئل کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی ہے ہماری اطلاعات کے مطابق تقریباً 8۔ارب ڈالر کی بچت اس وقت expected ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کا تھوڑا سا رخ کسان کی طرف موڑ دیا جائے۔

**محترمہ چیئرپرسن:** پلیز! آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

**جناب امجد علی جاوید:** محترمہ چیئرپرسن! میں نے بات کیا کرنی ہے، بیٹھ ہی جاتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب کبھی بات کرنے کا موقع ملا ہی جاتا ہے تو پھر wind up کا کہہ دیا جاتا ہے۔

**محترمہ چیئرپرسن:** پلیز! اپنی تقریر کو wind up کی طرف لے جائیں۔

**جناب امجد علی جاوید:** محترمہ چیئرپرسن! میری یہ گزارش ہوگی کہ input کو سستا کرنے کے لئے کسان کو subsidized کیا جائے۔ بجٹ میں تو ہمیں بتایا گیا تھا کہ 10۔ارب روپے کسان کے لئے کھاد subsidized کرنے کے لئے رکھا گیا تھا لیکن ہمیں تو وہ کہیں نظر نہیں آیا، پتا نہیں وہ کسی اور مد میں چلا گیا ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ وہ 10۔ارب روپے کس مد میں کسان کو subsidy دی گئی ہے۔ یہاں پر بجلی کی بات بھی ہو رہی ہے، بجلی چونکہ ڈیزل پر base کرتی ہے اس لئے اب بجلی سستی ہونی چاہئے اور اس سے بھی اگر کوئی بچت ہوتی ہے تو کسان کو سستی بجلی دی جائے تاکہ وہ اپنے ٹیوب ویل چلا سکے اور اپنی فصل کی کاشت بہتر انداز میں کر سکے۔ اگر ممکن ہو تو جو اتنا پیسا ادھر اُدھر ضائع کیا جاتا ہے اس کو زراعت پر خرچ کیا جائے تو ہمیں جو شمسی ٹیوب ویل کا مژدہ سنایا گیا تھا کہ ہم اس سال میں اتنے شمسی ٹیوب ویل دیں گے، اب تو سال بھی گزر چکا ہے لیکن ہمیں تو نظر نہیں آرہا کہ وہ جو خوش خبری سنائی گئی تھی وہ کہاں پر دیا گیا ہے اور کس کاشتکار کو دیا گیا ہے، اس پالیسی کا جس کا بجٹ میں ذکر کیا گیا تھا، بڑے دعوے کئے گئے

تھے اس کے متعلق پالیسی بیان دیا جائے۔ یہی میری گزارش ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ inputs کو سستا کیا جائے تاکہ کاشتکاروں کو ان کی فصل کے لئے سستی input ملے اور ان کی محنت کا معقول معاوضہ مل سکے۔ بہت بہت شکریہ

**محترمہ چیئرپرسن:** شکریہ۔ چودھری محمد اقبال صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب عبدالرؤف مغل!

**جناب عبدالرؤف مغل:** شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! پنجاب جو کہ پاکستان میں خوراک وزراعت کے حوالے سے پہچان ہے اور جس پر پورے ملک کا انحصار ہوتا ہے کہ اگر پنجاب میں crop بہتر ہے تو پورے پاکستان میں غلے کا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ اگر خدانخواستہ پنجاب میں crop متاثر ہو جائے تو وفاق کو سوچنا پڑتا ہے کہ ہم نے خوراک کا بندوبست کہاں سے کرنا ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ حکومت پنجاب گندم کے حوالے سے procurement کرتی ہے۔ پنجاب کا کاشتکار paddy کے حوالے سے جن نامساعد حالات کا شکار ہوا ہے، اس کے متعلق اشارہ دیا گیا ہے کہ paddy کے کاشتکاروں کو امداد دی جائے گی، subsidized کیا جائے گا کیونکہ ایک دم سے paddy کی قیمت 2600 روپے سے 1300 روپے پر آ گئی ہے اور لوگوں کو آج تک آڑھتیوں سے، رائس فیکٹریوں سے payments تک نہیں ہوئیں لیکن محکمہ زراعت اور حکومت پنجاب نے بھی اس کے متعلق چپ سادھ لی ہے اور کسانوں کے ساتھ کاشتکاروں کے ساتھ، کسی قسم کی معاونت نہیں کی۔

محترمہ چیئرپرسن! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ملک کی عوام کی ماں کہا جاتا ہے پنجاب کے حاکموں کو اس کے متعلق خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ حیرت والی بات ہے کہ پٹرولیم کی انٹرنیشنل level پر قیمتوں میں 50 فیصد سے زیادہ کمی ہوئی ہے لیکن پٹرولیم اور ڈیزل میں کمی کے حوالے سے اس کا 37 فیصد ثمر لوگوں کے ہاتھوں میں آیا ہے۔ اس 37 فیصد کا effect باقی مصنوعات، باقی production اور دیگر چیزوں پر آیا ہے اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ پلاسٹک، پی وی سی کے raw material کی قیمت میں اینگرو والوں اور انٹرنیشنل کمپنیوں نے 24 فیصد کی کمی کی ہے۔ اسی طرح پاکستان سٹیل ملز نے اپنی production میں -/3200 روپے سے زیادہ فی ٹن کمی کی ہے۔ حیرت والی بات ہے کہ پلاسٹک سے لے کر لوہے تک قیمتیں کم ہو رہی ہیں لیکن جو کسان paddy کاشت کرتا ہے، جو کسان آلو کاشت کرتا ہے، جو کسان پیاز کاشت کرتا ہے ان سب کی قیمتیں پچھلے سال سے half سے کم ہیں یعنی ایک سال قبل جو ان کی قیمتیں تھیں ان سے اب آدھی سے بھی کم ہیں۔ ان کی جو inputs ہیں جن میں سب سے بڑا خرچ

کھاد پر ہوتا ہے لیکن ڈی اے پی، یوریا اور پوٹاش کی قیمتوں میں قطعی طور پر کمی نہیں آئی۔ اگر انٹرنیٹ سے انٹرنیشنل level پر چیک کریں تو آپ کو اس میں واضح کمی نظر آتی ہے جس کے اثرات کسان تک پہنچنے چاہئیں۔ میں بات لمبی نہیں کرتا لیکن میں لوگوں کا ایک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ جب ہر چیز میں کمی آئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ کھاد جو 80 فیصد import ہو رہی ہے اس کی قیمتوں میں کمی کیوں نہیں ہے؟ اس سے بھی بڑا ایک یہ issue ہے کہ کھاد کے bags پر کھاد کی قیمت کو پرنٹ کیا جائے۔ میں نے آج سے چھ سات سال پہلے بھارت کا وزٹ کیا تھا ان کی ہر منڈی میں کھاد کے bags پر کھاد کا نام، اس کا وزن، اس کی composition، اس کا پنجاب میں ریٹ، ہریانہ میں ریٹ اور اتر پردیش میں ریٹ درج تھا۔ اس پر یہ تین قیمتیں دی ہوئی ہیں کہ یہاں پر ان کے یونٹ لگے ہیں تو یہاں یہ قیمت ہو گی ہریانہ میں دس روپے زیادہ قیمت ہو گی اور اتر پردیش میں قیمت بیس روپے زیادہ ہو گی لیکن یہاں پر عجیب ماحول ہے یہاں ہمارے محکمہ جات کو نہ ہمارے حاکموں کو اس بات کا خیال آتا ہے کہ پنجاب کے کاشتکار کی جیب سے undue رقمیں جا رہی ہیں۔ حکومت اس پر ہر سال سبسڈی دیتی ہے لیکن وہ سبسڈی کہاں جاتی ہے؟ حکومت بوری کی قیمت -/1786 روپے announce کرتی ہے لیکن لوگوں کو یہ بوری 1900 میں ملتی ہے۔ اوّل تو حکومت جتنی سبسڈی دیتی ہے ان کے ساتھ negotiate کر کے قیمت طے کی جائے اور جب قیمت طے ہو گئی تو پھر وہ چیز کسان کے دروازے پر اتنی قیمت میں کیوں نہ ملے؟ بھلے آپ نے تیس چالیس روپے کرایہ ڈالنا ہے تو ڈال لیں لیکن bag پر پرنٹ تو کریں کہ اس کی یہ قیمت ہے اور کسان کو اتنی قیمت ادا کرنی پڑے گی تاکہ وہ ڈیلر سے بلیک میل نہ ہو اور اس کے پاس جو بھی تھوڑی بہت آمدنی ہے وہ اس کے حوالے نہ کر دے۔ خدارا اس پر پورے ایوان، اس کے سپیکر اور، چیئر مین کو خصوصی توجہ دینی چاہئے یہاں پر وزیر زراعت بیٹھے ہیں انہیں اس پر توجہ دینی چاہئے، یہاں پر سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کے ذریعے کاشتکاروں کا حق ہے کہ ان سے جائز قیمتیں وصول کی جائیں جو انٹرنیشنل مارکیٹ میں موجود ہیں۔ بہت شکریہ

**محترمہ چیئر پرسن:** بہت شکریہ۔ جی، الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

**الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** شکریہ۔ محترمہ چیئر پرسن! آپ نے مجھے زراعت کے موضوع پر بحث میں حصہ لینے کی اجازت دی۔ گزارش ہے کہ اس وقت آلو کی فصل کی برداشت کی جا رہی ہے یعنی آلو نکالا جا رہا ہے۔ ہم نے حساب کرایا ہے کہ آلو کی فصل تیار کرنے پر زمیندار کے جو اخراجات ہیں ان میں زمین کی تیاری پر دس ہزار روپے، کھاد اور ادویات -/34000 روپے، بل بجلی ڈیزل وغیرہ پر -/12000

روپے، آلو زمین سے نکال کر منڈی تک پہنچانے پر -/24000 روپے اور بیج -/5000 روپے اس طرح یہ کل اخراجات -/85000 روپے فی ایکڑ بنتے ہیں لیکن اس کی فی ایکڑ آمدنی -/78750 روپے بنتی ہے یعنی زمیندار کو -/6250 فی ایکڑ نقصان ہو رہا ہے تو ایسی کاشت کا، ایسے کاروبار کا کیا فائدہ ہے ؟ اس لئے میری تجویز ہے کہ اگر آلو ہماری ملکی ضروریات سے زائد ہو تو پھر اس کی export پر جو پابندی لگائی گئی ہے وہ ہٹائی جائے تاکہ لوگ اپنا فالتو آلو باہر بھیج سکیں اور ملک کو فائدہ ہو سکے۔ اسی طریقے سے ابھی مونجی کے بارے میں بات ہو رہی تھی اس کے فی ایکڑ اخراجات -/64000 روپے نکالے گئے ہیں اور اس کی اوسط آمدن فی ایکڑ -/45500 روپے ہے یہ بھی گویا آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہے۔ جیسے میرے پیش رو کہہ رہے تھے کہ حکومت کو چاہئے کہ اپنی زرعی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ میں گنّے کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اسے جو ملوں تک لے جایا جاتا ہے میں اس بارے میں کئی سالوں سے یہ مشورہ دے رہا ہوں کہ جیسے ساؤتھ افریقہ میں بارہا یہ بات دیکھی ہے کہ وہاں گنّا ٹرالوں کے ذریعے سڑکوں سے نہیں گزارا جاتا بلکہ گنّے کا شیرا ہر زمیندار اپنے ہاں زمین پر نکال کر ٹینکرز کے ذریعے شوگر ملوں تک پہنچاتا ہے جس سے ہر روز کے حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔ ٹرالیوں سے جو گنّا سڑکوں پر گر جاتا ہے اور خصوصاً سردی کے موسم میں جو حادثات ہوتے ہیں ان سے بہت زیادہ مالی اور جانی نقصان ہوتا ہے اس لئے اس کی ایک مربوط پالیسی بنائی جائے جس سے مزارعین اور زمینداروں کو بھی فائدہ ہو اور پھر اس کا بالواسطہ فائدہ عوام تک پہنچے۔ بہت شکریہ

**محترمہ چیئرپرسن:** ملک جاوید اعوان صاحب!

**ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے زراعت پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں گنّے کی فصل کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خداوند کریم نے ہمیں بہت زرعی زمین دی ہے۔ ابھی وزیر صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے مل مالکان کے لئے گنّے کی قیمت -/180 روپے فی من مقرر کی تھی لیکن سندھ حکومت نے گنّے کی قیمت -/150 روپے فی من مقرر کرنے کا فیصلہ کیا تو پنجاب میں مل مالکان نے حکومت پنجاب کی اجازت کے بغیر 150 روپے فی من کے حساب سے گنّا لیا لیکن وزیر اعلیٰ کی مداخلت کی وجہ سے -/180 روپیہ مل ضرور دے رہی ہے لیکن گنّے کے کاشتکاروں کو کچی رسید دی جا رہی ہے۔ میں خود جا کر جوہر آباد مل والوں سے ملا ہوں کہ آپ زمینداروں کو پکی رسید کیوں نہیں دے رہے تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک ہمارا حکومت سے یہ سلسلہ چل رہا ہے اور فیصلہ ہونا باقی ہے۔ جب وزیر اعلیٰ نے یہ حکم دے دیا ہے کہ -/180 روپے کسانوں

کو گنّے کی قیمت دی جائے تو پھر ابھی انہوں نے کیا فیصلہ کرنا ہے؟ ہمارے جوہر آباد کے کسانوں کو کئی سالوں سے ادائیگی نہیں ہو رہی۔ ابھی منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ہم سختی کر رہے ہیں۔ مل والے تو ہر سال ایک نئی مل لگا لیتے ہیں لیکن زمیندار بے چاروں کا تو انحصار ہی گنّے کی فصل پر ہے، اگر انہوں نے اپنی بچی کی شادی کرنی ہو یا کوئی دوسرا فرض ادا کرنا ہوتا ہے تو وہ گنّے کی فصل کی قیمت ملنے پر ادا کرتے ہیں۔ زمیندار کو کوئی چیز اُدھار نہیں ملتی۔ اس نے کھاد اور بیج نقد لینے ہوتے ہیں اسی طرح جعلی ادویات بھی وہ نقد ادائیگی کر کے حاصل کرتا ہے لیکن جب اس کی فصل جاتی ہے تو مل والے اسے نقد قیمت ادا نہیں کرتے۔ اگر اسے چیک دیتے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک cash نہیں ہوتا۔ حکومت کا فرض ہے کہ زمیندار جس طرح تمام اشیاء نقد خریدتا ہے اسی طرح اسے بھی اپنی فصل کی قیمت ایک ہفتے کے اندر ملنی چاہئے۔ فصل کی تیاری میں صرف زمیندار اکیلا محنت نہیں کرتا بلکہ اس کی بیوی، بچے اور پورا خاندان محنت کرتا ہے لیکن اسے بروقت اس کی محنت کی اجرت نہیں ملتی۔ میں کئی مرتبہ کسانوں کے ساتھ گیا، ڈی سی او صاحب نے مداخلت کی اور اس کے بعد بھی اُن کو تین ماہ بعد کا چیک دیا گیا۔

محترمہ چیئرپرسن! ابھی معزز ممبر چنیوٹی صاحب فرما رہے تھے کہ ہماری آلو کی فصل بہت اچھی ہوئی ہے لیکن اسے خریدا نہیں جا رہا جس کی وجہ سے کسان کا معاشی نقصان ہو رہا ہے۔ اگر ہماری کسی فصل کی پیداوار کم ہوتی ہے تو ہم اپنے پڑوسی ممالک سے منگواتے ہیں اور اگر فصل زیادہ ہوئی ہے تو ہم اس کو export کیوں نہیں کرتے؟ محکمہ زراعت کی ملی بھگت سے کسان کا استحصال ہو رہا ہے۔ اس محکمہ زراعت پر حکومت کے اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن اس کی کارکردگی صفر ہے۔ یہ محکمہ صرف کاغذات میں نظر آتا ہے لیکن زمینداروں کی کوئی معاونت نہیں کرتا۔ محکمہ زراعت کے لوگ جب کسی اچھے کھیت یا فصل کو دیکھتے ہیں تو وہاں پر اپنی طرف سے ایک بڑا خوبصورت بورڈ لگا دیتے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محکمہ زراعت کی کارکردگی ہے حالانکہ وہ زمیندار کی اپنی محنت اور کارکردگی ہوتی ہے۔ میں تجویز کروں گا کہ جب محکمہ والے briefing دیتے ہیں تو معلوم کیا جائے کہ یہ اصل ہے یا کہ فرضی بنائی ہوئی ہے؟

محترمہ چیئرپرسن! میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ زمیندار کو اس کی فصل کی اجرت نہیں ملتی۔ خصوصاً منڈی بہاؤالدین کسانوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ مل کے باہر چند لوگ کھڑے ہوتے ہیں جو کہ مل مالکان نے کھڑے کئے ہوتے ہیں اور وہ زمیندار سے کہتے ہیں کہ اگر آپ نے گنّے کی فصل کے پیسے نقد وصول کرنے ہیں تو کم قیمت پر ہمیں فروخت کر دیں۔ اگر زمیندار اپنی فصل کم قیمت پر فروخت کر دے تو

پھر اسے اسی وقت ادائیگی ہو جاتی ہے۔ اس طرح کسان کا معاشی نقصان ہوتا ہے۔ میری وزیر زراعت اور وزیر خوراک سے درخواست ہے کہ کسانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کیا جائے۔ اسی طرح جعلی ادویات کی ہر صورت روک تھام کی جائے۔ وزیر اعلیٰ نے خصوصی ٹیم بنائی ہے اور واقعی جعلی ادویات فروخت کرنے والوں کو سزا مل رہی ہے لیکن اس کے باوجود جعلی ادویات اور جعلی کھادیں فروخت ہو رہی ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس گھناؤنے کاروبار کو روکا جائے۔ بہت شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: جی، بہت مہربانی۔ اب جناب رمیش سنگھ اروڑا صاحب بات کریں گے۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: محترمہ چیئرپرسن! آج ہم زراعت جو کہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اس پر بحث کر رہے ہیں۔ میں تھوڑا سا اس کی background میں جانا چاہوں گا۔ اگر دیکھا جائے تو برصغیر میں انڈیا کا مشرقی پنجاب 70 فیصد feed کر رہا ہے جبکہ ہمارا پنجاب ایک significant amount produce کرتا ہے اور پاکستان میں اپنی زرعی پیداوار کے ذریعے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ پہلے میں اپنے حلقے نارووال کی information share کروں گا اور پھر اس کے بعد ملکی سطح پر شعبہ زراعت کے جو مسائل ہیں ان پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا۔ نارووال کا two third علاقہ بارانی ہے صرف ہماری ایک تحصیل میں نہر کے ذریعے آبپاشی کی جاتی ہے۔ ہمارے two third area میں اگر بارش ہو جائے تو فصل بہت اچھی ہو جاتی ہے اور بارش نہ ہو تو پھر فصل کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ تین نالے انڈیا سے آتے ہیں۔ پچھلی دفعہ انڈیا نے بغیر بتائے ان تینوں نالوں میں پانی چھوڑ دیا اور اتنا زیادہ پانی آیا کہ ہماری مونجی کی ساری فصل تباہ ہو گئی۔ وزیر زراعت یہاں اس ایوان میں تشریف فرما ہیں اور سیکرٹری صاحب بھی گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ کوئی mechanism بنایا جائے، پانی کو سٹور کرنے کا کوئی نظام وضع کیا جائے تاکہ جب excessive water آئے تو اس کو سٹور کر لیا جائے اور جن دنوں پانی کی shortage ہو ہم اسے استعمال کر سکیں۔ اس طرح اس پانی سے نقصان بھی کم ہو گا۔

محترمہ چیئرپرسن! جس طرح باقی معزز ممبران نے اس issue کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہمارا اس وقت بنیادی مسئلہ quality seeds and inputs کی فراہمی کا ہے۔ ہم اپنے کسانوں سے کہتے ہیں کہ bumper crop پیدا کریں۔ جب ہم ان کو quality seeds and inputs نہیں دیں گے اور ہمارے بازاروں میں جعلی ادویات کی بھرمار ہو گی تو پھر کس طرح سے ہماری bumper crops ہوں گی اگر bumper crop آ بھی جائے تو ہم اس کو فروخت کہاں کریں گے؟ ہمیں اپنی پالیسوں کو

reviewکرنے کی ضرورت ہے اگر کوئی فصل ہماری ملکی ضروریات سے زیادہ ہو جائے تو کیا ہم اسے exportکریں گے یا ضائع کر دیں گے؟ پچھلے دنوں ہماری گندم کی bumper cropہوئی اور اب اس وقت حالات یہ ہیں کہ اس کی قیمت 1200 روپے سے بھی نیچے آ گئی ہے کیونکہ ہم اس اضافی گندم کو exportنہیں کر رہے۔ ہم سب سے زیادہ گندم افغانستان کو exportکرتے تھے لیکن انڈیا نے اپنی فصل وہاں پرexportکر کے ان کی دو سالوں کی ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ اب ہم ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور کسان بے چارہ پریشان ہے کہ وہ اپنے اخراجات کیسے پورے کرے گا؟

محترمہ چیئرپرسن! میں نے آج سے کچھ سال پہلے خود ایک tunnel farmلگایا تھا۔ اُن دنوںclimate changeکے بھی اتنے مسائل نہیں تھے اور اس سے اچھی خاصی production ہوئی لیکن پچھلے تین چار سال سےtunnel farmکا بُرا حال ہے۔ قدرتی آفات نے تو ہمارا بیڑا غرق کیا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب مارچ، اپریل میں ہمارےtunnel farmsکی production آتی ہے تو انہی دنوں ہم انڈیا سےimportکر رہے ہوتے ہیں۔ انڈیا کے ساتھ ہماری دوستی ہونی چاہئے لیکن اس کی وجہ سے ملکی پیداوار کا نقصان نہیں ہونا چاہئے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر زراعت اس بارے میں سوچ بچار کریں اور ہمارے کسانوں کو زیادہ سے زیادہfacilitateکریں۔

محترمہ چیئرپرسن! اس میں کوئی شک نہیں کہ محکمہ زراعت محدود وسائل کے باوجود بہت زیادہ کام کر رہا ہے لیکن اس وقت ہمارا جتنا infrastructure fieldمیں موجود ہے وہout dated ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ اس کوrevampکیا جائے۔ اگر ہم اسیinfrastructureکے ساتھ چلنا چاہیں گے تو شاید ہمbumper cropsحاصل نہ کر سکیں۔ انڈیا ایک ایکڑ سے 90 من گندم پیدا کر رہا ہے لیکن ہماری پیداوار اب بھی پچیس سے تیس من فی ایکڑ ہے تو ہم اسout dated infrastructureکے ساتھ اپنی فصلوں کی پیداوار کو بہتر نہیں کر سکتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ شعبہ زراعت کےinfrastructureکو بہتر اور revampکیا جائے۔ محکمہ زراعت کے آفیسرز کا field میں جانا اور صرف کسانوں کے ساتھ بیٹھنے سے کوئی خاطر خواہ نتائج نہیں آئیں گے۔ اس وقت ہمیں innovative ideas لے کر آنے کی ضرورت ہے، ہمیں نئی introduceٹیکنالوجی technology کرانے کی ضرورت ہے اور ہمیںwater efficientہونے کی ضرورت ہے کیونکہ آہستہ آہستہ جس طریقے سے پانی کاlevelکم ہو رہا ہے، ہر سال تین فٹ پانی نیچے جا رہا ہے تو شاید اگلے دس سالوں میں ہمارے پاس اتنا پانی نہیں ہو گا۔ اس کے لئے ابھی سے ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہم نےwater efficient

کیسے بنانا ہے، ہم نے کس طریقے سے نئی نئی جدت لے کر آنی ہے تاکہ زراعت میں جہاں پر cost effective بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری پیداوار بھی بہتر سے بہتر ہو۔

محترمہ چیئرپرسن! اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بڑا جو important factor ہے جہاں پر ہم بات کرتے ہیں کہ حکومت نے 1100 روپے ریٹ نکال دیا ہے اور 1200 روپے نکال دیا ہے یا 1300 روپے نکال دیا ہے لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ اس کا خاطر خواہ فائدہ نچلی سطح پر نہیں پہنچتا۔ درمیان میں جو دکان دار مڈل مین بیٹھا ہوا ہے اُس کا ultimate فائدہ وہ اُٹھاتا ہے because he is the one جو نیچے سے فصل اٹھاتا ہے اور اوپر جا کر اس فصل کو بیچ رہا ہوتا ہے وہ زیادہ margin لے جاتا ہے اور ہمارا کسان جو نیچے بیٹھا ہر وقت پریشانی کی حالت میں رہتا ہے کہ میں نے جو فصل produce کی تھی اُس سے میں نے فائدہ کیسے اٹھانا ہے تو حکومت سے میری یہ request ہے کہ اس طریقے کی پالیسی ہم بنائیں کہ کسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکیں۔ Government has taken various steps ہم نے ایگریکلچر کو improve کرنے کے لئے بہت سے initiative لئے ہیں لیکن منسٹر صاحب سے میری یہ request ہے کہ حکومت نے جو steps and initiatives لئے ہیں خدارا ان پر عملدرآمد بھی کیا جائے۔ جب تک ہم in letter and spirit implement نہیں کریں گے تب تک شاید اس سے وہ نتائج نہیں آئیں گے۔

محترمہ چیئرپرسن! بس میری یہی چند گزارشات تھیں لیکن آخری گزارش بہت اہم ہے اور میں نے پہلے بھی وزیر زراعت سے request کی تھی کہ پارلیمنٹیرینز کی oversite کے لئے پارلیمنٹیرینز کی کمیٹی بنائی جائے کیونکہ جب تک آپ پارلیمنٹیرینز کو oversite کے لئے introduce نہیں کریں گے تب تک شاید نتائج سامنے نہیں آئیں گے۔ ہم نے پچھلے بجٹ میں بھی key performance indicators کی بات کی تھی تو آج میں منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ kindly جو پچھلے بجٹ میں ہم نے key performance indicators کی بات کی تھی تو وہ براہ کرم ایوان میں table کریں کہ کون کون سے indicators زراعت کی منسٹری نے بنائے تھے اور کون کون سے indicators کو انہوں نے fulfill کیا۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ پارلیمنٹیرینز کی ایک oversite کمیٹی بنائی جائے جو وزارت زراعت کو دیکھے۔ شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ محمد انیس قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں باسمتی چاول کی فصل پر بات کروں گا کہ پچھلے سال باسمتی چاول دو ہزار روپے سے لے کر 2600روپے فی من فروخت ہوا لیکن اس سال 12/13سو روپے فی من خریدنے کو بھی کوئی تیار نہیں ہے اور یہ کس کی غفلت کا نتیجہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر زراعت اور وزیر خوراک دونوں۔۔۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): محترمہ چیئرپرسن! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): محترمہ چیئرپرسن! یہ بڑی اہم discussion ایوان میں چل رہی ہے اور ریکارڈ پر ہے کہ تین دفعہ اس بحث کو pending کیا گیا ہے اور آج چوتھی بار discussion ہو رہی ہے۔ اپوزیشن کی request پر یہ discussion start ہوئی تھی لیکن بدقسمتی سے اپوزیشن کا کوئی ایک بھی ممبر یہاں پر present نہیں ہے اور میں یہ بات ریکارڈ پر لے کر آنا چاہتا ہوں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): محترمہ چیئرپرسن! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، فرمائیں!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جمعہ کا دن بحث کے لئے fix تھا اور دونوں منسٹرز صاحبان یہاں پر تشریف فرما تھے، اس دن بھی یہ تیاری کر کے آئے تھے اور آج بھی دونوں منسٹرز پوری تیاری کے ساتھ اس معزز ایوان میں موجود ہیں اور اس دن specifically اپوزیشن کی request پر آج سوموار کا دن رکھا گیا تھا۔ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بھی اس پر بات ہوتی ہے کہ زراعت اور خوراک دو بڑے اہم محکمے ہیں تو ان پر تفصیل سے بحث ہونی چاہئے اور آج ان کے کہنے پر یہ دن رکھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ سوموار کا دن رکھیں اور ہم نے کہا کہ middle of the week رکھ لیتے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں سوموار رکھیں اور ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے آگے نہیں جانے دیتے لیکن اُن کی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ اتنی اہم بحث ہے تو میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان کے کہنے پر یہ ہوا لیکن وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور ان ممبران کی طرف سے یہ بڑی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ ہے جنہوں نے کہہ کر خاص طور پر سوموار کا دن مقرر کرایا اور خود وہ اس بحث میں شامل نہیں ہوئے۔ اس سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے۔ جی، انیس صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: محترمہ چیئرپرسن! میں گزارش کر رہا تھا کہ پچھلے سال باسمتی چاول دو ہزار روپے فی من سے لے کر2600روپے فی من فروخت ہوا اس لئے کہ وفاقی حکومت بیرونی ممالک سے معاہدے کئے تھے لیکن اس دفعہ ہماری محکمہ زراعت اور خوراک کی وزارتیں وفاقی حکومت کے علم میں یہ بات نہ لائیں۔ جب کسانوں نے شور کیا تو اس کے بعد انہوں نے کوشش کی کہ ہم بیرونی ممالک کی منڈیاں catch کریں لیکن اُس وقت تک یہ تمام منڈیاں capture ہو چکی تھیں۔ بنگلہ دیش، انڈیا اور چین نے بیرونی ممالک کی چاول کی منڈیاں capture کر لی تھیں اور اس کے بعد ہمیں ہوش آیا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ یہ ان کی، صوبائی حکومت اور صوبائی وزارت زراعت و خوراک کی ذمہ داری تھی کہ وفاقی وزارت تجارت کے علم میں یہ بات لاتے اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کو move کرتے تاکہ فوری طور پر بیرونی ممالک کی منڈیاں capture کرتے۔ ان کی غفلت کی وجہ سے کسان suffer ہوا ہے اور اس کو کوئی ریلیف نہیں ملا۔ سب کسان پریشان ہیں اور اُن کا inputs یعنی پانی، کھاد اور ڈیزل کا خرچہ بھی پورا نہیں ہوا اور اس کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ انہوں نے فی ایکڑ پانچ ہزار روپیہ جو سبسڈی announce کی تھی وہ بھی پتا نہیں کہاں چلی گئی۔ میرے ضلع میں تو وہ سبسڈی کسی کو بھی نہیں ملی کیونکہ اس وقت inputs یعنی ڈی اے پی اور یوریا کھاد بہت مہنگی فروخت ہو رہی ہے۔ انہوں نے ایک نوٹیفکیشن بھی جاری کیا تو اس پر ایک سو روپے کی کمی کی تھی لیکن دکاندار اس نوٹیفکیشن کو نہیں مان رہے اور وہ اسی rate پر مل رہی ہے۔ جب inputs مہنگے ملتے ہیں تو outputs بھی اس حساب سے مہنگا ہونا چاہئے لیکن کاشتکار کو اس کا کوئی ریلیف نہیں مل سکا۔

محترمہ چیئرپرسن! اس حوالے سے میری چند گزارشات ہیں کہ چاول کی فصل مارکیٹ میں آنے سے پہلے انہیں بیرونی ممالک کی منڈیاں capture کرنی چاہئیں۔ رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کو move کرنا چاہئے اور وفاقی حکومت کی متعلقہ وزارت کو move کر کے بیرونی ممالک سے معاہدے کرنے چاہئیں۔

محترمہ چیئرپرسن! دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کھالے پکے کرنے کے لئے 20 فیصد contribution کاشتکار کرتا ہے لیکن وہ 20 فیصد دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے تو میری گزارش ہے کہ اس کو compulsory کیا جائے۔ 20 فیصد contribution کاشتکاروں سے as arrears of land revenue recover کیا جائے اور کھالوں کو لازمی طور پر پختہ کیا جائے۔ جیسے میں نے اپنے تجربات سے دیکھا ہے کہ فیلڈ میں آپ کے آفیسرز ہرگز ہرگز نہیں جاتے۔ بہت

مشکل سے وہ دفاتر میں بیٹھ جاتے ہیں اور آپ کے بہت سارے ایسے آفیسرز اور آفیشلز ہیں جو کہ ڈبل ڈبل نوکریاں کر رہے ہیں، بس کنڈیکٹری کر رہے ہیں، ڈرائیوری کر رہے ہیں لیکن فیلڈ میں نہیں جاتے۔ آپ ان سے روزانہ کی ڈائری لیں کہ آپ کس کس موضع میں گئے، کہاں کہاں آپ نے کام کیا اور آپ نے کیا deliver کیا؟

محترمہ چیئر پرسن! تیسری بڑی بات یہ ہے کہ زرعی لٹریچر اپنے ایم پی ایز میں بھی تقسیم کریں اور انہیں involve کریں کیونکہ 70 فیصد ایم پی ایز دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں لہذا ان ایم پی ایز کو لٹریچر دیں، books دیں اور پمفلٹ و بروشر دیں تاکہ وہ خود فیلڈ میں جاکر لوگوں میں اس کی تقسیم یقینی بنائیں، انہیں ایسوسی ایٹ کریں اور اپنے عملے کو move کریں تاکہ وہ فیلڈ میں جاکر کام کر سکیں لیکن اکثر ایسا نہیں ہوا۔

محترمہ چیئر پرسن! چوتھی بڑی بات یہ ہے کہ بیج پر آپ کی کوئی ریسرچ نہیں ہو رہی۔ آپ چین سے بیج درآمد کر لیتے ہیں اور اسی بیج کو استعمال کیا جا رہا ہے لیکن بیج پر ریسرچ صرف برائے نام ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کوئی ایسا بیج حکومت پاکستان اور خصوصاً پنجاب نے produce نہیں کیا جس سے کاشتکار کو کوئی ریلیف ملے۔ شکریہ

محترمہ چیئر پرسن: شکریہ۔ جناب محمد انیس قریشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ محترمہ چیئر پرسن! میں اپنی بات کا آغاز اس طرح کروں گی کہ جو بحث کی جا رہی ہے۔ اگر تو یہ بحث محض بحث برائے بحث ہے جس طرح کئی سالوں سے ہوتا رہا ہے کہ بحث رکھ لی جاتی ہے، ممبران اپنی اپنی رائے، لوگوں کے مسائل بیان کرتے ہیں اور وہ کارروائی کا حصہ بن جاتی ہے لیکن معذرت کے ساتھ بہت کم ایسا ہوتا ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے کہ ان تجاویز پر عمل کیا جائے یا جن لوگوں کی بات اس ایوان میں اٹھائی جاتی ہے ان لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچے۔

محترمہ چیئر پرسن! میں اپنی بات کا آغاز کروں گی جعلی ادویات، کھاد سے جو بازاروں میں عام ملتی ہیں، کسان ان کے ہاتھوں زیادہ استحصال کا شکار ہوتا ہے اور جو غیر معیاری بیج بازار میں فروخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے خلاف محکمہ کی طرف سے جو کارروائی کی جاتی ہے وہ 1976 کے ایکٹ کے تحت ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اب محکمہ کو اس ایکٹ کو آج کے حالات کے مطابق تبدیل کرنا چاہئے، کارروائی ہونی چاہئے اور سزا و جرمانہ میں اضافہ ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں بات کروں گی کہ ہمارے

زرعی تحقیقاتی ادارے جن میں ایوب ریسرچ سنٹر یا زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں جو ریسرچ سنٹرز ہیں، میں چاہوں گی کہ ان کی رپورٹ تیار کی جائے کہ یہ ادارے کس چیز پر تحقیقات کر رہے ہیں؟ میرا سوال یہ ہے کہ جب سے یہ ریسرچ سنٹرز قائم ہوئے ہیں، پاکستان کی جو اجناس تھیں ان کی پیداوار اور ان کی کوالٹی میں اضافے کی بجائے کمی ہو رہی ہے اور خصوصاً اگر ہم گندم کی بات کریں تو گندم کی کوالٹی بھی کم ہو رہی ہے اور اس کی فی ایکڑ پیداوار میں بھی کمی ہو رہی ہے حالانکہ ان اداروں کے اوپر ہمارے سالانہ بجٹ کی ایک کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر بہتری لانے کی ضرورت ہے اور ہمیں چاہئے کہ یہ سنٹرز اپنا کام کریں اور فی پیداوار میں بہتری لائیں۔

محترمہ چیئرپرسن! اس کے ساتھ ساتھ میں کھالوں کی پختگی پر بات کروں گی کہ جب کسی کھال کو پختہ کیا جاتا ہے تو اس پر مزدوروں کا خرچہ کسانوں سے لیا جاتا ہے۔ کھالوں کو پختہ نہ کرنے سے پانی کا زیاں ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے تمام اخراجات برداشت کرے کیونکہ عام کسان ان اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ پانی کی چوری کے مقدمات میں میرے خیال میں دو سو روپیہ یا معمولی جرمانہ ہے جس کے ہوتے ہوئے پانی کی چوری کو نہیں روکا جا سکتا لہذا پانی کی چوری کو روکنے کے لئے سخت سے سخت اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ غیر معیاری بیج کے حوالے سے چھتیس اضلاع میں یعنی ہر ضلع میں ایک عدالت ہے اور اس میں بھی ہفتہ کا ایک دن اس حوالے سے رکھا جاتا ہے جہاں پر اگر ایسا کوئی کیس آتا ہے تو کارروائی ہوتی ہے۔ اس طرح مقدمات کئی کئی سال چلتے ہیں اور وہ لوگ جو اس میں ملوث ہیں وہ اس چیز کا فائدہ اٹھاتے ہیں لہذا میں سمجھتی ہوں اور میری اس میں رائے ہے کہ ایسے مقدمات کو جلد سے جلد نمٹایا جانا چاہئے اور عدالتوں کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جانا چاہئے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں کپاس کی بات کروں گی کہ کپاس کی خریداری پنجاب سیڈ کارپوریشن کرتی ہے اور وہ صرف 50 فیصد ادائیگی خریداری کے وقت کرتی ہے اور باقی 50 فیصد کی ادائیگی کے لئے کپاس کا کاشتکار دھکے کھاتا ہے اور یہ صرف کپاس کی بات نہیں ہے بلکہ گنّے کا کاشتکار بھی شوگر ملز والوں کو گنّا دینے کے بعد اپنی ادائیگی کے لئے سالہا سال ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس میں ایک ایسا سسٹم ہونا چاہئے کہ ان کو ادائیگی خریداری کے وقت ہی مکمل کر دی جائے تاکہ وہ اپنی اگلی کاشت کی تیاری کر سکیں۔ اگر ان کو بروقت ادائیگی ہو گی اور پوری ہو گی تو کاشتکار زیادہ بہتر طور پر اپنا کام کر سکیں گے۔

محترمہ چیئر پرسن! یہاں اس ایوان میں گنّے کی خریداری اور ادائیگی نہ ہونے پر کئی کمیٹیاں بنی ہیں۔ یہاں کین کمشنر کو بلایا گیا لیکن روز کا یہ مسئلہ ہے کہ جب بھی کرشنگ سیزن آتا ہے تو ممبران یہاں آ کر بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس مسئلہ کا مستقل حل بروقت ادائیگی ہے۔ میں آخر میں صرف وزیر خوراک کی تھوڑی توجہ چاہوں گی اور پنجاب میں خصوصاً سیالکوٹ کی بات کروں گی کہ جہاں مردہ گوشت کی فروخت آئے دن خبروں کا حصہ بنی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملاوٹی اشیاء اور غیر معیاری کولڈ ڈرنکس کی روک تھام ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ سب سے اہم مسئلہ میں سمجھتی ہوں کہ غیر معیاری کوکنگ آئل جو کھلے عام بازاروں میں کم قیمت پر فروخت ہو رہا ہے۔ اس سے لوگ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے بڑے سخت اور فوری اقدامات ہونے چاہئیں کیونکہ لوگ اس سے بے تحاشا بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں عام آدمی کی بات کر رہی ہوں، ایلیٹ کلاس کے لوگ سپر سٹورز سے اشیاء خریدتے ہیں وہاں پر اشیاء کی کوالٹی تو بہتر ہو سکتی ہے لیکن ان کی قیمتوں میں اور ایک عام آدمی جہاں سے خریداری کرتا ہے ان کی کوالٹی میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ قیمتوں کے فرق اور ملاوٹ کو حکومت کو دیکھنا چاہئے اور اس پر کام کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ

محترمہ چیئر پرسن: شکریہ

شیخ علاؤالدین: محترمہ چیئر پرسن! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ محترمہ چیئر پرسن! میں احتجاجاً تقریر تو نہیں کروں گا۔ میں آپ کو دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں کہ آج آپ چیئر پرسن کی حیثیت سے بیٹھی ہیں۔ مجھے خوشی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ کی مہربانی ہے۔

شیخ علاؤالدین: محترمہ چیئر پرسن! میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سات آٹھ سال یا دس سال کی معزز ممبران کی جتنی تقاریر ہیں وہ ساری ملا لیں ہم کسی ایک شوگر مل کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ میں آج صرف ایک بات کروں گا آپ کو اور منسٹر صاحبان کو بھی سن کر حیرانی ہو گی کہ سات لاکھ ٹن گندم ایک SRO کے تحت امپورٹ ہوئی، 9۔ارب روپے کا damages سندھ گورنمنٹ نے claim کیا جس کی وجہ سے پنجاب کی گندم کو مسئلہ بنا۔ بات یہ ہے کہ ہم نے کین کمشنر کو جب بھی بلایا وہ آئے اور انہوں نے

خود اس طرح اپنے آپ کو ظاہر کیا کہ جیسے وہ خود اغواء ہوئے ہوئے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم بڑی محنت کرتے ہیں جب تک monopoly نہیں ٹوٹے گی اس وقت تک کچھ نہیں ہوگا اور monopoly توڑنے کے لئے وہ ہاتھ چاہئے جس کا اپنا کوئی لالچ نہ ہو۔ بہت شکریہ

(اذان مغرب)

محترمہ چیئر پرسن: وزیر خوراک! آپ اپنی تقریر میں شیخ صاحب کو مطمئن کریں۔ شیخ صاحب ہمارے بڑے قابل احترام ممبر ہیں۔ آپ اپنی تقریر میں ان کی بات کا جواب ضرور دیجئے گا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): محترمہ چیئر پرسن! میں کوشش کروں گا کہ میں اس پر reply دوں۔

محترمہ چیئر پرسن: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ جناب ثاقب خورشید صاحب!

جناب محمد ثاقب خورشید: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئر پرسن! شکریہ۔ آج کے موضوع خوراک اور زراعت یقیناً بہت اہم ہیں اس پر میرے خیال میں جب سے پنجاب اسمبلی بنی ہے ہر سال صوبائی بجٹ کے موقع پر اور جب بھی زراعت کا موضوع زیر بحث آتا ہے تو یہی بحث ہوتی ہے جو آج ہو رہی ہے۔ یقیناً حکومتوں کے فرائض میں یہ شامل آتا ہے کہ وہ صحت اور ایجوکیشن پر توجہ دے اور اسی طرح خوراک اور زراعت بھی لازم و ملزوم ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن! خوش قسمتی سے ہمارے وزیر زراعت ڈاکٹر فرخ صاحب اگرچہ فزیشن ڈاکٹر ہیں لیکن زراعت سے ان کا بھی چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر مقرر یہی کہتا ہے کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے تو اس ریڑھ کی ہڈی کو درست کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب کو سرجن بننا چاہئے اور محکمہ میں antique خیالات کے مالک آفیسرز کی بجائے زرعی گریجویٹس اور پڑھے لکھے لوگوں کو تعینات کیا جائے جن سے نئے نئے خیالات لے کر اس محکمہ کو چلایا جائے۔ جناب محمد انیس قریشی نے بہت اچھی بات کی کہ فیلڈ اسسٹنٹ ہمیشہ فیلڈ میں نہیں جاتے اور کاغذی رپورٹیں بنا کر ای ڈی اوز، ڈی ڈی اوز اور ڈائریکٹر صاحبان کو دے دیتے ہیں جو اس محکمہ کی بد قسمتی ہے۔ اسی طرح گنے اور دیگر فصلوں کے بارے میں بات کی گئی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن! اس دفعہ مونجی جس کو ddypa کہتے ہیں یہ بھی اضافہ ہوگیا ہے اس میں کسانوں کو جس طرح مار پڑی ہے وہ کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان کے ریٹس مقرر کرنے کے لئے خصوصی توجہ دی جائے۔ اسی طرح زرعی inputs کے ریٹس کم سے کم کئے جائیں۔ ہم دیہاتی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں تو ہمیں جب بھی اپنے دیہات، اپنے حلقہ انتخاب میں جانا پڑتا ہے تو کسان یہی بات کرتے ہیں کہ ہماری کوئی بات نہیں کرتا۔ میری آج اس ایوان کے حوالے سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے ایوان کے جو سینئر ایگریکلچرسٹ ایم پی ایز یا جو ماہرین ہیں ان سے مشاورت کرکے اس محکمے کی اصلاح احوال کریں۔ اکثر بڑے بڑے شہروں میں بائی پاس بنائے جاتے ہیں وہ اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ traffic flow ٹھیک رہے لیکن بدقسمتی سے ان بائی پاسز پر لینڈ مافیا کالونیاں بنا لیتا ہے جس سے ٹریفک کو گزرنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔ لینڈ مافیا کا ذکر ہوا ہے تو میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ شہروں کے ساتھ جو cultivated area ہے اس پر لینڈ مافیا کالونیاں بنالیتا ہے جس سے ہماری فصلوں کی آمد اور جو تازہ سبزیاں شہروں میں آتی تھیں وہ بھی کم ہو رہی ہیں اس پر بھی خصوصی توجہ دی جائے۔ شہر موٹروے کے ساتھ یا چولستان میں بنائے جائیں جہاں آبادیاں آباد کی جائیں۔ شہروں کے نزدیک زرعی رقبے کو کالونیوں کی شکل نہ دی جائے۔ اسی طرح خوراک کے سلسلے میں میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ گندم جو باہر گنجیوں میں لگائی جاتی ہے وہ خراب ہو رہی ہے۔ اگر مناسب ہو تو اس کے لئے گودام بنائے جائیں۔ منسٹر صاحب مارکیٹ کمیٹیاں اکثر default ہو رہی ہیں ان کے ملازمین کو تنخواہیں نہیں مل رہیں وہ جو recovery کرتے ہیں اس سے اپنی تنخواہیں لئے جاتے ہیں لیکن کسانوں کا کوئی احوال درست نہیں ہے۔ مارکیٹ کمیٹیوں کا جو اصل کام ہے اس سے کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اس ایوان میں آٹھ یا دس سینئر یا جو ایکسپرٹ مشاورت کرنے والے ممبران ہیں ان پر مشتمل اپنی مشاورتی کونسل بنائیں جس سے اس محکمہ کا احوال درست کیا جائے۔ شکریہ

**محترمہ چیئرپرسن:** جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

**چودھری محمد اقبال:** محترمہ چیئرپرسن! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں بہت مختصر سی گزارشات اپنے ساتھیوں اور منسٹر صاحبان کو پیش کروں گا کہ کوئی support price کا مسئلہ نہیں ہے۔ Support price فیڈرل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے لیکن اس میں کسانوں کو assurance نہیں دی جاتی۔ پنجاب کے اندر جو ہماری bumper crop ہوتی ہے اس کی

disposal بہت poor ہے۔ میں خود مونجی کا کاشتکار ہوں۔ میرا علاقہ جہاں میں رہتا ہوں وہاں پر زیادہ مونجی کاشت ہوتی ہے۔ پچھلے سال 1700 روپے من سے بھی کم قیمت کسان کو ملی ہے آپ ہی بتائیں جس زمیندار کو 1700 روپے کا نقصان پہنچے وہ کیا کرے گا، آگے کیا کاشت کرے گا اور کیا وہ اپنی پیداوار بڑھائے گا؟ مونجی کی کاشتکاری میں دو اڑھائی لاکھ ایکڑ کا اضافہ ہوا تھا اور پچھلے سال اس میں فی ایکڑ پیداوار بھی بہت اچھی ہوئی لیکن اس کی disposal بہت poor ہوئی ہے کیونکہ چاول پہلے سے تاجروں کے پاس پڑا ہوا تھا اور وہ ایکسپورٹ نہیں ہو سکا اس کی disposal نہیں ہو سکی اس کا سارا بوجھ کاشتکار پر پڑ گیا ہے اور کاشتکار بے چارہ پس کر رہ گیا ہے۔ اس کے پاس کھاد کے لئے پیسے تھے اور نہ ہی گندم کی بوائی کچھ کر سکا یہ کاشتکار کی حالت تھی۔ میں منسٹر ایگریکلچر سے بڑی دردمندانہ اپیل کروں گا کہ جو بھی support price کسی بھی فصل کی مقرر کی جائے جو بھی پنجاب کے اندر bumper crop پیدا ہو جائے اس کی disposal کا کوئی بہتر انتظام کروایا جائے اور فیڈرل گورنمنٹ سے liaison کر کے export avenue کھولے جائیں اور پاکستان میں امپورٹ بھی ہوتی رہتی ہے۔ جب گندم کی کمی ہوتی ہے تو بہت ہی بری قسم کی گندم پاکستان امپورٹ کرتا ہے۔ ہماری بہت اعلیٰ قسم کی گندم ایکسپورٹ کیوں نہیں ہو سکتی۔ میں اگر آپ کو سٹاک کی position بتاؤں تو فوڈ منسٹر بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ شاید اس بات کو endorse کریں کہ جو سٹاک پاسکو اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑے ہوئے ہیں اور تقریباً 14 لاکھ بیگ ڈیپارٹمنٹ نے purchase کئے ہیں وہ ابھی تک پڑے ہوئے ہیں ان کی جو disposal ہونی تھی وہ پوری طرح سے نہیں ہو رہی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ جو گندم کی اگلی procurement ہو گی وہ بھی بہتر نہیں ہو سکے گی اس لئے جو بھی پالیسی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ مل کر بنائی جائے اس پر کم از کم کاشتکار کو یہ assurance دی جائے کہ آپ کی جتنی بھی فصل ہو گی اگر قیمتوں میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے تو support price کے مطابق گورنمنٹ اس کو اٹھائے گی جس طرح کہ گندم کو اٹھاتی ہے۔ جب گندم کی shortage ہوتی ہے تو گندم گھروں سے اٹھائی جاتی ہے، گوداموں سے اٹھائی جاتی ہے اور زبردستی اٹھائی جاتی ہے۔ جب کوئی بھی چیز اگر مثال کے طور پر مونجی زیادہ پیدا ہو جائے تو اس کو پھر خریدنے والا ہی کوئی نہیں ہوتا اور بے چارہ کاشتکار دربدر پھرتا ہے اور وہ آڑھتی اس کو لوٹتا ہے۔ اس قسم کے حالات زراعت کے پاکستان میں اور خاص طور پر پنجاب میں ہیں۔ پنجاب جو انڈیا کے پاس ہے رقبے کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو کم حصہ انڈیا کے پاس ہے اور زیادہ حصہ پنجاب کا ہمارے پاس ہے جس کو سونے کی چڑیا کہتے ہیں۔ ہندوستان اس چھوٹے سے صوبے سے اتنے

بڑے ملک کو feed کر رہا ہے تو کیا وجہ ہے ہماری پیداوار فی ایکڑ کیوں نہیں بڑھ سکی اور یہ بڑھانے کے لئے جب منسٹر ایگریکلچر اس بحث کو wind up کریں تو بتائیں کہ کیا کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ہماری گندم کی 33 من فی ایکڑ پنجاب کے اندر average ہے۔ اگر ہم ایک من پیداوار کو بڑھا دیں تو economy کو 22 بلین کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی economy اور پنجاب کی economy دنیا کی مثالی economy بن سکتی ہے اگر ہم فی ایکڑ پیداوار بڑھائیں۔ صرف ایک گندم کی فصل کی ہی نہیں ہم paddy اور گنّے کی پیداوار بڑھا سکتے ہیں ہم سبزیات بہتر پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ ہماری فی ایکڑ پیداوار انڈیا کی نسبت بہت ہی poor ہے انڈیا اور پاکستان ایک جیسے ہی ممالک ہیں پاکستان کے ساحل میں اور انڈیا کے ساحل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کاشتکار کو facilities کیا ہے اور ان کو door step facilities دی ہیں ایک تو اس کو یونین کونسل کے اندر کھاد ملتی ہے، بیج ملتا ہے، pesticides ملتی ہیں اور ہر چیز ملتی ہے۔ ہمارا سلسلہ یہ ہے کہ جب میں سٹوڈنٹ تھا اس وقت سے میں دیکھ رہا ہوں کیونکہ میرا پیشہ بھی کاشتکاری ہے، جب بھی گندم کا wing seasons آتا ہے تو DAP مہنگی ہو جاتی ہے یا وہ ناپید ہو جاتی ہے یا وہ بلیک میں ملتی ہے آج تک ہم اس کو ٹھیک نہیں کر سکے۔ ایک پرائم منسٹر بڑے dynamic قسم کے آئے تھے بڑی اچھی انگریزی بولتے تھے اور بڑی تقریر کرتے تھے انہوں نے کہا کہ پنجاب گورنمنٹ پر کوئی سوال کرنا چاہتا ہے تو مجھے سوال کرے، میں status quo کو توڑنے کے لئے آیا ہوں؟ تو میں نے ان کے منہ پر کہا کہ اگر آپ status quo کو توڑنے کے لئے آہی گئے ہیں تو ایک، دو status quo کو ہی توڑ کر دکھا دیں، وہ کہنے لگے کہ آپ کا کیا مسئلہ ہے میں نے کہا کہ میں کاشتکار ہوں ہم کو DAP کنٹرول ریٹ پر کیوں نہیں ملتی؟ جب بھی بوائی کا سیزن آتا ہے وہ غائب ہو جاتی ہے۔ اس status quo کو آپ توڑ کر دکھا دیں تب میں مانوں گا کہ کوئی پرائم منسٹر status quo کو توڑنے والا آ گیا ہے۔ کاشتکار کے یہ حالات ہیں یہ ٹھیک کیوں نہیں ہو سکتے؟ میں آپ سے بہت دردمندانہ اپیل کروں گا اور اپنے منسٹر صاحبان کو کہ اگر ہم پوری توجہ اور قوت ایمانی سے کاشتکاری کو پنجاب کے اندر boost up کریں تو پاکستان کی پوری economy اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے اور خود انحصاری کی طرف جا سکتی ہے۔ ایک من پیداوار بڑھانے میں 22 بلین کا فائدہ ہوتا ہے اسی طرح آپ گندم، مونجی اور گنّے کی پیداوار کو بڑھائیں۔ گنّے کے کاشتکاروں کا حال تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہے کہ ان کو دو پیسے بھی نہیں ملتے۔ یہ سارے معاملات ٹھیک ہو سکتے ہیں، کیوں نہیں ٹھیک ہوتے ان سب کو ہمیں ٹھیک کرنا چاہئے اور ہمارے دونوں منسٹر بہت

dynamicاور کام کرنے والے ہیں۔ ہمیںresearch پر پورا زور دینا چاہئے۔ یونیورسٹیاں reasearch oriented ہوتی ہیں اگر research نہیں ہو گی تو یونیورسٹیاں کیا کر رہی ہیں؟ انڈیا میں ساٹھ سے زیادہ ایگریکلچر یونیورسٹیاں چل رہی ہیں، ہماری چند یونیورسٹیاں ہیں وہاں پر اگر research ہو اور اگر ہماری فی ایکڑ پیداوار بڑھے تو ہماری تقدیر بدل سکتی ہے۔ ہم اقوام عالم میں سر اٹھا کے چلنے کے قابل ہو سکتے ہیں تو یہ کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ یہ ہونا چاہئے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں اپنے دونوں وزراء سے اپیل کروں گا کہ یہ بیان فرمائیں کہ گندم کی فی ایکڑ پیداوار کیوں نہیں بڑھ رہی جو بڑی آسانی سے بڑھ سکتی ہے؟ میں گندم کے بارے میں دو تین چھوٹے چھوٹے points بتاؤں گا۔ میرے خیال میں گندم کا certified seed بیس سے پچیس فیصد لوگوں کو مل رہا ہو گا جبکہ باقیوں کو نہیں ملتا اور اتنی capacity نہیں ہے کہ پورے پنجاب کے کاشتکاروں کو certified seed دیا جا سکے۔ کہتے ہیں کہ نرسری ہی کسی فصل کی پیداوار کو بڑھانے میں مدد دیتی ہے لیکن اگر نرسری یعنی بیج ہی ٹھیک نہیں ہو گا تو آگے پیداوار بڑھ ہی نہیں سکتی۔ اس کے علاوہ sowing wheat پنجاب کے اندر late ہوتی ہے جس کو mandatory کروایا جائے کہ یہ late نہ ہو۔ ہمارے پرانے کاشتکار بتاتے تھے کہ اگر ایک دن late sowing ہوتی ہے تو اس سے ایک من فی ایکڑ فرق پڑتا ہے۔ میرے بھائی ایگریکلچر منسٹر زمیندار بھی ہیں وہ اس بات کو جانتے ہوں گے لہذا late sowing wheat کو mandatory کر کے ختم کروایا جائے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ agriculture inputs کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں جو کاشتکار کی range میں لائی جائیں۔ اس کے علاوہ shortage of irrigation water ہے جس کے حوالے سے ہماری حکومت نے اچھا کام کیا ہے لہذا اس کی تعریف بھی کرنی چاہئے۔ ہمارے بائیو گیس ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں یہ بہت اچھا کام ہوا ہے لیکن اس حوالے سے میں ایگریکلچر منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اس کو promote کرتے ہوئے expand کیا جائے تاکہ ہر کاشتکار کو اس کی بچت ہو سکے، وہ بلوں سے بچ جائے اور وافر پانی اس کو مل سکے۔ Use of phosphate and potash fertilizer ہے تو میرے خیال میں potash کے بہت ہی کم یعنی 10 فیصد ہی زمیندار ہوں گے جو اس کا استعمال کرتے ہیں لہذا اس کے اوپر زور ڈالا جائے کیونکہ potash پیداوار بڑھانے میں بہت ہی مفید کھاد ہے پھر availability of farm machinery ہے وہ بھی subsidize کر کے لوگوں کو دلوائی جائے تاکہ کاشتکار آسانی سے اپنی فصل کاشت کر سکیں۔ اس کے علاوہ plant production measures ہیں جو نہیں لئے جاتے ان پر بھی توجہ دی جائے۔

اس کے علاوہ non-availability of latest branded varieties ہیں جن پر پوری توجہ نہیں ہے۔ Plant population less ہو رہی ہے چاہے مونجی ہو یا گندم ہو اس میں پوری plantation نہیں ہو رہی۔ اب مونجی لگانے میں جو پودے لگائے جاتے ہیں وہ آدھے لگتے ہیں لیکن اگر double ہوں تو پیداوار بھی double ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مارکیٹنگ کا بڑا مسئلہ ہے۔ میں فوڈ منسٹر سے بڑی دردمندی سے گزارش کروں گا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری گندم اگر زیادہ ہو جائے تو export کیوں نہیں ہو سکتی؟ ہم گندم import کر سکتے ہیں لیکن export نہیں کر سکتے جبکہ ہماری گندم کی غذائی صلاحیت ہی بہت اچھی ہے لہذا اس میں ہمیں اپنا Avenue کھلا رکھنا چاہئے تاکہ ہم export بھی اور import بھی کر سکیں۔ سب سے بڑا point یہی ہے کہ جو بھی support price مقرر کی جائے وہ assure کی جائے کہ کاشتکار کو مل جائے گی تو اس سے کاشتکار boost up ہو گا اور اپنی کاشت بڑھائے گا۔ بہت شکریہ

**محترمہ چیئرپرسن:** جی، رانا محمد افضل صاحب!

**رانا محمد افضل:** شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! ہمارے لئے بڑا خوشی کا موقع ہے کہ زراعت سے متعلق بحث رکھی گئی ہے لیکن مجھے افسوس ہے جس طرح منسٹر صاحب نے point out کیا کہ اتنا اہم topic جس پر یہ بحث رکھی گئی ہے لیکن آج اپوزیشن نہیں ہے اور ہمارے بھی اکثر ممبران نہیں ہیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس ملک کا بہت اہم مسئلہ ہے جس پر آج بحث ہو رہی ہے۔ ہمارے ملک کی 80 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اور ملک کی ترقی میں زراعت ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو بے شمار وسائل سے مالا مال کیا ہے، ہمیں ہر قسم کی زمین، چار موسم اور پانی کی فراوانی دی ہے مگر ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ اگر پسماندگی میں دیکھا جائے تو ہمارا کسان دنیا میں سب سے پسماندہ ہے۔ آج کسان پس کر رہ گیا ہے جس کی وجوہات میرے فاضل دوست چودھری اقبال صاحب فرما رہے تھے اور میرے دوسرے دوست بھی اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر ہم اسی روش پر چلتے رہے اور کسان اسی طرح مرتا رہے تو تصور کیجئے کہ اس ملک کا کیا بنے گا؟ ہماری چاول کی فصل کا بھی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ زمیندار کا آج سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اسے مہنگی اور جعلی کھاد سمیت جعلی دوائی مل رہی ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے کو آپ دیکھیں تو ہر کوئی اپنی products کی خود قیمت مقرر کرتا ہے۔ اگر کوئی نائی ہے، موچی ہے، درزی ہے یا کوئی بھی ہے وہ اپنی چیز کی قیمت خود مقرر کرتا ہے لیکن واحد شعبہ زراعت ہے جہاں پر زمیندار اپنی products کی قیمت بھی نہیں لے سکتا۔ آج کا زمیندار سخت

پریشانی کا شکار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں محکمہ زراعت کا role بہت افسوس ناک ہے کیونکہ ہمارے زمیندار کو کسی بھی طرح کی assistance محکمہ سے نہیں مل رہی۔ اگر آپ pesticides کی بات کریں تو ہمارا زمیندار کسی زمیندار یا کسی دکاندار سے پوچھے گا کہ میں نے کون سی دوائی استعمال کرنی ہے اور pesticides کی ادویات جو دنیا میں ban ہیں وہ یہاں استعمال ہو رہی ہیں جن کی وجہ سے کینسر اور دوسری بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اس ملک میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے جو مرضی دوائی جہاں سے اٹھائی استعمال کر لی مگر کوئی check and balance نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ہمیں محکمہ زراعت کی تنظیم نو کرنی چاہئے، ہمیں ان ریسرچ سنٹروں سے پتا کرنا چاہئے کہ آپ نے اب تک ہمارے اربوں روپے کھالئے ہیں اور ہر سال آپ پر اربوں روپے لگتے ہیں تو آپ نے ہمیں کیا دیا ہے؟ کوئی زراعت آفیسر ہے، سیکرٹری زراعت یا منسٹر ہیں، انہوں نے کیا کوشش کی ہے کہ اس میں بہتری لائی جاسکے؟ چھ ماہ میں سارے معاملات صحیح ہو سکتے ہیں۔ میں اس issue پر ایک تجویز یہ دوں گا کہ فوری طور پر ایک Think Tank بنایا جائے کیونکہ ساری دنیا میں ایسے چلتا ہے۔ آپ اس Think Tank میں زمینداروں کے نمائندے، پارلیمنٹیرین اور سول سوسائٹی سے لوگ لیں اور ان لوگوں کی جو تجاویز ground realities پر ہوں اُن کو implement کیا جائے نہ کہ وہ تجاویز جو بیوروکریسی اپنے کمروں میں بیٹھ کر بناتی ہے جس پر ہر آنے والا منسٹر اور سیکرٹری ٹھپے لگاتے جاتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ 65 سال ہو گئے ہیں ہم نے زراعت کی ترقی کے لئے اب تک کیا کیا ہے؟ ذرا بجٹ دیکھیں کہ سالانہ کتنے فیصد ان لوگوں کو ہم تنخواہیں دیتے ہیں مگر ان کا کام کیا صرف تنخواہیں لینا ہے، کیا یہ محکمہ صرف اس لئے بنا ہے کہ لوگوں کو نوکریاں دی جائیں اور کیا انہوں نے کوئی کام بھی کرنا ہے؟ ہمارا main source زراعت ہے لیکن افسوس کہ ہم صنعت کی ترقی کی طرف جائیں گے جبکہ زراعت کی ترقی کے لئے آج تک ایسی کوئی بات نہیں سوچی گئی۔ جس طرح چودھری اقبال صاحب فرمارہے تھے کہ فی من پیداوار بڑھالیں لیکن یہ بات محکمہ زراعت کی ڈیوٹی ہے کہ وہ لوگوں کو awareness دیں اور لوگوں کے ساتھ رابطہ رکھیں لیکن ان کا کوئی اہلکار کبھی گاؤں میں گیا ہی نہیں۔ زمیندار کو یہ بتائیں کہ کون سی fertilizer استعمال کریں، کون سی دوائی استعمال کریں اور کتنی جلدی seed لگائیں تاکہ فصل اچھی production دے مگر یہ کبھی کسی نے نہیں بتایا۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ ہمیں realities پر چلنا چاہئے اور اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سب سے پہلے میں منسٹر صاحب سے یہ کہوں گا کہ خدارا اپنے محکمے کا احتساب کریں

اور ان سے پوچھیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس کے بعد میں ایک تجویز دوں گا کہ اس وقت زمیندار کی مالی حالت اور قوت خرید بالکل ختم ہو گئی ہے لہذا صرف ایک سال کے لئے کھاد، بیج، زرعی آلات اور ٹریکٹر کی قیمتیں subsidize کر کے آدھی کر دیں جس کے بعد بے شک جتنی مرضی قیمت بڑھا لیں تو میں کہتا ہوں کہ زراعت اتنی زیادہ ترقی کر جائے گی کہ بندہ سوچ نہیں سکتا۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف نے زمینداروں کو صرف ایک سہولت دی تھی کہ دس ہزار روپے کا بلاسود قرضہ فوری طور پر ون ونڈو آپریشن کے تحت دیا تھا اور اسی سال ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے تھے۔ ہمارا کسان محنت کش ہے، دنیا میں اس کا کوئی جوڑ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں وسائل سے نوازا ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا قبلہ درست کریں، اپنے Think Tanks قائم کریں اور ان کی سفارشات پر اپنے محکمے کی تنظیم نو کریں۔ میں ایک اور بات کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں coordination ہے جیسے میرے ایک فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ محکمہ زراعت، محکمہ امداد باہمی، محکمہ موسمیات اور محکمہ شماریات کا آپس میں تعلق ہے اس لئے خدارا ان کی coordination کریں۔ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ بالکل ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں کہتا ہوں کہ اتنی مفید کوئی تحریک ہے ہی نہیں جتنی امداد باہمی کی ہے۔ انڈیا میں دیکھ لیں کہ انہوں نے ہر گاؤں کی ایک کوآپریٹو سوسائٹی بنائی ہوئی ہے اور وہاں کے لوگ اپنی سوسائٹی سے کھاد لیتے ہیں، بیج لیتے ہیں، ٹریکٹر ٹرا ئی ان کی مشترکہ ہے اور فصل کٹتی ہے تو وہاں پر جمع کراتے ہیں اور اس کی فروخت کے لئے انہیں شہر کے چکر نہیں کاٹنے پڑتے۔ میں چین گیا ہوں تو وہاں پر محکمہ موسمیات انہیں بتا دیتا ہے کہ امسال موسم کس طرح کا ہے اور محکمہ شماریات انہیں بتا دیتا ہے کہ ملک کو گندم کی کتنی ضرورت ہے، مٹر کی کتنی ضرورت ہے اور ٹماٹر آپ اتنا لگائیں لیکن یہاں پر تو کوئی بتانے والا ہی نہیں ہے۔ ایک زمیندار دیکھتا ہے کہ مٹر کی فصل میں فائدہ ہے تو باقی بھی مٹر ہی لگا لیتے ہیں اور اس سے ہوتا یہ ہے کہ مارکیٹ میں مٹر ہی مٹر ہو جاتے ہیں اور قیمت بالکل ہی کم ہوتی ہے اور زمیندار بے چارہ مر جاتا ہے۔ یہ کام کس کے کرنے والے ہیں؟ ان کاموں کے لئے محکمہ جات بنائے گئے ہیں۔ جب محکمے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں اور زمیندار اپنے آپ کو بے یار و مددگار سمجھیں اور محکموں والے سمجھیں کہ ہمیں کسی نے پوچھنا ہی نہیں ہے تو ملک میں زراعت کیسے ترقی کرے گی؟ شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: ملک محمد ارشد (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! آج زراعت اور خوراک پر بات ہو رہی ہے تو میرے سے پہلے معزز پارلیمنٹیرین نے بہت سیر حاصل گفتگو کی، international level پر بات ہوئی، قومی سطح پر بات ہوئی، صوبائی سطح پر بات ہوئی۔ آپ دیکھیں کہ paddy کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ دھان کی فصل جسے اس grower نے، اس زمیندار نے اور اس کاشتکار نے پتا نہیں کیا کیا آس امیدیں لگا کر بویا اور جب اس کا gain کرنے کا وقت آیا تو وہ قیمت جو -/2600 روپے تھی وہ کم ہو کر آدھی قیمت -/1300 روپے پر آ گئی۔ اسی طرح آپ دیکھیں کہ آلو جو ایک وقت میں حکومت پاکستان نے درآمد کرنا شروع کر دیا تھا جب اس کی اتنی زیادہ قلت ہو گئی تھی تو زمیندار نے اور اس grower نے جسے ریڑھ کی ہڈی صرف سمجھا جاتا ہے یا کہا جاتا ہے لیکن اسے مانتا کوئی بھی نہیں ہے، جب اس نے آلو کی growing کی، اسے کاشت کیا اور اس کاشتکار اور زمیندار نے محنت کی تو جب اس کی فصل پک کر تیار ہوئی اور آلو زمین سے نکلا، اس کی لوڈنگ ہوئی اور ٹریک پر آیا تو اس نے اپنے اخراجات کا تخمینہ لگایا تو وہ 85/86 ہزار روپے فی ایکڑ خرچ بنتا تھا لیکن جب اس نے آلو کو فروخت کیا اور اسے آمدن ہوئی تو وہ 76/77 ہزار روپے فی ایکڑ ہوئی۔ اس نے دیانتداری سے چھ ماہ پوری محنت کی اور دن رات ایک کر کے serve کیا۔

محترمہ چیئرپرسن! یہ جو زراعت ہے جسے ہم صرف کہتے ہیں کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اگر ہم اسے مان لیں اور اسے accommodate کریں تو آج ہمارے اس کاشتکار کے ساتھ اور اس زمیندار کے ساتھ یہ حال نہ ہوتا کہ وہ آج یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ وہ اگلی فصل آلو کی نہیں لگائے گا اور وہ اگلی فصل paddy کی نہیں لگائے گا اور وہ کیوں لگائے؟ اگر اس نے اپنا دن رات ایک کر کے، اس نے اپنا تن، من، دھن لگا کر اپنی وہ زمین جو اس کی کل کائنات ہے، کسی کے پاس دو ایکڑ ہے، چار ایکڑ ہے، دس ایکڑ ہے یا سو ایکڑ ہے، وہ اس پر اتنی محنت کرے اور اسے حاصل بھی کچھ نہ ہو بلکہ جب gain کا وقت ہو تو اسے بجائے incentive ملنے کے اسے نقصان کا سامنا ہو تو وہ گھر میں بیٹھ جائے گا اور وہ دلبرداشتہ ہو جائے گا۔ آج ہماری زراعت کا یہی حال ہے اور میرے سے پہلے معزز پارلیمنٹیرین نے بہت سے مسائل کی طرف توجہ دلائی جو قابل افسوس بھی ہیں اور توجہ طلب بھی ہیں تو میں بہت لمبی بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحبان کی wind up speeches بھی ہیں تو میں آپ کی honour میں بڑی مختصر گفتگو کرتا ہوں لیکن دونوں منسٹر صاحبان سے میری یہ گزارش ہے کہ اپنی wind up speech میں اپنے charter of planning جو next ہے کہ یہ جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے، جو زراعت ہے،

ایگریکلچر ہے جس کے لئے ہم اتنے بلند و بانگ دعوے تو کرتے ہیں اور وہ دعوے شاید کتابوں یا صرف کاغذوں میں رہ جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ زمینداروں کو بجائی کے لئے بیج دیا جاتا ہے جسے وہ استعمال کرتے ہیں جو کہ سیڈ کارپوریشن سے خریدتے ہیں جو شاید -/2400روپے فی تھیلہ زمیندار کو دیا جاتا ہے اور لوگ اتنے discourage ہوئے اور اتنا hurt تھے کہ گندم کی فصل کی بجائی کے لئے انہیں وہ بیج درکار تھا جو انہوں نے نہیں خریدا اور حکومت نے بھی اپنا rate کم نہیں کیا۔ اس کے بعد وہی بیج -/1600 روپے سے -/1700روپے تک، جو -/2400روپے ہم زمینداروں کو دیا جاتا تھا وہ 1700/1600روپے میں auction کر کے حکومت نے فروخت کر کے کروڑوں روپے کا نقصان اٹھایا تو کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ جو رعایت تھی وہ جو کم قیمت تھی وہ اگر مجھے یا میرے زمیندار کو مل جاتی تو آج ہمارے کھیت لہلہا رہے ہوتے، کھیتوں میں ہریالی ہوتی لیکن وہ incentive صنعتکار لے گئے۔ اگر وہ incentive زمینداروں کو مل جاتا تو اس بارے میں بھی منسٹر صاحبان اپنی wind up speech میں بتائیں۔

محترمہ چیئرپرسن! ایک دو اہم باتیں ہیں چونکہ دیہی علاقوں سے ہمارا تعلق ہے اور اس سے متعلقہ بہت سے معاملات ہوتے ہیں۔ شوگر کین کے لئے road اور ہمارا infrastructure جتنا استعمال ہوتا ہے تو آپ دیکھیں کہ وہ تباہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اس پر ایک ایک ہزار اور دو دو ہزار من گنّے کے ٹرالے لوڈ کر کے لے جاتے ہیں جن سے ہمارے roads تباہ ہو جاتے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ میری یہ بھی منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے وہ کیا اقدامات کرنے جا رہے ہیں اس بارے میں بھی یہ ذرا دیکھ لیں۔

محترمہ چیئرپرسن! جس طرح شوگر کین کا پہلے 180روپے فی من rate تھا چونکہ میرا تعلق دیہاتی علاقے سے ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ٹائم double ہونا چاہئے کیونکہ یہ زراعت ہمارے سے منسلک ہے۔۔۔

**محترمہ چیئرپرسن:** ملک صاحب! ہمارے لئے سب ممبران ہی محترم ہیں۔

**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** محترمہ چیئرپرسن! آپ دیکھیں کہ اس ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کرنے اور encourage کرنے کی بجائے ہمیں discourage کس طرح کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے آپ اور ہم چل رہے ہیں۔ گنّے کی ایک قیمت جو -/180روپے فی من بتائی گئی، بد قسمتی سے سندھ حکومت نے وہ -/150روپے کر دی تو ہمیں اس کی آج تک -/180روپے کے حساب سے payment

نہیں ہوئی تو آج ہمارا زمیندار اگلے سال کے لئے گنّے کی کاشت کیسے کرے گا؟ اسی طرح شوگر ملز مالکان ہر سال ایک نئی شوگر ملز لگا لیتے ہیں لیکن ہمارے زمینداروں کے پیسے اور بقایاجات pay نہیں کرتے لیکن اس بارے میں آج تک کسی نے نہیں سوچا۔

محترمہ چیئرپرسن! آخری بات یہ کہ گندم کی support price کا اعلان ہر سال حکومت کر دیتی ہے لیکن آج تک on record ہے کہ وہ قیمت ہم growers اور زمینداروں کو نہیں ملی۔ بدقسمتی ہے کہ اس ملک میں اور اس سسٹم میں جو مڈل مین ہے وہ یہ سارا incentive اور support price ہے اور جو اصل قیمت ہوتی ہے وہ بھی مڈل مین کھا جاتا ہے اور بچے کھچے پیسے ہم زمینداروں کو ملتے ہیں منسٹر صاحبان سے میری آخری استدعا ہے کہ ان سارے معاملات میں ہم زمینداروں اور growers کے جو تحفظات ہیں انہیں خندہ پیشانی سے لیا جائے اور ذاتی efforts سے ایسا تاریخی اقدام کیا جائے کہ آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں کہ حکومت پنجاب نے زمینداروں کو یہ incentive دیا ہے۔

**محترمہ چیئرپرسن:** بہت شکریہ۔ ملک وارث کلو صاحب!

**ملک محمد وارث کلو:** شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! آج کا موضوع انتہائی اہم ہے اور اس سلسلے میں جس طرح تہذیبوں کا ارتقا ہوا اور ریاستیں بنیں اور ریاستوں کے بعد حکومتیں بنیں تو کسی بھی حکومت کا خصوصاً جب سے جمہوریت کا ڈول پڑا اور اس کے بعد سب سے first and foremost ذمہ داری جو ریاست ہی یا حکومت کی ہے وہ یہی ہے کہ وہ وسائل generate کرے اور جتنی آبادی ہے اُس کے لئے خوراک مہیا کرے اور اُس کے لئے جس طریقے سے زراعت accelerate کر سکتے ہیں وہ کریں، بے شمار محکمے بنائے گئے ہیں۔ میرے دوستوں نے مجھ سے پہلے بے شمار باتیں کیں کہ بہت سارے محکمے ہیں ایک ایک محکمہ کو لیں تو اُس کا حساب ہی کوئی نہیں ہے اور پھر اُس کے بعد ان محکموں کے ساتھ کئی باڈیز بنی ہوئی ہیں۔ کہیں پاسکو ہے، کہیں کچھ اور ہے لیکن مسئلہ پھر وہی آتا ہے، مسئلہ ہے گورننس کا اور وہ گورننس ہم سے بھی درست نہیں ہو رہی۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔ وہی status quo جاری ہے میں تیسری دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں یہاں روایتی طور پر بحث کا ایک دن آجاتا ہے ایجنڈے میں "بحث" لکھا ہوتا ہے ہم بھی بحث کرتے ہیں بحث برائے بحث ہو جاتی ہے۔ منسٹر صاحبان یہاں ایوان میں کچھ روایتی جواب دے دیتے ہیں لیکن آج تک وہی سسٹم چل رہا ہے اور اُس میں کسی نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ہمارا سسٹم کینسر زدہ ہے اس پورے سسٹم کی سرجری required ہے۔ لوگ افیون کھا کر محکموں میں سوئے پڑے ہیں کوئی محکمہ اپنا کام نہیں کر رہا۔ محکمہ زراعت اپنا کام کر رہا ہے، محکمہ اریگیشن اپنا کام

کر رہا ہے اور نہ ہی مارکیٹنگ کے شعبے جتنے ہیں وہ سارے کے سارے اپنی من مانی کر رہے ہیں۔ اب ہونا تو یہ چاہئے کہ زمیندار جب گنّا کاشت کرتا ہے، جب گندم کاشت کرتا ہے اُس کے جو بیج ہیں، اُس کی پیسٹی سائیڈ ز ہیں، اُس کا پانی ہے ان تمام اشیاء پر گورنمنٹ جتنا بجٹ دیتی ہے وہ سارا بجٹ استعمال ہو اور گورنمنٹ اُس کی helping hand ہو لیکن قطاً نہیں۔ میں ایک زمیندار ہوں یہاں 70 فیصد زمیندار بیٹھے ہیں ہمارے پاس محکموں کی کوئی help نہیں ہوتی بلکہ ہر محکمہ ہمیں tax کرتا ہے اور بجائے help کرنے کے اُلٹا رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ اسی طرح جو support price بولا جاتا ہے کہا تو جاتا ہے support price مگر یہ ایک vicious circle ہے جس میں کاشتکار کو پھنسایا گیا ہے میں آج کہتا ہوں یہ سارے دوست بیٹھے ہیں ہو سکتا ہے مجھ سے agree نہ کریں آج زمینداروں کو free hand دے دیں ہمیں نہیں چاہئے، support price یہی گنّے کی ملز والے جو ایک سال مل چلائے تو اگلے سال نئی مل آجاتی ہے یہ کاشتکاروں کے پیچھے پیچھے گنّا لینے کے لئے بھاگتے تھے لیکن ڈپٹی کمشنر دفعہ 144 لگا دیتے تھے اور ہمارے دیہہ میں سے ہمارے اوزار اُٹھا کر لے جاتے تھے کیونکہ یہ زون ہے اس لئے آپ پابند ہو اس مل والے کو گنّا دینے کے، اب ہو کیا رہا ہے شروع شروع میں جو مل والے ہوتے تھے وہ بنک سے limits لیتے تھے بڑی بھاری بھاری limits ہوتی تھیں اور اُس پر بھاری سود دیتے تھے لیکن اب کوئی بھی مل بنک سے اس لئے اپنی limits avail نہیں کرتا کیونکہ کاشتکار مجبور ہو کر گنّا پہنچاتا ہے اُس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے جی، انہیں پیسے دے دیں گے وہ کوئی limits avail نہیں کرتے۔ کاشتکار کا پیسا اپنے پاس رکھتے ہیں اور وہ رکھ کر پھر نئی مل بنا لیتے ہیں پانچ پانچ سال تک زمیندار پیچھے پھرتا ہے ابھی support price کی جو بات ہے جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے کہ یہ ریٹ fix ہے اس پر محکمہ گندم اُٹھالے اور اُس وقت جب گندم کی فصل وافر ہو جاتی ہے آپ سب نے دیکھا ہے محکمہ زمینداروں کے نزدیک ہی نہیں لگتا تھا اور جب خوراک کی کمی ہو جاتی ہے اُس وقت پھر دفعہ 144 لگ جاتی ہے۔ ابھی میری گندم کی بوریاں پچھلے سال اسسٹنٹ کمشنر صاحب اُٹھا کر لے گئے اور فرما رہے تھے کہ نہیں جی نہیں ہمیں ضرورت ہے ہم نے لے کر جانی ہیں۔ فصل میری ہے، بیجائی میں نے کی ہے، کھاد میں نے لگائی ہے اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور تحصیلدار صاحب اگر وہ فصل لے گئے تو یہ پوری طرح زمینداروں کا استحصال ہو رہا ہے اور وہ ہر ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے محکمہ خوراک کر رہا ہے۔ محکمہ زراعت کر رہا ہے، پاسکو والے کر رہے ہیں اور نوٹ چھاپتے ہیں۔ اپنے اپنے دفتروں میں بیٹھ کر کاروبار کرتے ہیں اور وہ کاروبار کر کے زمینداروں کو پھنساتے ہیں۔ یہ جو mill owners ہیں یہ مافیا

بنے ہوئے ہیں کوئی اپٹا ہے، کوئی شوگر ملز مالکان ہیں اور زمیندار بے چارہ پڑا ہوا ہے اُس کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ ہم ممبران یہاں ایوان میں روایتی speeches کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا فرض پورا ہو گیا ہے ہم نے اس چیز کو قائم رکھنا ہے کہ کوئی ہم سے ناراض نہ ہو جائے تو بات یہ ہے کہ Trading Corporation of Pakistan بنی ہوئی ہے اُس کا کیا کام ہے؟ اُن کے افسروں کو دیکھیں جو لوگ اُن کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں وہاں SROs مرضی سے چھپتے ہیں اس کو اتنا دے دو اور اُس کو ادھر کر دو ہر جگہ پر پورے کا پورا فراڈ ہو رہا ہے، استحصال ہو رہا ہے اور اگر یہ حشر کسانوں کے ساتھ ہوگا تو پھر آپ پر قرضہ تو چڑھے گا پھر آپ ساٹھ ملین ڈالر تک جائیں گے اور 65 ملین ڈالر تک جائیں گے۔ جب ایک بندہ جس کی ایک مربع زمین ہے وہ اپنی زمین کاشت نہیں کرتا اور اُس پر صحیح طریقے سے محنت نہیں کرتا تو پھر اُس نے قرضہ ہی لینا ہے تو میں یہ کہتا ہوں ایوان میں دونوں منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں مجھے پتا ہے کہ یہ بھی میری طرح بے بس ہیں لیکن کوئی proposals دیں اور proposals دے کر محکموں کی سرجری کریں یہ جو بڑی بھاری بھرکم تنخواہوں والے ڈیپارٹمنٹس ہیں ان ڈیپارٹمنٹس میں کوئی reforms لائیں، کوئی نیا طریق کار لائیں اور آج کے بعد یہ فیصلہ کر لیں کہ زمیندار کو ہم آزاد کرتے ہیں اور ہم گنّے والے کاشتکار کو free market economy enforce کریں گنّے کے زمیندار کو بتا دیں کہ تم سے گنّا ہم نہیں لیں گے تمہاری مرضی تم مل کو دو یا اپنا بیلنا لگا لو اسی طرح گندم، اسی طرح paddy اور اس دفعہ paddy کی یہ صورتحال تھی کہ وہ لوگ جلاتے رہے ہیں کیونکہ کوئی اٹھانے والا نہیں تھا اور جب گندم کم ہوتی ہے اُس وقت یہ محکمے پیچھے بھاگ پڑتے ہیں وقت ختم ہو گیا۔ بہت بہت شکریہ

**محترمہ چیئرپرسن:** شکریہ۔ جی، محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!

**محترمہ ثریا نسیم:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ وہی بات ہے کہ:

آ عندلیب مل کر کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

محترمہ چیئرپرسن! آج تو یہ جو اتنا important issue ہے ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور تقریباً 75 فیصد آبادی دیہات سے وابستہ ہے۔ میرے بھائیوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن آج اتنے اہم موضوع پر، اتنے بڑے issue پر ہمارے معزز ممبران کی seriousness بھی قابل دید ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں نے جو شعر پڑھا ہے وہ اس لئے پڑھا ہے

کہ یہاں موجود وہ لوگ ہیں جن کو اپنے لوگوں کا احساس ہے، یہاں موجود وہ لوگ ہیں جن کے دل میں اپنے لوگوں کا درد ہے۔

محترمہ چیئرپرسن! آپ کو پتا ہے کہ سب سے زیادہ ہمارا زمیندار پِس رہا ہے۔ میں گنّے کے کاشتکار کی بات کروں گی کہ آپ دیکھیں کہ گنّے کا کاشتکار جب گنّا اگاتا ہے تو اس کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے کھیت میں ایک بیلنا لگا کر اپنے بچوں کے استعمال کے لئے شکر بنا سکے، اپنے بچوں کے استعمال کے لئے گڑ بنا سکے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کو جرمانہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے پیدا کئے گئے گنّے کی چینی مہنگے داموں خریدتا ہے۔ آپ ہمارے زمیندار کو دیکھیں، اس کی حالت کو دیکھیں، اس کے بچوں کی حالت کو دیکھیں، اس کے بچوں کے پاؤں بھی ننگے ہیں، کپڑے بھی پھٹے ہوئے ہیں اور ان کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے مل مالکان کو دیکھیں، ان کی گاڑیاں دیکھیں، ان کے بنگلے دیکھیں اور ان کے بچے دیکھیں کن سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ہمارا جو مل مالک ہے اس کی ایک مل ہوتی ہے، ایک سے دو، دو سے تین اور تین سے چار ملیں ہو جاتی ہیں۔ ہمارا جو زمیندار ہے اس کی اگر چار ایکڑ زمین ہے تو وہ دو ایکڑ ہو جاتی ہے اور پھر ایک ایکڑ رہ جاتی ہے۔ ابھی ہمارے بھائیوں نے جدید بیج کی بات کی ہے۔ ہمارا زمیندار قرض لے کر جدید بیج خرید لیتا ہے اور اس کی فصل اچھی ہو جاتی ہے تو پتا ہے کیا ہوتا ہے؟ میرے یہ سب بھائی گواہ ہیں کہ اگر آلو کی فصل اچھی ہو جاتی ہے تو آلو خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا، آلو کھیتوں میں گل سڑ جاتا ہے اور زمیندار کو پیسے دے کر آلو نکلوانا پڑتا ہے۔ جس قرض کو لے کر اس نے وہ بیج خریدا ہوا ہوتا ہے وہ اس کو ادا نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے اس کی زمین قرق ہو جاتی ہے اور وہ نیلام ہو جاتی ہے۔ ہمارے مل مالکان کا منشی گیٹ پر کھڑا ہوتا ہے جب ہمارا زمیندار گنّا لے کر جاتا ہے تو وہ اس سے گیٹ پر ہی بات کرتا ہے کہ اگر قیمت 180 ہے تو تم 170 روپے کے حساب سے گنّا دے دو تمہیں نقد پیسے مل جائیں گے۔ اگر زمیندار یہ اصرار کرتا ہے کہ نہیں گورنمنٹ نے قیمت 180 روپے مقرر کی ہے تو چار چار دن اس کا گنّا نہیں اتارا جاتا اور اگر گنّا زیادہ دن کھڑا رہے تو اس کا وزن کم ہو جاتا ہے۔ اس نے جس ٹرالے پر گنّا رکھا ہوتا ہے اس ٹرالے کا کرایہ بھی دینا پڑتا ہے۔ پھر مجبوراً ہمارا زمیندار وہی دام لینے پر مجبور ہو جاتا ہے جو منشی کہتا ہے۔ مل مالکان کا جوس بھی بکتا ہے، میل بھی بکتی ہے، پھوگ بھی بکتا ہے اور اس کی راب بھی بکتی ہے۔ جب گنّا crush ہوتا ہے، میں یہ کہوں گی اور مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ جب گنّا crush ہوتا ہے تو اس سے نکلنے والا جوس دراصل ہمارے کسان کا خون ہوتا ہے۔ ہمیں اس چیز کا احساس نہیں ہے لیکن ہمیں اس چیز کا احساس کرنا پڑے گا۔ شاید اقبال نے اسی لئے کہا تھا کہ:

جس کھیت سے میسر نہ ہو دہقان کو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

محترمہ چیئرپرسن! آج ہم بات کرتے ہیں انڈیا کی، آج ہم مثال دیتے ہیں کہ وہاں پر ایک ایک ایکڑ سے 90 من گندم کی پیداوار ہے اور ہماری پیداوار صرف 20,25 من ہے۔ اُن کا پنجاب جو پورے ہندوستان کا دو فیصد ہے وہ 52 فیصد خوراک پیدا کرتا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ کچھ نیشنل قوتیں ایسی ہیں جو ہمارے پاکستان کی دشمن ہیں، بہت ساری ایسی قوتیں ہیں جو پاکستان کو ترقی کرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی۔ کیا آپ نے دیکھا ہے کہ کسانوں کی حالت سنوارنے کے لئے کبھی انٹرنیشنل این جی او کو بلایا گیا ہو؟ ہماری خواتین کے issues پر بہت ساری این جی اوز آجاتی ہیں۔ ہم جتنی بھی صنعتیں لگالیں، جتنی بھی ترقی کرلیں جب تک ہماری زراعت ترقی نہیں کرے گی، جب تک ہمارا زمیندار خوشحال نہیں ہوگا تب تک ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوگا۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا یہ لمحہ فکریہ ہے میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ ہمارے کتنے تھنک ٹینک ہیں؟ ہمارے 75 فیصد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں کیا ان کے لئے کوئی ایسا میکنزم ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ کون سی فصل کب اگانی ہے، کتنی اگانی ہے اور اس کی کتنی ڈیمانڈ ہے؟ خدا کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ ہمیں زمیندار کے مسائل کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے تو ہمیں اپنے زمیندار کی حالت کو سنوارنا ہوگا۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

**محترمہ چیئرپرسن:** جی، جناب محمد آصف باجوہ صاحب!

**جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ):** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ محترمہ چیئرپرسن! جس طرح کہ تمام دوستوں نے زراعت کے حوالے سے بات کی ہے اس میں کافی زیادہ باتوں کو repeat کیا گیا ہے۔ پاکستان زرعی ملک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ 70 فیصد لوگ اس سے وابستہ ہیں تو ہمیں ایسی باتوں پر توجہ دینا ہوگی، ایسی صنعتوں پر توجہ دینا ہوگی جو زراعت سے related ہیں۔ پاکستان میں شاید صرف دو کمپنیاں ہیں جو ٹریکٹر تیار کر رہی ہیں ایک ملت اور دوسرے URSUS والے۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ پچھلے سال جب گورنمنٹ نے سیلز ٹیکس کا نفاذ کیا تو اس وقت پاکستان سے ملت ٹریکٹر والے اور دوسرے لوگ یہاں سے اپنی انڈسٹری کو بنگلہ دیش میں لے جانے کو تیار تھے شاید چند لوگوں نے اس میں effort کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی effort تھی جس طرح ہمارا competition انڈیا سے ہے جب ہمیں تیار فصلوں کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ انڈیا سے legally یا

illegally آ جاتی ہیں۔ پاکستان کا تو export سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، یہاں سے کوئی چیز export ہی نہیں ہو رہی ہے۔ جو لوگ زرعی آلات تیار کر رہے ہیں پنجاب کے چند ایک شہر ہیں ڈسکہ، حافظ آباد، فیصل آباد، میاں چنوں اور اوکاڑہ۔ یہ پانچ، چھ شہر ہیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں فیکٹریاں قائم ہیں لیکن جس طرح زراعت پر ٹیکس ہے اسی طرح ٹریکٹر پر بھی ٹیکس ہے۔ انکم ٹیکس کے ساتھ ساتھ سیلز ٹیکس کا نفاذ بھی کر دیا گیا ہے۔ فرض کریں کہ کوئی چیز ایک لاکھ روپے کی ہے تو 17 فیصد بڑھنے سے وہ ایک لاکھ 17 ہزار روپے کی ہو جاتی ہے۔ یہاں جو چیز ہمیں ایک لاکھ 17 ہزار روپے کی پڑتی ہے وہی چیز انڈیا سے غیر قانونی import کر کے بھی 70 ہزار روپے کی مل رہی ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال ایک straw Reaper مشین ہے پاکستان میں اس کی قیمت 4 لاکھ روپے ہے لیکن انڈیا سے یہ تین لاکھ روپے کی مل رہی ہے۔ یہ وہاں سے illegally import ہو کر یہاں آ رہی ہے، بارڈر کراس کرتے ہیں، اس کے parts الگ کر کے آ رہے ہیں اور یہ چیزیں بذریعہ دبئی بھی آ رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹیکس کلچر کا اقدام تو ضرور ہونا چاہئے لیکن گورنمنٹ کو یہ نہیں کرنا چاہئے کہ جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں ان پر ہی زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگایا جائے بلکہ نئے ٹیکس گزار تلاش کرنے چاہئیں۔ جو لوگ انڈسٹری چلا رہے ہیں لاکھوں مزدور اُن سے وابستہ ہیں، ہزاروں فیملیاں وابستہ ہیں۔ وہ انکم ٹیکس بھی دے رہے ہیں اور اب سیلز ٹیکس بھی ان پر impose کر دیا گیا ہے۔ جس طرح دوسرے لوگوں کو ریلیف دیا جاتا ہے اگر صنعتوں کو بھی اسی طرح ریلیف دے دیا جائے یہ صرف انڈسٹریوں کو ریلیف نہیں ہوگا، اگر سیل ٹیکس کی معافی ہو گی یا اس میں کچھ relax کریں گے یا کم کریں گے تو نہ صرف زراعت ترقی کرے گی بلکہ ہماری زرعی صنعت بھی ترقی کر سکتی ہے۔ اس کے لئے پاکستان میں بہت بڑا ادارہ FMI ہے یعنی Farms Machineries' Institute اسلام آباد میں ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ ملک کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن! میری ان سے گزارش ہے اور وزیر زراعت ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب سے بھی گزارش ہے کہ آپ ڈسکہ، حافظ آباد، میاں چنوں، فیصل آباد اور اوکاڑہ کے لوگوں سے میٹنگ کریں، ان کے پاس چلے جائیں یا ان کو involve کر لیں یا ان کو بلا لیں اور ان کے مسائل سنیں۔ FMI والے دنیا سے جدید مشینری import کرتے ہیں۔۔۔

**محترمہ چیئرپرسن:** ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

**جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ):** میری ان سے گزارش ہے کہ think tank میں ان لوگوں کو بھی شامل کریں اور FMI والوں سے رابطہ کر کے industrialists اور زرعی آلات بنانے والے

manufacturers ہیں، جو ملک زرعی آلات تیار کرتے ہیں اور جدید سائنسی طریقوں سے پوری دنیا میں کاشتکاری کو introduce کرا رہے ہیں، یہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر foreign countries میں جائیں، چائنا لے کر جائیں، ہالینڈ لے کر جائیں، انڈیا لے کر جائیں یا آسٹریلیا لے کر جائیں وہاں سے samples لیں تو وہ مشینری پاکستان میں سستے داموں میں تیار ہوگی جس سے نہ صرف ہم اپنی ضروریات پوری کریں گے بلکہ export بھی کر سکیں لیکن اس پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف زرعی ترقی ہوگی بلکہ اس سے صوبہ پنجاب اور پاکستان میں صنعتی ترقی بھی ہوگی۔ بہت شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: جناب فیضان خالد ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اے اللہ! تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ محترمہ چیئرپرسن! مختصر الفاظ میں کہوں گا کیونکہ ساری باتیں تو میرے ساتھیوں نے کر دی ہیں لیکن ایک دو چیزیں ایسی ہیں جو شاید وہ لوگ بھی نہیں کر سکے۔ میں سب سے پہلے اس چیز پر آؤں گا کہ ہم لوگ public representatives ہیں یعنی عوام کے نمائندے اور وہ لوگ جو اس لابی میں بیٹھے ہیں وہ public servants ہیں یعنی سرکار کے ملازم، مجھے یقین ہے کہ اگر یہی فرق ان لوگوں کو سمجھا دیا جائے تو کافی سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ ہم لوگوں کو عوام اپنا نمائندہ بنا کر یہاں تک بھیجتی ہے جیسا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ملک وارث کلو صاحب بول رہے تھے کہ ہم نے اپنے روایتی انداز میں یہاں پر تقریر کی، کچھ بولا، چاہے غور ہوا یا نہ ہوا، کوئی points note ہوئے یا نہیں ہوئے۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہاں پر کوئی points note بھی کر رہا ہے لیکن ہم اپنا فرض ادا کرنے کی صورت میں بول جاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، دونوں منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہیں۔

جناب فیضان خالد ورک: محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کو ایک بات سمجھانا چاہوں گا کہ زمیندار کو فیول کوئی ادھار یا concession کر کے نہیں دے رہے، پیسٹی سائیڈ میں دیکھا جائے تو ہمارا کوئی ادارہ ایسا نہیں جو زمیندار کو پیسٹی سائیڈ میں help out کر رہا ہو۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے ملک کی main economy زراعت پر چلتی ہے۔ ہمارے ملک میں کوئی بھی fertilizers فیکٹری ایسی نہیں ہے جو زمیندار کو کسی طریقے سے concession یا کوئی due یعنی ادھار دے رہی ہے اس لئے زمیندار مڈل مین کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ وزیر خوراک بلال یٰسین یہاں پر موجود ہیں، پہلے میں بھی کہتا

تھا کہ مڈل مین بڑا غلط ہے لیکن اب میں اس کے لئے بے چارہ کا لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ پچھلے سال فوڈ والوں کی حالت دیکھتا رہا ہوں کہ انہوں نے مڈل مین کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے زمیندار کو اتنا بڑا گفٹ دیا کہ مثال کے طور پر مارکیٹ تیرہ سو یا ساڑھے تیرہ سو پر چل رہی تھی، جب ان کو گندم کی ضرورت تھی تو فوڈ والے آکر مڈل مین کے سر پر بیٹھ جاتے تھے اور پوری مارکیٹ یکدم two hundred less میں چلی جاتی تھی۔ میں نے بھی ایک دو دفعہ ڈی سی او صاحب سے میٹنگ شیئر کی کہ ہم زمیندار کو کیا دے رہے ہیں؟ دے تو کچھ نہیں رہے لیکن ہم لینے کے لئے آ گئے ہیں اور ان کو یہ گفٹ دے رہے ہیں کہ 200 روپے price less کرو۔ بھائی! کیوں less کریں؟ ہمیں ہمارے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے جب ہم دیتے کچھ نہیں تو ہم لیتے کیوں ہیں؟ آپ اس کو open کر دیں اور open trade پر جس کا دل کرے وہ اپنا مال بیچے، یہ سب سے بڑی زیادتی ہے جو آنے والے دنوں میں سامنے آئے گی اور مجھے ابھی تک اس کا کوئی solution نظر نہیں آیا۔ مجھے لگتا ہے کہ پھر وہی تاریخ کو دھرایا جائے گا لہذا اس کو درست کیا جائے۔ میں خود زمیندار ہوں، paddy گزر گئی اس کا بھی بُرا حال تھا کوئی بندہ لینے والا نہیں تھا، کوئی وارث نہیں بنا اور کوئی سامنے نہیں آیا۔ یہ paddy کوئی نہیں خرید رہا لیکن گندم کے دنوں میں یہی سارے سامنے آ جائیں گے اور کہیں کہ ہم نے گندم لینی ہے اور ریٹ بھی یہی دینا ہے۔ ہم کیا کریں گے؟ مارکیٹ میں چلے جائیں، مڈل مین یکدم ریٹ گرا دے گا وہ یہ ریٹ اپنے لئے نہیں کسی اور کے لئے گرائے گا یعنی حکومت کو ریلیف دینا ہے۔ جب ریٹ گر جائے تو دو سے تین دن یہ خریدنے نہیں آئیں گے اور دو سے تین دن تک ریٹ گرا رہے گا۔ ہم زمیندار کو یہ گفٹ دے رہے ہیں، ہماری ڈیوٹی کیا ہے اور کرتے کیا ہیں؟ ہماری ڈیوٹی ہے زمیندار کو ریلیف دینا لیکن ہم ریلیف کی بجائے اس کو punish دے رہے ہیں کہ وہ زمیندار کیوں ہے؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمارے ملک میں اس وقت ہر چیز کی قیمت کم ہوئی اور زمیندار کی ہر products میں کمی آئی لیکن جو زمیندار کو چیزیں چاہئیں ان میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آپ اس وقت ڈی اے پی کا ریٹ چیک کریں تو وہ four thousand plus ہے، یوریا کھاد کا ریٹ چیک کریں تو two thousand plus ہے آپ اس وقت پیسٹی سائیڈ کو دیکھ لیں ہر چیز وہیں کی وہیں اور جوں کی توں ہے۔ پٹرولیم مصنوعات میں کتنی کمی آئی؟ میں کہتا ہوں کہ ضرور زمیندار کی چیزیں سستی ہوں لیکن ہم لوگ اس کو دینے والی چیزیں بھی تو سستی کریں۔ ہم لوگ ٹریکٹر کتنا سستا کر رہے ہیں اور ہم لوگ کھاد کتنی سستی کر رہے؟ دنیا کے بہت سارے ممالک میں زمیندار کے نام پر فیول کا سپیشل کوٹا کر دیا جاتا ہے کہ یہ فیول اس کو سستے داموں دیا جائے گا۔ ہم لوگ کسی

چیز میں رعایت تو دے نہیں رہے لیکن ہم لوگ آ جاتے ہیں کہ زمیندار ہمارا ہے اور ہم نے اس کی گندم بھی لینی ہے۔ paddy کا ابھی وارث کوئی نہیں بنا لیکن آگے جا کر گندم کے سارے وارث بن جائیں گے۔ میں کہوں گا کہ یہ زیادتی ہے اس چیز پر خصوصی غور کیا جائے۔ فوڈ منسٹر یہاں بیٹھے ہیں اور میں ان سے آئندہ گندم سیزن کے حوالے سے کہوں گا کہ وہ اس پر کوئی سپیشل کمیٹی بنائیں جس میں ڈسٹرکٹ وار عوامی نمائندے شامل ہوں کیونکہ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ میں ابھی ایک مختصر سی بات کہوں گا، ابھی پکے کھالا جات اور بہت ساری چیزوں پر بولا جا سکتا ہے لیکن میں مختصر الفاظ میں اتنا کہوں گا کہ منسٹر صاحب اتنا کریں کہ زراعت کے offices کے باہر ایک نوٹس بورڈ لگوائیں جس پر یہ لکھا جائے کہ ہم ان چیزوں پر اس وقت سبسڈی دے رہے ہیں، اس price پر دے رہے ہیں اور یہ ہماری سکیم آئی ہے۔ جب نئی سکیم آئے تو لوگوں کو نظر آئے اور کچھ نہیں تو آتا جاتا زمیندار وہی بورڈ ہی دیکھ لے گا۔ یہ میری تجویز ہے اور اس کو شامل کیا جائے۔ زمینداروں کو پتا نہیں ہوتا، وہاں پر وہی افسر شاہی اور بیوروکریسی شاہی چل رہی ہوتی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، wind up کریں۔

جناب فیضان خالد ورک: محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کی بات سمجھتا ہوں اور مختصر کرنے لگا ہوں۔ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کوئی نہ کوئی سرپھرا وقت کے ساتھ ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

لہروں سے لڑا کرتا ہوں سمندر میں اتر کر
ساحل پر کھڑے ہو کر سازش نہیں کرتا

بہت شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: جی، بہت شکریہ۔ محمد عارف خان سندھیلہ صاحب!

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: میں اسی قرآنی آیات سے شروع کرتا ہوں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ محترمہ چیئرپرسن! آج اس ایوان میں ایک بہت بڑا نہایت ہی اہم موضوع زراعت اور گنّا ہے۔ یہاں اسمبلی میں اکثریتی لوگوں کا تعلق زمیندار اور کسان کلاس سے ہے بلکہ جب انسان نے شعور کی آنکھ کھولی تھی اور اس نے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے روزی اور رزق کی تلاش کا سہارا لیا تو اس نے یہ زراعت کا شعبہ اپنایا تھا۔ میں سب سے پہلے گنّے کے حوالے سے یہی گزارش کروں گا کہ ہم پاکستانی، چینی ہمارے بھائی اور چینی ہمارے دوست کا ذکر کرتے ہیں اور ہم ان سے پیار بھی کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ہمدرد اور مہربان بھی ہیں لیکن پاکستان میں جو لوگ چینی کی پیداوار مہیا کرتے ہیں یا سبب بنتے ہیں ان کی حالتیں اتنی خستہ

ہیں کہ فیکٹریوں کے دروازوں پر ان کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے، میرے مہربان دوست بھائیوں نے اس حوالے سے بہت کچھ ذکر کیا ہے اور خدا گواہ ہے کہ یہ سب کچھ سچ ہے تو یہ آزادی دیکھیں زمیندار اور یہ کسان آزادی مانگتا ہے، میں خود زمانہ طالب علمی کے بعد میرا فرانس میں داخلہ ہو گیا اور میں تیرہ سال پیرس جیسے اور فرانس جیسے ملکوں میں رہا تو وہاں پر بھی زمینداروں کی حالتیں دیکھیں لیکن جب میں واپس لوٹ کر آیا تو میرا گاؤں، میرا دیش اور میرا پنجاب کا کسان اسی حالت میں کھڑا تھا۔Awareness ہے اور نہ دیہاتوں میں وہ سہولتیں ہیں، چلیں! ہم شکریہ ادا کرتے خادم اعلیٰ پنجاب کا انہیں کچھ نہ کچھ احساس ہے، تعلیمی ادارے بن رہے ہیں لیکن آج بھی شعور نہیں ہے۔ خدا کی قسم جو raw material زمیندار اور کسان پیدا کر کے یہاں تک پہنچاتے ہیں، گورمے میں جو کچھ ملتا ہے، نرالہ میں جو کچھ ملتا ہے۔ شیزان کی بیکریوں میں جو کچھ بنتا ہے اور پی سی جیسے بڑے بڑے ہوٹلوں میں جو کیک، پیسٹریاں دستیاب ہوتی ہیں اور صبح سویرے یہاں ٹیبلوں پر جو کچھ رکھا جاتا ہے ۔ وہ شخص جو اس کا raw material مہیا کرتا ہے اگر وہ یہاں آکر دیکھ لے تو خدا کی قسم وہ جنت نہیں مانگے گا بلکہ یہ کہہ دے گا کہ اگر یہی سب کچھ ہے تو میں اس جنت کے لئے بھی تیار ہوں اور یہی میرے لئے کافی ہے۔ اس بے چارے نے تو اپنی زندگی میں اس طرح کی چیزوں کے خواب بھی نہیں دیکھے ہوں گے۔

محترمہ چیئرپرسن! جب ہم نے آزادی حاصل کی تو اس وقت پورے انڈیا کو جو لوگ زراعت کے حوالے سے ساری چیزیں مہیا کر رہے تھے اتفاق سمجھیں اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج وہی علاقے ہمارے پاس پاکستان کی صورت میں موجود ہیں۔ جو اناج اور دوسری فصلوں کی صورت میں سارے انڈیا کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے لیکن سمجھ نہیں آتی کہ آزادی کے بعد آج ہمیں کیا ہو گیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اس کسان کے لئے کچھ نہیں سوچتے، آپ گنّے کی مل کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں جیسا کہ میرے بھائیوں نے اس بات کا ذکر بھی کیا ہے، یہ بات بالکل سچ ہے کہ وہ وہاں پر آکر کہتے ہیں کہ اگر آپ اپنا گنّا اتنے میں دیتے ہیں تو چلو ہم آپ کا ٹریکٹر، ٹرالی خالی کروا دیتے ہیں، آپ کا ٹرک خالی کروا دیتے ہیں۔ اگر یہ ریٹ انہیں قبول نہیں ہوتا تو پھر چار چار، چھ چھ دن کھڑے رہتے ہیں اور جب وہ ان دروازوں پر آکر واویلا کرتے ہیں تو خدا کی قسم ان پر پھر لاٹھیاں برسائی جاتی ہیں، انہیں دھکے دیئے جاتے ہیں اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ ایک شخص خود چل کر اپنی فصل اپنا اناج لے کر آپ کے پاس پہنچا ہے، آپ اسے احترام دیں، اسے عزت دیں، اسے بٹھائیں لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بہر حال باتیں تو یہاں پر ساری ہو چکی ہیں میں صرف اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ اس وقت

پاکستان میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں ہم ان کے ساتھی ہیں، ہم ان کے ورکر ہیں لیکن پنجاب اسمبلی میں کھڑے ہو کر میں پنجاب کے حوالے سے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں۔ یہ ضرور ہونا چاہئے لیکن اب ہماری وہ کلاس ٹوٹ رہی ہے، وہ کلاس بکھر رہی ہے، گھبرائی ہوئی ہے خوفزدہ ہے جس نے اس سوسائٹی کو سہارا دیا ہوا ہے۔ پاکستان آج ایک ایٹمی قوت ہے اگر ہم کچھ بھی نہ کریں زندہ رہنے کے لئے دو چیزیں ہی کافی ہیں۔ پاکستان ایٹمی قوت ہے اور ہماری سرحدوں کے لئے۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: سندھیلہ صاحب! بہت بہت شکریہ

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں یہ گزارش کرنے لگا ہوں کہ پاکستان اس وقت ایٹمی قوت ہے اور کچھ بھی نہ ہو تو پاکستان کی سرحدیں اور سالمیت خدا کے فضل سے محفوظ ہیں۔ دوسری طرف ہمارا کسان جو رزق کا سبب بنتا ہے، یہ جو زراعت کا شعبہ ہے جو انسانی زندگی کے لئے روح ہے اور افلاس اور غربت کا مارا ہوا وہ جو شخص جو ہمارے لئے سب کچھ پیدا کرتا ہے جو راتوں کو بھی جاگتا ہے، جس کی شام ہوتی ہے اور نہ صبح آتی ہے، جو اندھیروں میں رہتا ہے جو بے بسیوں میں رہتا ہے جس کی اولاد کے لئے صحت کی سہولتیں نہیں ہیں، جس کی اولاد کے لئے تعلیم کی سہولتیں نہیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: سندھیلہ صاحب! بہت، بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: محترمہ چیئرپرسن! میں منسٹر صاحبان اور آپ کی وساطت سے خادم اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جہاں ان کی نظر میں باقی ساری چیزیں بڑی اہم ہیں اس شعبے پر بھی توجہ دیں۔ وہ دیکھ تو رہے ہیں، توجہ تو دے رہے ہیں لیکن یہ شعبہ بہت زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: محترمہ چیئرپرسن! یہ کسانوں کا دل تھا یہ سوسائٹی کے اس طبقے کا دل تھا جو رزق کا سبب بنتا ہے۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: سندھیلہ صاحب! میں آپ کی بہت مشکور ہوں لیکن باقی ممبران کو بھی بات کرنے دیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: محترمہ چیئر پرسن! میرا یہ جملہ براہ مہربانی آپ نوٹ کر لیں کہ خادم اعلیٰ پنجاب تک میری یہ گزارش ہے، یہ میری نہیں بلکہ سب کی گزارش ہے،18کروڑ عوام کی طرف سے مطالبہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس مسئلے کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ کسان میں اگر سکت ہو گی، زمیندار میں سکت ہو گی تو اس کی پریشانیاں بھی ختم ہوں گی، پاکستان کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور پاکستان اپنی بھرپور قوت کے ساتھ موجود رہے گا۔

محترمہ چیئر پرسن: جناب طارق محمود باجوہ!

جناب طارق محمود باجوہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئر پرسن! سب سے پہلے میری گزارش ہے کہ مجھے اگر آپ دس منٹ دے سکتی ہیں تو میں اپنی بات کر لیتا ہوں ورنہ میرے پانچ منٹ بھی کسی اور کو دے دیں تاکہ کوئی معزز ممبر تو اپنی بات پوری طرح سے کر سکے۔

محترمہ چیئر پرسن: طارق صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں، انشاء اللہ آپ پانچ منٹ میں ہی بات کر لیں گے۔

جناب طارق محمود باجوہ: محترمہ چیئر پرسن! میں احتجاجاً اس بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتا تھا مگر یہ سوچتے ہوئے کہ میں اپنا حق تو ادا کروں، مجھے اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔ جس طرح ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی لے کر آگ بجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ جب کسی نے اس سے پوچھا کہ آپ جو چونچ میں پانی لے کر آگ کو بجھانے کی ناکام کوشش کر رہی ہیں یہ تو اس سے نہیں بجھے گی۔ اس نے کہا میں اپنا فرض ادا کر رہی ہوں اس لئے کہ ایک یوم حساب بھی ہے، جس دن سب کا حساب ہونا ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں ان غریب لوگوں کی وجہ سے، غریب زمینداروں کی وجہ سے اسمبلی میں بھیجا ہے تو ہمیں ان کی بات کرنی چاہئے۔ مجھے معلوم ہے اس سے پہلے بھی بڑی باتیں ہوئی ہیں، اس معاملے پر کمیٹیاں بھی بنی ہیں مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ گفتن، نشستن، برخاستن، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آج بھی وزیر موصوف نے on the floor of the House کہا ہے کہ 2013-14 کی 99 فیصد payment ہو چکی ہے اور 2014-15 کی 85 فیصد payment ہو چکی ہے۔ وزیر موصوف میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں، میرے بھائی ہیں ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں، کین کمشنر صاحب بھی لابی میں تشریف رکھتے ہیں۔ اگر ان کے پاس اپنے قیمتی وقت میں سے تھوڑا سا وقت ہو تو سانگلہ ہل ھدا شوگر ملز میں تشریف لے آئیں۔ میں وہاں ان کی مہمان نوازی بھی کروں گا اور میں ان لوگوں کو بھی بلاؤں گا کہ

جن کے 14-2013 کے لاکھوں روپے کی payment باقی ہے۔ وہ چیک لے کر دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں لیکن ان کا کوئی مقدمہ درج کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہاں پر بات ہوئی کہ جہاں کہیں شوگر مل میں مسئلہ ہوتا ہے تو کین کمشنر صاحب وہاں پر خود تشریف لے کر جاتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج سے ایک ماہ پہلے سانگلہ ہل حمدا شوگر ملز کے سامنے زمینداروں نے پرامن دھرنا دیا جن کو mill payment نہیں کر رہی تھی۔ یہ اتنا بااثر مافیا ہے کہ آدھ گھنٹہ میں پورے ڈسٹرکٹ کی پولیس وہاں پر اکٹھی ہو گئی اور زمینداروں پر بے انتہا تشدد کیا گیا مگر کسی نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ یہاں پر کیوں بیٹھے ہیں یا آپ کی payment کا مسئلہ حل کرتے ہیں؟ پھر میں نے اس میں involve ہو کر مجھیں ان زمینداروں کی معافی تلافی کروائی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، یہاں زبانی جمع خرچ مت کریں بلکہ کچھ کر کے دکھانا ہو گا۔ آج زمیندار جو سو من گنّا مل پر لے کر جاتا ہے اس کو جو وزن میں ماردی جاتی ہے 100 من کی بجائے 80 من کی قیمت اس کو ادا کی جاتی ہے پھر بدبختی سے قیمت کون ادا کرتا ہے، سالہا سال ان کو دھکے کھانے پڑتے ہیں پھر آخر میں کہا جاتا ہے کہ آپ ہم سے چینی خرید لو اور وہ بھی بازار کی قیمت سے مہنگی قیمت پر۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ پھر مل مالکان سی پی آر کے بدلے زمیندار کو چیک فراہم کرتے ہیں جو کہ کیش نہیں ہوتے۔ مل مالکان قانونی طور پر چیک زمینداروں کو نہیں دے سکتے کیونکہ یہ قانوناً جرم ہے۔ پنجاب شوگر ایکٹ 1950 کے تحت اس میں یہ کہیں بھی درج نہیں ہے کہ زمیندار کو سی پی آر کے بدلے چیک دیا جائے، اس میں درج ہے کہ زمیندار کو payment cash کی جائے اور یہ بھی درج ہے کہ جو مل مالکان پندرہ دن کے اندر اپنی payment نہیں کرتے تو ان کو اصل رقم کے ساتھ 11 فیصد مارک اپ ادا کرنا ہو گا لیکن قانون تو صرف اور صرف غریب کے لئے ہے یہ جو شوگر ملز کا بااثر مافیا ہے اسے کون پوچھ سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہے کہ ابھی تک کسانوں کو 14-2013 کی payment نہیں ہوئی، ان بے چارے کسانوں کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرتا۔ مجھے امید ہے کہ وزیر موصوف اپنی تقریر میں میری اس بات کی وضاحت کریں گے۔

محترمہ چیئرپرسن! میری گزارش ہے کہ شوگر کین ایکٹ 1950 میں ترمیم کی جائے اور سی پی آر کو چیک کا درجہ دلوانے کے لئے قانون بنایا جائے۔ حکومت تمام شوگر ملز کے باہر اپنے کمپیوٹر کانٹے لگائے جو پہلے زمیندار کے گنّے کا وزن کرے اور پھر مل والے وزن کریں تاکہ زمیندار کو اس کا حق مل سکے، گنّے کا ریٹ بڑھایا جائے، اضلاع میں جو ڈی سی او صاحبان بیٹھے ہیں کم از کم ان کو ہی powerful کیا جائے تاکہ وہ شوگر ملز مافیا پر ہاتھ ڈال سکیں۔ کین کمشنر پنجاب مہربانی کر کے تمام شوگر

ملوں سے پندرہ دن کا حساب منگوایا کریں کہ کتنا گنّا خرید ا گیا ہے ، کتنی کرشنگ کی گئی ہے اور کتنی payment کی گئی ہے۔اس سے بھی اللہ کے فضل وکرم سے کافی بہتری آ سکتی ہے۔جن شوگر ملوں نے ابھی تک 14-2013 کی payment نہیں کی ان تمام کاشتکاروں کو قانون کے مطابق 11 فیصد مارک اپ لے کر دیں۔ شوگر کین 1950 کے ایکٹ کے مطابق شوگر ملز مالکان کو ہر صورت میں پندرہ دن میں payment کرنے کا پابند بنایا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن!انڈین پنجاب میں زراعت کے شعبے میں بجلی فری ہے،انڈیا کی طرف سے کاشتکار کے لئے جی ڈی پی کا 2.2 فیصد اور پاکستان میں 0.4 فیصد حصہ مختص کیا جاتا ہے-انڈیا پاکستان کے مقابلے میں پانچ گنّا زیادہ سبسڈی فراہم کر رہا ہے۔انٹر نیشنل مارکیٹ میں یوریا کا ریٹ -/1652 روپے، پاکستان میں -/2000 روپے اور انڈیا میں -/450 روپے ہے۔انٹر نیشنل مارکیٹ میں ڈی اے پی کی قیمت فروخت -/2400 روپے ہے ، پاکستان میں -/4100 روپے اور انڈیا میں -/1125 روپے ہے۔ہمارے پنجاب میں فی ایکڑ فصل کی پیداوار انڈین پنجاب سے دس گنّا کم ہے لیکن محکمہ زراعت یا کوئی بھی محکمہ ان باتوں کی ذمہ داری نہیں لے رہا۔ محکمہ زراعت یا ان کے ذمہ داران کو جگانا ہو گا۔اگر ہم نے زراعت پر توجہ نہ دی،اخراجات کا موازنہ کر کے جنس کا ریٹ مختص نہ کیا تو اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے عنقریب پاکستان کی زراعت تباہ ہو جائے گی۔

محترمہ چیئر پرسن: باجوہ صاحب! wind up کریں۔

جناب طارق محمود باجوہ: محترمہ چیئر پرسن! میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ میں اپنی بات مکمل کر کے wind up کروں گا۔اگر کاشتکار کو اس کی فصل کا ریٹ کم دینا ہے تو پھر کھادوں،زرعی ادویات،بجلی اور ڈیزل پر سبسڈی دی جائے۔جتنی بھی کھاد اور زرعی ادویات بنانے والی فیکٹریاں ہیں ان کو پابند کیا جائے کہ اس بوری پر یا pesticide والے تھیلے پر اردو میں اپنا کوڈ نمبر لگائیں تاکہ جو بھی زمیندار وہ کھاد یا pesticide خریدنے جاتا ہے تو وہ اپنے ٹیلیفون سے کوڈ نمبر اس فیکٹری کو SMS کرے اور اسے جواب آئے کہ واقعی آپ جو چیز خرید رہے ہو وہ ان کی فیکٹری کی بنی ہوئی ہے،اس سے جعلی کھادوں اور جعلی ادویات میں بھی کافی بہتری آئے گی۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ بجٹ میں زراعت کے لئے 2 فیصد بجٹ مختص کیا جائے، میرے حلقہ میں ہزاروں ایکڑ زمین محکمہ کی عدم توجہ کی وجہ سے سیم تھور کا شکار ہوئی ہے اور غریب کاشتکار غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں-میری گزارش ہے کہ سیم تھور

والی زمینوں کے لئے علیحدہ ادارہ بنایا جائے اور سیم تھور کے حل کے لئے نیسپاک اور ڈی ڈی سی پی جیسے نجی ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ سیم تھور کا خاتمہ کیا جا سکے۔

محترمہ چیئرپرسن: شکریہ۔ باجوہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: محترمہ چیئرپرسن! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی لیکن چونکہ کافی معزز ممبران بیٹھے ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے اس لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، بہت مہربانی۔

محترمہ چیئرپرسن: مہربانی۔ چودھری محمد اشرف صاحب!

چودھری محمد اشرف: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئرپرسن! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ آج زراعت اور خوراک پر بحث کا دن ہے یہ 80 فیصد زراعت سے منسلکہ آبادی کا دن ہے تو بولنے کے لئے جو پانچ یا دس منٹ دیئے جا رہے ہیں یہ بہت کم ہیں۔ میرے خیال میں اس کے لئے کم از کم ایک دن اور بڑھانا چاہئے تاکہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن! ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے یہی وجہ ہے کہ اتنے بدترین حالات میں بھی یہ ملک قائم اور دائم ہے۔ پنجابی کا ایک محاورہ عام بولا جاتا ہے "جھدے گھر دانے اوہدے کملے وی سیانے" چونکہ ہمارے ملک میں خوراک، کھانے کے لئے ہر چیز اللہ کے فضل و کرم سے میسر ہے اگرچہ ہمارا محکمہ زراعت اس پر خصوصی توجہ نہیں فرما رہا اس میں بہت کمیاں ہیں جن کو دور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کسی ضلع میں جائیں زراعت سے متعلقہ مشینری کا پوچھیں، سوال کریں یا خود دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ مشین خراب ہے۔ دوسرے ضلع میں جائیں وہاں سے پتا کریں تو پتا چلتا ہے کہ یہ بھی خراب ہے۔ جب بیج صاف کرنے کا وقت ہوتا ہے تو تمام مشینری خراب نظر آتی ہے اور جب زمینوں کے level کرنے کا وقت آتا ہے تو لیولر خراب ہوتے ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس 80 فیصد آبادی، خوراک مہیا کرنے والے لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں اور خصوصی توجہ فرما کر حالات کو بہتر کیا جائے۔ یہاں زمیندار کی بہت بات ہوئی ہے لیکن میں چھوٹے کاشتکاروں اور خصوصاً بارانی ایریا کے کاشتکاروں کی بات کروں گا۔ یہاں بارانی ایریا کی بہت کم بات ہوئی ہے بلکہ شاید ہوئی ہی نہیں اس لئے میں بارانی ایریا کو ترجیح دیتے ہوئے یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ بارانی ایریا پر بھی خصوصی توجہ فرمائی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خادم اعلیٰ پنجاب توجہ فرما رہے ہیں لیکن وہ بہت کم ہے۔ وہاں بڑے پیمانے پر test bores کی بہت سخت ضرورت ہے اور چھوٹے کاشتکاروں کو اجتماعی زمینداری کی طرف، کاشتکاری

کی طرف متوجہ کرنے کی بھی بڑی اہم ضرورت ہے اور انہیں اجتماعی طور پر آبیاری کا سسٹم بنا کر دینا بڑا اہم ہے تاکہ وہ غریب لوگ،، چھوٹے کاشتکار بھی اپنی زمینوں کو سیراب کر سکیں اور وہاں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب زمینداری یا کاشتکاری سے کوئی بڑا فائدہ نہیں۔۔۔

(اذانِ عشاء)

*محترمہ چیئرپرسن:* اجلاس کا وقت مزید 20 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، چودھری محمد اشرف صاحب!

*چودھری محمد اشرف:* محترمہ چیئرپرسن! میں نے اپنے تجربہ سے یہ محسوس کیا ہے اور اس مقدس ایوان کے تمام معزز ممبران بھی جانتے ہیں کہ زراعت کے شعبہ میں الحمد للہ ایک بہت بڑی برکت ہے۔ شعبہ زراعت سے منسلک لوگ خود قربانی دے کر خلق خُدا کے لئے رزق مہیا کرتے ہیں۔ شعبہ زراعت سے منسلک لوگ نہ صرف خود قربانی دیتے ہیں بلکہ ان کے بچے اور خاندان کے دوسرے افراد بھی قربانی دیتے ہیں۔ یہ کاشتکار اپنے خاندان کے لئے پورے وسائل میسر نہیں کر سکتے لیکن خلق خُدا یعنی انسانوں، چرند، پرند اور چوپائے سب کے لئے رزق میسر کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

*محترمہ چیئرپرسن:* چودھری صاحب! wind up کر لیں۔

*چودھری محمد اشرف:* محترمہ چیئرپرسن! یہی ایک فائدہ ہے کہ جس کی وجہ سے کسان کو حوصلہ ملتا ہے، برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمادیا ہے کہ وقت کم ہے اس لئے میں اس دُعا سے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم شعبہ زراعت کے لئے محنت، لگن اور کوشش سے کام کریں اور اس عظیم ملک پاکستان جو کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عنایت ہے میں بسنے والی خلق خُدا کے لئے وافر رزق مہیا کر سکیں۔ بڑی مہربانی

*محترمہ چیئرپرسن:* بہت شکریہ۔ اب چودھری رفاقت حسین گجر صاحب بات کریں گے۔

*چودھری رفاقت حسین گجر (ایڈووکیٹ):* اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئرپرسن! میں کوشش کروں گا کہ مقررہ وقت کے اندر ہی اپنی بات مکمل کر لوں۔ آج بدقسمتی سے زمیندار کے ساتھ سوتیلی اولاد جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ آج زمیندار اور کاشتکار بہت سے مسائل کا شکار ہیں۔ آج کسان آمدنی کی بجائے اپنے اصل اثاثے فروخت کر کے بھی اپنے اخراجات پورے نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس وقت آلو اور ٹماٹر کی قیمت مارکیٹ میں 15 روپے فی کلوگرام ہے۔ اس سے ہم سب بہت خوش ہیں اور خوش ہونا بھی چاہئے کیونکہ ہمیں یہ چیزیں سستی مل رہی ہیں

لیکن کبھی ہم نے یہ سوچا ہے، کبھی اس بات کا خیال کیا ہے کہ جس کاشتکار نے اس کو محنت کر کے اگایا ہے اس کی یہ فصل مارکیٹ میں کس قیمت پر فروخت ہو رہی ہو گی؟ وہ غریب کسان جو اپنی فصل سے اپنے اخراجات پورے نہ کر سکے کیا وہ اگلی دفعہ اس فصل کو کاشت کرے گا؟ پچھلے سال ہم آلو اور ٹماٹر سو روپے فی کلو گرام کے حساب سے خریدتے رہے ہیں۔ آج بد قسمتی سے ان غریب کسانوں کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ آپ بے شک اسی قیمت پر اس فصل کو فروخت کریں لیکن کم از کم جن مظلوم کسانوں نے یہ آلو اور ٹماٹر کی فصل اگائی ہے انہیں subsidy دے کر accommodate کیا جائے۔ آج چاول کے آڑھتی اور مڈل مین نے جس قیمت پر چاول کی فصل زمیندار سے خریدی تھی اس قیمت پر اس کی فصل آگے فروخت نہیں ہو رہی۔ اسی مڈل مین نے کل کو گندم خریدنی ہے لیکن اگر اس کے پاس وسائل نہیں ہوں گے اور اگر اس کا چاول فروخت نہیں ہو گا تو پھر مارکیٹ سے گندم کون اُٹھائے گا؟

محترمہ چیئر پرسن! بد قسمتی یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ جب صنعت کار اپنی کوئی product بناتا ہے تو اسے اس کی قیمت مقرر کرنے کی اجازت ہے، وہ اپنی product کو جس مرضی قیمت پر فروخت کر سکتا ہے اور جہاں چاہے فروخت کر سکتا ہے۔ اگر میرے ملک میں گندم کی shortage ہو تو ہم ضلع بندی اور بارڈر seal کر دیتے ہیں لیکن مظلوم کسان کو یہ موقع ہی نہیں دیتے کہ وہ open market میں اپنی فصل کو فروخت کر سکے۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ زمینداروں کو ایک proper helpline کے ذریعے آگاہ کیا جائے کہ فلاں فصل کی خریداری حکومت نہیں کر سکتی تاکہ وہ اپنی اس فصل کو export کرنے کے حوالے سے کوئی efforts کر سکیں۔

محترمہ چیئر پرسن! میرے حلقے میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے farms ہیں اور ان کا تقریباً ساڑھے تین ہزار ایکڑ رقبہ ہے۔ وہاں زمینداروں کا بہت زیادہ استحصال کیا جا رہا ہے، ان زمینداروں کو بیج، کھاد اور تیل محکمہ نے دینا ہوتا ہے اور ان سے فصل کا حصہ لیا جاتا ہے۔ آج بد قسمتی سے ان زمینداروں کو ان کا حق نہیں دیا جا رہا البتہ ان سے فصل کا حصہ برابر لیا جا رہا ہے۔ وہ اپنے اثاثہ جات کو گروی رکھ کر وقت گزار رہے ہیں۔ میری یہی گزارش ہے کہ زمینداروں کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ پاکستان کی معیشت کا انحصار شعبہ زراعت پر ہے۔ اگر یہ شعبہ flop ہو گیا تو پھر سب معاملات خراب ہو جائیں گے۔ بہت مہربانی۔

**محترمہ چیئرپرسن:** بہت شکریہ۔ میاں رفیق صاحب! آپ ایک منٹ بات کرنا چاہ رہے تھے۔ آپ تقریر تو کر چکے ہیں لیکن ایک منٹ بات کرنا چاہتے ہیں۔

**میاں محمد رفیق:** محترمہ چیئرپرسن! شکریہ۔ میں قومی معیشت میں زراعت جو ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ابتدا میں یہ اشعار پڑھے تھے شاید کچھ توجہ نہیں دی گئی ہوگی لیکن اب میں اس نذرانے کی صورت میں زراعت ریڑھ کی ہڈی، کھیت مزدور اور کاشتکار کی نذر شعر کرتا ہوں کہ:

راج محل کے باہر، سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی، فولاد کے پنجے،
گھومتے پہیے، کڑیل باہیں،
کتنے لوگ کہ جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
صبح کی سیجیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پیئیں اور پھول کھلائیں

بہت شکریہ

**محترمہ چیئرپرسن:** آپ کا بہت شکریہ۔ اب بحث کو سمیٹنے کا وقت آگیا ہے۔

**جناب محمد عارف خان سندھیلہ:** محترمہ چیئرپرسن! مجھے صرف تیس سیکنڈ کے لئے بات کرنے دیں۔

**محترمہ چیئرپرسن:** سندھیلہ صاحب! آپ بات کریں۔

**جناب محمد عارف خان سندھیلہ:** محترمہ چیئرپرسن! میری آپ سے یہ گزارش ہے اور آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر ہم اس بحث کو ایک دن کے لئے بڑھا دیں تو یہ کروڑوں انسانوں پر آپ کا احسان ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**محترمہ چیئرپرسن:** سندھیلہ صاحب! بات اتنی ہے کہ جتنے ممبران نے اس بحث میں حصہ لینے کے لئے نام دیا تھا وہ آج اپنی بات مکمل کر چکے ہیں۔ ان سب نے اپنی بات یہاں پر کی ہے۔ ہماری اب یہی خواہش ہے کہ وزیر خوراک بحث کو سمیٹیں اور جو شکایات، باتیں اور تجاویز دی گئی ہیں وہ اس پر بات کریں۔ ہمارے پاس فہرست میں جتنے ممبران تھے انہوں نے آج اپنی بات مکمل کی ہے۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: محترمہ چیئر پرسن! بہت سارے ممبران ہیں اور آپ کا اختیار بھی ہے۔آپ بحث کے لئے ایک دن بڑھادیں۔

محترمہ چیئر پرسن: اس اجلاس کے بعد دوسرا اجلاس بھی جلد آ جائے گا۔ ہم اس کے اندر پھر اس موضوع پر بحث کے لئے ایک دن رکھ لیں گے۔اب میں بحث کو سمیٹنے کے لئے وزیر خوراک کو دعوت دیتی ہیں۔جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین): محترمہ چیئر پرسن!بہت شکریہ۔ میں چاہتا تو یہ تھا کہ ہاؤس میں سارے ممبران موجود ہوں اور ان کے سامنے ہم بات کرتے تو زیادہ valid تھا۔ میرے بھائی وزیر زراعت نے بھی اس پر wind up speech کرنی ہے اس لئے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً بات کروں۔

محترمہ چیئر پرسن!یہاں پر بہت تنقید بھی ہوئی اور بہت valueable opinion بھی سامنے آئیں جو note بھی کی گئی ہیں۔اس وقت یہاں محکمہ کے سیکرٹری، ڈائریکٹر اور کین کمشنر سارے موجود ہیں۔اسی طرح محکمہ زراعت سے بھی سارے آفیسرز بیٹھے ہیں۔یہاں پر جو دو تین چیزیں discuss ہوئیں ہیں میں اس حوالے سے بات کروں گا۔ میری سٹیٹمنٹ ہے کہ میں نے 99 فیصد کہا ہے کہ 14-2013 کی ریکوری ہوئی ہے۔میں نے اس سے زیادہ کی بات کی ہے اور میں on record ہوں کہ 99 فیصد سے زیادہ ریکوری 14-2013 کی ہوئی ہے۔ میرے بھائی نے یہاں پر کہا کہ یہاں پر بیٹھ کر بات کی جاتی ہے اور فیلڈ میں نہیں جاتے تو ہم تو فیلڈ کے بندے ہیں بالکل جاتے ہیں۔انہوں نے یہاں جس مل کی بات کی ہے تو میں نے پہلے کہا کہ میری آدھی بات quote کی گئی اور آدھی نہیں کی گئی۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ 14-2013 میں پانچ ملیں default ہوئی ہیں۔یہاں ایک چیز کو generalize کیا جاتا ہے کہ مافیا بڑا مضبوط ہے تو میں آپ کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ اور حکومت back foot پر نہیں ہیں خواہ مافیا کتنا بھی مضبوط ہو لیکن ہمیں اپنے کسان کے معاملات کو protect کرنا ہے۔اس میں پانچ ملیں ہیں جن کے خلاف according to rules کارروائی ہو رہی ہے۔ان میں سے ایک مل کے بارے میں میرے معزز دوست بار بار ذکر کر رہے تھے کہ وہاں پر یہ protest ہے وہ بھی ان ملوں میں شامل ہے جن کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ایک مل کو ہم نے seal بھی کیا ہے اور وہ حکومت کے قبضہ میں ہے اور باقی ملوں کی جتنی violation ہے اس کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن! یہاں پر کہا گیا کہ ہماری میٹنگز ہوئیں اور گفتن، نشستن اور برخاستن ہوا۔ میرے وہ بھائی جو کہہ رہے تھے تو ان کے case plead کرنے پر ہماری میٹنگز ہوئیں اور اُس وقت اِس ہاؤس کی آواز سنی گئی اور اس ایوان کی آواز کو honour دیتے ہوئے وزیراعلیٰ صاحب نے فوری طور پر میٹنگ کی اور اس کا حل نکالا گیا۔ انہوں نے جو کہا کہ میرے حلقہ میں یعنی انہوں نے اپنا حلقہ specific کیا کہ جو CPR's کے payment against نہیں ہوئی تو فوری طور پر کین کمشنر سے کہہ کر دلوائی گئیں۔ ان چیزوں کو generalize کرنا آسان ہوتا ہے جس بندے نے کام کیا ہو اسے تکلیف ہوتی ہے تو ایسا نہیں ہے کہ attend نہیں کیا گیا۔ ہمیں جب بھی کوئی specific complaint آئی تو ہم نے اس کو ضرور attend کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شنوائی نہیں ہے تو یہ بات سمجھنے کی ہے سمجھانے کی نہیں ہے کہ جب ایک سو ارب روپے کی transaction ہوتی ہے اور خرید وفروخت ہوتی ہے تو پھر شکایات تو آتی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک سو ارب روپے کے قریب گنّے کی خرید ہو اور اس میں شکایات نہ ہوں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا سسٹم نے کام کیا ہے یا نہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے اور میاں محمد شہباز شریف کی وجہ شہرت ہی یہ ہے کہ انہوں نے اس طرح کے معاملات میں کبھی discrimination show نہیں کی اور ہر ڈسٹرکٹ میں جو sugarcane and examining Committees ہیں انہوں نے کام کیا ہے۔ اس میں ہمارے نمائندے کو جو بتایا جاتا ہے کہ 70 فیصد دیہی علاقوں سے آتے ہیں وہ بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی ذمہ داری انہی کی ہے کہ یہ اپنی ذمہ داریوں کو fulfill کریں۔ میں نے یہ بھی کہا کہ 15-2014 کی 85 فیصد ادائیگی ہو چکی ہے تو میں ریکارڈ پر ہوں کہ 84.61 فیصد ادائیگیاں ہم نے کروادی ہیں۔ میرے پاس figures لکھی ہوئی ہیں ذرا غور کیجئے گا کہ تقریباً 95 بلین روپے سے زیادہ کے گنّے کی ادائیگیاں due تھیں۔ اس میں 81 بلین روپے کی ادائیگیاں کرائی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ 84.61 فیصد بنتی ہے جو کل تک کی figures ہیں۔ میں یہ بات ریکارڈ پر کر رہا ہوں اور میں اسے own کروں گا۔

جناب طارق محمود باجوہ: محترمہ چیئر پرسن! مجھے بھی سننا چاہئے۔ یہ ہمارے پاس آئیں ہم ان کی مہمان نوازی کریں گے۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں۔ ان کی بات مکمل ہونے دیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): محترمہ چیئر پرسن! میں نے اپنے بھائی کی بات تسلی سے سنی ہے۔ اس میں کچھ قیمتوں کی بھی بات کی گئی ہے کہ 180 روپے جو گورنمنٹ نے گنّے کی قیمت دی تھی اس سے کم

پر لیا جا رہا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس طرح کی چیزیں اگر ہوتی ہیں تو اس کے خلاف قوانین کے مطابق کارروائی بھی ہوتی ہے اور یہ جس جگہ بھی ایسا ہوتا ہے تو وہ غلط اور غیر قانونی ہے۔ اس کو بالکل نہیں ہونا چاہئے۔ اسی کے لئے یہ سسٹم موجود ہے۔ اگر ان کی کوئی شکایت اس طرح کی ہے تو بتائیں۔ یہاں پر ایک بھائی نے جوہر آباد کی بات کی تھی کہ وہاں پر کم قیمت دی جا رہی ہے تو میں نے بتایا کہ کہیں بھی اس طرح کی شکایت ہے تو یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ اسے دور کریں۔ ہم نے کبھی یہ claim نہیں کیا کہ ہر چیز ٹھیک ہے۔ اگر ہر چیز ٹھیک ہو تو ہمیں اس ایوان کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں ان ممبران جو ہمارے معزز ساتھی اور بھائی ہیں ان کی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس پر اپنی رائے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سسٹم میں خرابیاں تو موجود ہیں اور انہی کو صحیح کرنے کے لئے ہم موجود ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن! یہاں پر ایک بات کی گئی جس کو میں ضروری سمجھتا ہوں اور میری ڈیوٹی ہے کہ جس طرح میں نے کہا ہے کہ میرے محکمہ اور میں نے خود ان کی ساری تجاویز جو آئی ہیں وہ note کی ہیں۔ ہم انشاء اللہ ان پر من و عن عمل کریں گے۔ یہاں پر گندم کی بات کی گئی اور محکمہ خوراک کی بنیادی ذمہ داری بھی یہ ہے۔ یہاں جو بحث ہو رہی ہے یہی اس کی ذمہ داری ہے کہ ہم نے دونوں اطراف کا خیال رکھنا ہے۔ ہم نے کسان کے interest کو بھی دیکھنا ہے کہ اس کے خون پسینے کی کمائی اسے ملے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس کے جو consumers ہیں جس طرح شہروں میں گندم کی فصل پیدا نہیں ہوتی تو ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کو بھی گندم مناسب قیمت پر ملے۔ محکمہ خوراک کا دونوں چیزوں کو balance کرنا ہی کام ہے۔ یہ محکمہ بنیادی طور پر ایسا ہے کہ اس کی اپنی کوئی earning نہیں ہے۔ ہم کسی بھی ملک کو دیکھ لیں تو حکومت کا جو food security department ہوتا ہے جو Food Department کے نام سے مشہور ہوتا ہے اس کو حکومت feed کرتی ہے اور subsidy دیتی ہے۔ ہم اپنی کوئی پیداوار حاصل نہیں کر رہے ہوتے اس لئے ہم parallel دونوں چیزوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ مجھے بطور وزیر پچھلی procurement میں انچارج بنایا گیا لیکن میاں محمد شہباز شریف کی کابینہ اور ان کے آفیسرز جن کو ہم بیوروکریٹ کہتے ہیں اور جن پر ہم ہر وقت تیر کس رہے ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے بیوروکریٹس، ڈی سی او، کمشنرز اور جتنی بھی حکومت کی مشینری کو میاں محمد شہباز شریف خود all to all monitoring کر رہے تھے۔ یہاں پر تو شاید ایک منسٹر بیٹھے ہیں اگر باقی منسٹرز ہوتے تو وہ بھی آپ کو بتا سکتے ہیں کہ وہ کون سے ڈسٹرکٹ میں تھے اور انہوں نے اس monitoring میں وہاں پر کتنے دن گزارے۔ یہ سسٹم اس طرح نہیں چلتا۔ گندم کی procurement

بھی ایک سوارب روپے سے زیادہ کی ہوتی ہے اس لئے اتنے بڑے quantum پر جب procurement ہوتی ہے تو اس کی شفافیت اور مینجمنٹ کے لئے اکیلا بندہ یا فرد واحد کچھ نہیں کر سکتا اس کے لئے پوری کی پوری مشینری کام کرتی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: پانچ منٹ کے لئے ایوان کا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): محترمہ چیئر پرسن! اس کے لئے ساری کی ساری مشینری متحرک ہوتی ہے۔ میں نے جس طرح کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ساری کی ساری کابینہ، ساری کی ساری انتظامیہ بشمول تمام بیوروکریٹس اور سیکرٹریز فیلڈ میں ہوتے ہیں۔ اگر 36 اضلاع ہیں تو ان سب میں خود جا کر شاید کوئی اِکا دُکا رہ گیا ہو میں 36 اضلاع میں جا کر خود monitoring کرتا ہوں۔ میں نے جو procurement کی تھی، الحمد للہ 14-2013 کی procurement پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس میں ایوان کی عزت ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی scandal سامنے نہیں آیا اور کسی قسم کی کوئی بڑی violation سامنے نہیں آئی۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ اس کی appreciation نہ صرف ہمیں بلکہ پورے ایوان کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں آڑھتی اور کاشتکار کی بات کی گئی کہ اس کا کوئی حال نہیں ہے تو گورنمنٹ جو 45 دن کے لئے اپنی دکان establish کرتی ہے اس کی وجہ سے کاشتکار کو اس کی محنت کا صلہ ملتا ہے۔ اگر 1200 روپے پر گورنمنٹ نے procurement کی ہے تو میں کوئی سنی سنائی بات یا لاہور میں بیٹھ کر ہی بات نہیں کر رہا بلکہ میں ہر ضلع میں گیا ہوں۔ میرے پاس feedback یہی تھا اور جتنی بھی ایجنسیاں ہیں جن میں سپیشل برانچ، آئی بی ساری کی ساری اس کام پر لگی ہوئی تھیں۔ ہمیں ہر ضلع سے feedback یہی آ رہا تھا کہ اس دفعہ یعنی 14-2013 میں کاشتکار کو گندم کی خرید میں سب سے زیادہ پیسے direct ملے تھے۔ اگر اس کو 1200 روپے نہیں ملے تھے تو اس کے قریب ترین مل رہے تھے اور وہ اس وجہ سے دس بیس روپے کم مل رہے تھے کہ وہ دس بیس روپے facilitator لے رہا تھا وہ اپنی فیلڈ میں پیسے لے رہا تھا۔

محترمہ چیئر پرسن! یہاں پر ایک بہت بڑی بات کی گئی جو مناسب نہیں تھی۔ میں اس کی بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر کہا گیا کہ سات لاکھ میٹرک ٹن گندم کو امپورٹ کیا گیا۔ یہ بہت بڑی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو الزام کا نام دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس میں سات لاکھ میٹرک ٹن نہیں بلکہ چھ لاکھ میٹرک ٹن گندم امپورٹ ہوئی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کی pipeline میں جو deal اور سودے تھے وہ تقریباً دو ملین میٹرک ٹن کے تھے جو پنجاب کے محکمہ خوراک نے نہیں کئے تھے

بلکہ الحمدللہ ہم تو سرخرو ہیں کہ پنجاب حکومت نے detect کیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ سندھ گورنمنٹ نے نہیں بلکہ سندھ کے پرائیویٹ امپورٹرز نے وہ گندم امپورٹ کی تھی۔ ہم نے وقت پر اسے detect کیا۔ محکمہ زراعت اور محکمہ خوراک combine چل رہے ہوتے ہیں اور دونوں منسٹرز بھی combine ہی چل رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے جا کر خود یہ case plead کیا تھا۔ میں یہ بھی ایوان کے علم میں لانا چاہتا تھا کہ ہم نے جا کر وفاقی حکومت کے ساتھ یہ معاملہ take up کیا اور الحمدللہ ان کی جو دو ملین میٹرک ٹن گندم کی deal ہوئی تھی اسے cancel کروایا۔ اس کی وجوہات کی تفصیلات ہیں اگر آپ کہیں تو میں وہ بھی share کر سکتا ہوں کہ اس طرح کے حالات سندھ گورنمنٹ کی طرف سے پیدا کئے گئے کہ آٹا مالکان کو گندم کی فراہمی میں اتنی مشکلات تھیں کہ انہوں نے زیادہ بہتر سمجھا کہ ہم دوسرے ملک سے گندم امپورٹ کر لیں چاہے اس میں ملک کا جتنا بھی نقصان ہو۔ یہ کریڈٹ حکومت پنجاب کو جاتا ہے کہ ہم نے وقت پر نہ صرف detect کیا بلکہ ان کی باقی کی ہوئی deals کو بھی منسوخ کروایا۔ پنجاب حکومت کے حصہ میں ایک historical کام بھی آیا ہے، یہاں پر کاشتکار کے مستقبل کو save کرنے کی بات کی گئی تو ان کے لئے یہاں بہت بڑی effort ہوئی ہے تو جہاں پر بہت سی خرابیوں کا ذکر ہوتا ہے تو ہمیں یہاں پر اچھی باتیں بھی discuss کرنی چاہئیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے میں اس ایوان کا پرانا ممبر چلا آ رہا ہوں اور میری یہ تیسری چوتھی term ہے لیکن بطور منسٹر میرے علم میں یہ پہلی دفعہ آیا ہے اور میاں محمد شہباز شریف کا یہ وژن ہے کہ ہم نے جا کر وفاقی حکومت سے یہ معاملہ take up کیا اور وہ سودے منسوخ کرائے۔ چھ لاکھ میٹرک ٹن گندم امپورٹ ہو چکی تھی اور گندم ایکسپورٹ کرنے کی بات کی۔ ہم نے نہ صرف ایکسپورٹ کی اجازت لی بلکہ اس ایکسپورٹ پر پہلی دفعہ بلکہ history میں پہلی دفعہ ہے کہ rebate کی اجازت لی۔ یہ کسان کے future کو save کرنے کی بات نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ لوگوں کو اس بات کو کرنا چاہئے اور بڑا proudly کرنا چاہئے کہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ گندم کی ایکسپورٹ پر پنجاب حکومت نے rebate announce کروائی، خود بھی دی اور وفاقی حکومت سے بھی کروائی بلکہ سندھ کو بھی لے کر دی کہ وہ اعتراض نہ کریں۔ سندھ بھی پاکستان کا حصہ ہے اور ہمارا بھائی ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو مثبت ہیں جن پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بالکل edge لینا چاہئے اور فخر کے ساتھ اس case کو plead کرنا چاہئے۔ اگر اب انٹرنیشنل مارکیٹ میں گندم کی قیمت depressed ہو جاتی ہے، یہاں پر ایک معزز ممبر جو شاید منسٹر بھی رہ چکے ہیں انہوں نے بات کی کہ مجھے بڑی مشکل نظر آ رہی ہے تو یہ ساری information میں نے ہی انہیں دی تھی یعنی ہم لوگوں نے، محکمہ نے ہی ان کی

expert opinion لینے کے لئے انہیں دی تھی تو وہ ہماری ہی سیکھی ہوئی باتیں ہمیں سکھا رہے ہیں۔ بسم اللہ وہ ہمارے بڑے ہیں اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ساری چیزیں موجود ہیں اور خدانخواستہ ہم کسی shortage میں نہیں ہیں۔ ہم اگر surplus میں ہیں تو اس میں کوئی انہونی بات نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: اجلاس کا ٹائم 15 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): محترمہ چیئرپرسن! اگر انٹرنیشنل level پر گندم کی قیمت depress ہو گئی ہے تو اس میں میرا، اس ایوان کا اور نہ کسی اور کا کوئی قصور ہے۔ یہ ایک مارکیٹ ہے۔ ہم ایک طرف بات کرتے ہیں کہ free economy market چلنی چاہئے تو یہ تو دنیا ہے اس میں free economy market چلتی ہے۔ اگر اس وقت یہاں پر وقتی طور پر depress ہے انشاء اللہ آنے والے دنوں میں بہتر بھی ہو جائے گی۔ میرے پاس یہاں پر discuss کرنے کے لئے سارے points موجود ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ڈاکٹر صاحب نے بھی اپنے محکمہ سے متعلق بات کرنی ہے اس لئے میں اسی پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے بھائیوں نے جو آخری demand کی ہے وہ ان کی بڑی valid demand ہے۔ ہمارے پاس ایک سو دن ہوتے ہیں، ابھی میاں رفیق صاحب کہہ رہے تھے کہ آپ دو دن off کرنے کے بعد اجلاس چلا رہے ہیں تو یہ کوئی issue نہیں ہے یہ تو سینیٹ کا الیکشن ہے اس کے بعد دوبارہ اجلاس میں آپ دو دن کی بحث رکھوائیں مگر اس کے لئے آپ lobbing بھی پوری کریں۔ آپ اپنے ممبران کو بھی جھنجھوڑیں جو دیہی علاقوں سے آنے کا claim کرتے ہیں تو انہیں کہیں کہ وہ اپنے علاقوں کی نمائندگی بھی کریں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ عام بحث رکھنا چاہتے ہیں تو اگلے اجلاس میں جب مرضی ہو آپ رکھیں۔ میں یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ تین مرتبہ یہ discussion pending ہوئی ہے اور آج چوتھی مرتبہ شکر ہے کہ ہو رہی ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ آپ ہر مہینے discussion رکھوانا چاہتے ہیں تو ضرور رکھوائیں۔ میں آخر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن: شکریہ۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئرپرسن! میں سمجھتا ہوں کہ آج اس مقدس ایوان نے پنجاب کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ آج صحیح طور پر پنجاب کے غریب کسان کے دکھ یا مسائل کا ذکر اس ایوان میں ہوا ہے۔ آپ نے کمال مہربانی سے ہر ایک کو وقت دیا اور موقع دیا کہ

کھل کر اپنے مسائل کا ذکر کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے اور میرے محکمہ کے لئے یہ ایک eye opener ہے کہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑا sector جو پورے ملک کو خوراک مہیا کرتا ہے وہ کسان ہے جسے اس دھرتی کا ان داتا کہا جاتا ہے۔ وہ خود اتنا خوشحال کیوں نہیں ہے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ کیوں نہیں ہے؟ مجھ پر بھی ان باتوں کا بڑا اثر ہوا ہے جیسے کہتے ہیں کہ

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

محترمہ چیئرپرسن! مجھے اور خوشی ہوتی اگر آج ایوان پورا ہوتا لیکن پھر بھی آپ کو اور اس ہاؤس کو مبارکباد کہ آج کھل کر زراعت پر باتیں ہوئی ہیں۔ اس سے زیادہ اور بھی باتیں ہونی چاہئیں۔ میں کوشش کرتا ہوں لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ یہاں جو باتیں ہوئی ہیں خاص طور پر آلو کی بات کی گئی ہے۔ آج کل آلو کا سیزن ہے we have added a bumper crop جو پچھلے سال کی پیداوار سے شاید ایک ملین ٹن سے زیادہ کا estimate ہے۔ 30 ہزار ٹن آلو کی فصل پاکستان کا بارڈر cross کر چکی ہے اور ایکسپورٹ ہو چکی ہے اور بہت سے سودے ہو چکے ہیں۔ آلو کے کاشتکاروں کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ:

> Department is very much concerned about their problems and about their grievances. We are going to address those problems

اور address کر بھی رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن! میں نے شام کو رپورٹ لی ہے Russia UAE Malaysia or Sri Lanka آلو جا چکا ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ پوری کوشش کریں گے کہ ان کو پوری پرائس مل جائے۔ گنّے کی پرائس کی بات میرے بلال بھائی نے کر دی ہے تو میں اصل Issue کی بات کروں گا کہ ہم کو wheat and sugarcane cotton میں اصل yield بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہاں انڈیا کی مثال دی گئی ہے وہ figures کسی حد تک ٹھیک ہیں لیکن بہت زیادہ exaggeration کے ساتھ بتائے گئے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ نے میاں محمد شہباز شریف کی visionary or dynamic leadership کے under جو کام کئے ہیں ہم نے Twenty two Billion rupees every year we have been pending on the electricity subsidy. کسان اگر Peak

hours میں ٹیوب ویل چلائے گا تو اس کے لئے flat rate ہے اگر کوئی دکاندار یا کوئی industrialist رات کو بجلی استعمال کرے گا تو اس کو دگنا Pay کرنا پڑے گا۔ اگر کوئی کسان صبح، دوپہر اور رات کو یا آدھی رات کو ٹیوب چلائے تو وہ 10 روپے 35 پیسے flat rate پر بجلی استعمال کر رہا ہے۔ اس پر صرف پنجاب میں 22 بلین روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ابھی جو پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں کم ہوئی ہیں، انڈیا میں جو سبسڈی اور ریلیف ان کو اوپر سے ملا ہے انہوں نے اس کا صرف 15 فیصد اپنے کسان کو transfer کیا ہے اور ہم نے 32 فیصد transfer کیا ہے۔ ہم نے پورے کا پورا ریلیف اپنے کسان کو transfer کیا ہے جس وجہ سے پنجاب میں ایگریکلچر سیکٹر میں اگر ایک ایکڑ کے لئے میں آپ کو کہوں کہ ایک دفعہ Irrigation کرنی ہے تو کتنے لٹر ڈیزل لگتا ہے اگر میں یہ کہوں کہ ایک ایکڑ پر آپ نے tillage کرنی ہے اس کی plough in کرنی ہے اگر اس کی آپ calculation کریں تو overall ایگریکلچر سیکٹر کو 30 بلین کا فائدہ ہے۔ یہ ہماری گورنمنٹ کی طرف سے کچھ initially steps ہیں۔ ایگریکلچر کی پاکستان بننے کے بعد کی باتیں کی گئی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایوب ایگریکلچر ریسرچ سنٹر جو کہ فیصل آباد میں واقع ہے اور فیصل آباد کے دوست بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں late sixty اور early seventy's میں green revolution اسی ادارے کے through آیا تھا۔ Norman Borlaug ایک سائنسدان جو کہ باہر سے آیا تھا اس نے پاکستان میں ریسرچ کی تھی جس کا فیض بعد میں پوری Asian countries میں پھیلا تو وہ پاکستان کے through ہوا تھا اور اس کا فائدہ کیا ہوا تھا کہ 10 من فی ایکڑ پیداوار ایک دم jump لے کر 20 من فی ایکڑ تک پہنچ گئی تھی۔ ایوب ریسرچ سنٹر کے ذریعے آج ہم 30 من فی ایکڑ پر کھڑے ہیں اور ہماری کوئی crop بھی ایسی نہیں ہے جو bumper crop نہ ہو رہی ہو۔ آج اگر پوٹھوہار میں موٹر وے پر دوستوں کو جانے کا اتفاق ہوا ہو تو وہاں پوٹھوہار میں ایک نیا revolution آ رہا ہے۔ That is the kind of sweep revolution. وہ grapes کے wine yards اور olives کے executive قسم کے پلانٹس ہمارے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے باہر سے منگوائے ہیں اور وہ لگائے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اِدھر بھی پہاڑ ہے اور اُدھر بھی پہاڑ ہے اور درمیان میں پانچ، چھ ایکڑ کا پلاٹ ہے جس میں grapes اور olives لگے ہوئے ہیں وہ کیوں کر ممکن ہوا ہے وہ اس لئے ممکن ہوا ہے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے drip irrigation, lift irrigation اور ٹیوب ویل لگا کر اُدھر پانی مہیا کیا ہے۔ آج میں نے سیشن میں بات کی ہے کہ ہمارے پنجاب سیڈ کارپوریشن یوسف والا میں ریسرچ سنٹر ہے انہوں نے hybrid seed introduce کروایا ہے

جو کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں سات سات ہزار روپے کا بیگ دے رہی ہیں۔ ہم نے وہی بیگ2500روپے فی بیگintroduceکروایا ہے۔ ہم کچھ کر رہے ہیں لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ ہمارے پاس خدانخواستہ کوئیthink tankموجود نہیں ہے۔We have had many think tanks at each and every level.ہمارے جب ربیع اور خریف کیcrop شروع ہوتی ہے تو ہماری اسلام آباد میں فیڈرلlevelپر میٹنگ ہوتی ہے جس میں فیڈرل منسٹر فوڈ اینڈ سکیورٹی، اریگیشن، واپڈا، سائنسدان، ایکسٹینشن والے اور سارےdisciplinersبیٹھتے ہیں اور بیٹھ کر طے کرتے ہیں کہ consumptionکتنی ہے اور ہمارا اس ربیع سیزن کا ٹارگٹ کیا ہے،fertilizer کی اور پانی کی کیا پوزیشن ہے؟ یہ بہتbrainstormingکے بعد ہم یہtarget fixکرتے ہیں۔ Target fixکرنے کے بعد اس کوachieveکرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ میں تمام دوستوں کو جو ایگریکلچر میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں بھی بہت brainstorming sessionہوتے ہیں، ہم بہتdecisionفیڈرلlevelپر بھی کرتے ہیں جو بھی اس میںhe and sheشامل ہونا چاہے ہم اس کوmore than welcomeکہتے ہیں۔ ہماریAcademic sideدیکھ لیں۔ ہماری ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد ہے۔ وہ دنیا میںAgri Sciencesمیں98نمبر پر ہے۔ ہم بہت سی چیزوں میں بہتر ہیں۔ انڈیا کی کسی یونیورسٹی کا کہیں کوئی نام نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "فن جو نادار تک نہیں پہنچا، ابھی اپنے معیار تک نہیں پہنچا"اُس فن اور اُس ریسرچ کا کمروں میں بیٹھ کر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو غریب کسان کے کھیت تک نہ پہنچے۔ میں اُس یونیورسٹی اور اُس فن کو مانتا ہوں اس ریسرچ کو مانتا ہوں جو میرے اُس کسان کو جو کہ دھوپ میں، کھیت میں کھڑا ہو کر کام کر رہا ہے اس کو جا کر خوشخبری سنائے کہ یہ استعمال کرو گے تو تمہاری پیداوار 10 من فی ایکڑ بڑھ جائے گی۔ باتیں بہت سی کرنے والی ہیں اور وقت بھی کم ہے تو میں کوشش کروں گا کہ ہر چیز کوtouchکرتا جاؤں میں نے سارے پوائنٹس لکھے ہیں۔ Unfortunately conditions are like thatکہ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ International market is sleeping out of our hands there are multiple reasons.اس کے لئے علیحدہ میرا خیال ہے کہ بات ہو گی لیکن اس کے باوجود ہم فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچے ہیں۔ Chinese delegationکو پنجاب گورنمنٹ نے بلوایا اور ان کے ساتھpaymentکا مسئلہ تھا وہ آپ کو بھی پتا ہے کہ International issueہے۔ ہم ایران کے ساتھcash paymentنہیں کر سکتے تو ایران سے

delegation آیا اور چاول پر بات ہوئی تو میں اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ دو ملین ٹن چاول ہم نے چائنا بھیجا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کی Trade and Commerce Minister کو پورے طریقے سے move کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم بڑا timely signal بھیجتے ہیں، خود جاکر ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے کسان کا اتنا چاول اور اتنا آلو پڑا ہے آپ کے جو بزنس Attach Embassy میں ہیں ان کو in writing بھیجیں اور ان سے کہیں کہ اس کے لئے کچھ کیا جائے تو انشاءاللہ چاول کے لئے بھی کیا جائے گا۔اس کے علاوہ لٹریچر کی اور بائیو گیس ٹیوب ویل کی بات ہوئی ہے تو یہ خوشخبری میں دینا چاہتا ہوں کہ بائیو گیس کے 20ہزار ٹیوب ویل ہم دو سال میں لگانے جا رہے ہیں۔ جرمن کنسلٹنٹ فرم ہم نے hire کر لی ہے۔ یہ بھی انرجی سیکٹر میں ہمارے سارے کسان بھائیوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہوگی۔

محترمہ چیئرپرسن! یہاں ٹریکٹرز کی بات کی گئی ہے کہ میاں صاحب اور کوئی کام نہ کریں ایک سال ٹریکٹرز ہی دے دیں۔ آپ کو شاید یاد ہوگا کہ میاں صاحب نے تین سال ٹریکٹرز دیئے ہیں۔ 30ہزار ٹریکٹرز پورے پنجاب میں distribute کئے گئے ہیں۔ پورے پاکستان کی history میں there is no precedent. تیس ہزار ٹریکٹر 50 فیصد subsidy پر دیئے گئے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن! یہاں پر fertilizer کی بات ہوئی ہے جس کو میں مانتا ہوں کہ بالکل سچ بات ہے کہ کوئی reason نہیں بنتا کہ fertilizers کی اتنی زیادہ prices ہوں۔اس کے لئے پنجاب گورنمنٹ فیڈرل گورنمنٹ کو move کر رہی ہے کہ additional taxes یعنی GST waive کر دینا چاہئے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں اور انشاءاللہ ہمیں امید ہے کہ ہماری بات سنی جائے گی۔ یہاں ایک بہت اچھی تجویز code کی آئی ہے کہ pesticides and fertilizers پر code ہونا چاہئے کہ کوئی آدمی اپنے فون سے dial کرے تو اس کو پیچھے سے information آئے کہ یہ چیز صحیح ہے یا نہیں۔ یہ بہت ہی practical تجویز ہے۔

میاں محمد رفیق: محترمہ چیئرپرسن! قیمت بھی لکھی جانی چاہئے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): محترمہ چیئرپرسن! بالکل قیمت بھی لکھی ہونی چاہئے اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ انشاءاللہ تعالیٰ اس پر غور کرے گا اور آپ دیکھیں گے کہ شاید میں بہت جلد اس بارے میں خوشخبری سنا سکوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن! یہاں میرے ایک بزرگ ایم پی اے ساتھی نے یہ بھی کہا کہ ایم پی اے صاحبان کو literature بھی دینا چاہئے تو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں بہت literature ہوتا ہے لہذا میں ڈیپارٹمنٹ سے ضرور کہوں گا کہ ان کو literature فراہم کیا جائے۔

**محترمہ چیئرپرسن:** اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

**وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):** محترمہ چیئرپرسن! یہاں wheat seed کی بات ہوئی ہے کہ wheat seed محکمہ نے پتا نہیں بہت زیادہ بنالیا ہے جو بکا نہیں اس لئے ریٹ کم کیا ہے۔ میں اس ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر سیزن کے شروع میں ہی 150 روپے فی بیگ seed کی قیمت کم کی ہے اور اخباروں میں اشتہار دے کر باقاعدہ announce کیا ہے اور farmers کو بتایا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت کے تحت 150 روپے seed کی قیمت کم کر دی گئی ہے۔ یہ پوری دنیا میں practice ہے، پرائیویٹ سیکٹر میں اور گورنمنٹ سیکٹر میں بھی ہے کہ جو seed بچ جاتا ہے وہ as a seed treat نہیں ہوتا بلکہ as a grain and as a serial treat ہوتا ہے جس کی قیمت seed کی نہیں لگتی بلکہ wheat یا serial کی لگتی ہے لیکن وہ بھی بڑے transparent طریقے سے ٹینڈر دے کر کیا جاتا ہے۔ میری طرف سے میرے سیکرٹری وہاں سیڈ کارپوریشن کو supervise کرنے کے لئے گئے تھے اور وہاں یہ 100 فیصد شفاف treat ہوا ہے۔ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو اور انگلی اٹھائے تو میں اس کی پوری ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن! آج اس ایوان میں یہ بات بھی ہوئی اور میرے ایک معزز ایم پی اے جن کو میں جھٹلانا نہیں چاہتا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے ایک بندے کو laser levelling کے لئے ایک لاکھ روپے رشوت دی ہے جس کی ذمہ داری بھی میں قبول کرتا ہوں۔ میں آپ کی موجودگی میں اس معزز ایوان میں کہتا ہوں کہ اگر اس ایم پی اے صاحب نے اپنے ہاتھ سے میرے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے کسی بندے کو ایک لاکھ روپے رشوت دی ہے تو میں انکوائری کرواتا ہوں چاہے آپ خود کروالیں۔ اگر ثابت ہو جائے تو میں responsibility لیتا ہوں کہ مجھے ایگریکلچر منسٹر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ میرا ڈیپارٹمنٹ کسی ایم پی اے سے ایک لاکھ روپے رشوت لے۔ سب سے پہلا آدمی میں resign کرنے والا ہوں گا اور میں ایسی مثال قائم کروں گا۔ یہ میں آپ کے سامنے اس معزز ایوان میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس کی بالکل انکوائری کرواؤں گا۔ اتنا بڑا الزام یہ کہہ کر میں نہیں ٹال سکتا کہ میرے محکمے کی مجھے چوبیس گھنٹے کی خبر نہیں ہوتی لیکن میں محکمے کو ہیڈ تو کرتا

ہوں۔اگر خدا نخواستہ یہ بات سچ ثابت ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس کی سزا میں بھگتوں گا۔اس کے علاوہ بہت سی باتیں ہوئیں۔Sugarcane کے لئے میاں محمد شہباز شریف نے Sugarcane Board بنایا ہے۔ جو Sugarcane Cess لی جاتی ہے اس کا غالباً 10 فیصد Sugarcane Board کو دیا جاتا ہے جن کا ریسرچ پر سارا emphasis ہے کہ کس طرح ہماری production ایک ہزار من کو cross کر جائے اور کس طرح ہمارا content scrolls 12 فیصد کو cross کر جائے۔ Department is vigilant and alive لیکن پھر بھی مجھے بہت افسوس ہے کہ ہم farmer کو وہ دے نہیں سکے جس کا وہ مستحق ہے۔ ہم farmer کو سہولت دے نہیں سکے جس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں۔ وہ طبقہ جس کے منہ پر آج مسکراہٹ اور خوشحالی ہونی چاہئے تھی وہ میں نہیں دیکھ رہا۔

محترمہ چیئرپرسن! میری آخر پر یہی humble submission ہے کہ میں اور میرا پورا ڈیپارٹمنٹ جو ہمارے اختیار میں ہے جو ہمارا mandate ہے پوری کوشش کریں گے کہ اس غریب کسان جس کو دھرتی کا اَن داتا کہا جاتا ہے اس کو دھرتی کے صحیح اَن داتا کا مقام بھی دلوا سکیں۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 3-مارچ 2015 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔